الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شبیر برادرز
اردو بازار ۔ لاہور

نام کتاب: عجائب الفقہ یعنی فقہی پہیلیاں

تقدیم: محقق دوراں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ

تصنیف: مُفتی جلال الدین احمد امجدی

مرتب: مولانا محمد عیسیٰ رضوی

تعداد: 1100

ناشر: ملک شبیر حسین

سرورق: فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور

قیمت: 160/= روپے
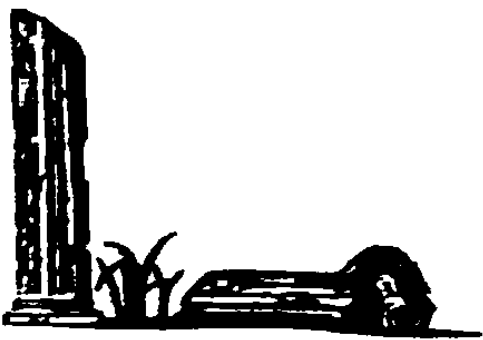
شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

❀❀❀❀❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

(۳، رکوع ۵)

ترجمہ: جو احکامِ شرعیہ کا عالم ہوا اسے بہت بھلائی ملی

❀❀❀❀

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے مسائل شرعیہ کا عالم بناتا ہے[۲]

❀❀❀❀

---

(۱) قال ابن زید الحکمۃ فی الدین وقال مالک بن انس الحکمۃ المعرفۃ بدین اللہ والفقہ فیہ والاتباع لہ (حاشیہ تفسیر جلالین ص۴۲)

(۲) فقہ دراصل بمعنی فہم و فطنت ست و در عرف شرع غالب آمدہ بر علم باحکام عملیہ (اشعہ ج ۱ ص ۱۵۲)

تھدیہ

فقیہ اعظم ہند مرشدی صدر الشریعہ حضرت علامہ

حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

مصنف بہارِ شریعت

کی خدمت میں کہ جن کے دامن کی وابستگی سے

مجھے کچھ فقہی بصیرت حاصل ہوئی۔

جلال الدین احمد امجدی

فقہی پہیلیاں مندرجہ ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہیں

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین	سنہ وفات
۱	بخاری شریف	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۲	مسلم شریف	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ
۳	مشکوٰۃ شریف	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی	۷۴۰ھ
۴	مرقات شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی	۱۰۱۴ھ
۵	اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری	۱۰۵۲ھ
۶	تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی	۶۰۶ھ
۷	تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسوی	۱۱۳۷ھ
۸	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی	۷۲۵ھ
۹	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد ملا جیون	۱۱۳۰ھ
۱۰	نبراس	علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی	
۱۱	نورالانوار	شیخ احمد ملا جیون	۱۱۳۰ھ
۱۲	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری	۹۷۰ھ
۱۳	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن ہمام	۸۶۱ھ
۱۴	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۱۵	بحرالرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری	۹۷۰ھ
۱۶	جوہرہ نیرہ	شیخ الاسلام ابوبکر بن علی بن محمد حدادیمنی	تقریباً ۸۰۰ھ
۱۷	غنیہ	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی	۹۵۶ھ

نمبر	کتاب	مصنف	سن
۱۸	سعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحئی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ
۱۹	تنویرالابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی	۱۰۰۴ھ
۲۰	درمختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی	۱۰۸۸ھ
۲۱	ردّالمحتار	سیّد محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی	۱۲۵۳ھ
۲۲	نورالایضاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
۲۳	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
۲۴	طحطاوی علیٰ مراقی	سیّد العلماء سیّد احمد طحطاوی	۱۲۳۱ھ
۲۵	قدوری	امام ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر قدوری	۴۲۸ھ
۲۶	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی	۵۹۳ھ
۲۷	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی	۷۸۲ھ
۲۸	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی	آٹھویں صدی ھ
۲۹	شرح وقایہ	صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود	۷۴۷ھ
۳۰	عمدۃ الرعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحئی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ
۳۱	فتاویٰ قاضی خان	امام فخرالدین حسن بن منصور اوزجندی	۵۹۲ھ
۳۲	فتاویٰ عالمگیری	ترتیب بحکم شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر	۱۱۱۹ھ
۳۳	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ھ
۳۴	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ
۳۵	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ھ
۳۶	بہار شریعت	صدرالشریعہ ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی	۱۳۶۷ھ
۳۷	اعفاء اللحی	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان	۱۳۴۰ھ
۳۸	اصول الشاشی		

فہرست مضامین

نگاہِ اوّلیں

آج کل لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کے کئی معیار ہیں بعض لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کا معیار ہے تعویذ لکھنا اور جھاڑ پھونک کرنا۔ اُن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کیسا عالم ہے کہ جو نہ تعویذ لکھتا ہو اور نہ جھاڑ پھونک کرتا ہو یعنی اُن کے نزدیک حقیقت میں عالم وہی شخص ہے جو یہ سب کام کرتا ہو۔

اور کچھ لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کا معیار ہے تقریر میں جادو بیانی لہٰذا جو لوگ جادو بیان مقرر نہیں ہیں، ان لوگوں کے نزدیک حقیقت میں وہ عالم ہی نہیں ہیں، اور بعض لوگوں کے نزدیک عالم صرف وہی ہیں جو فلسفہ اور منطق کے ماہر ہیں۔

اور کچھ لوگوں کے نزدیک حقیقت میں عالم وہ شخص ہے، جو جھوٹے کاغذات بنا کر زیادہ سے زیادہ گورنمنٹ سے روپیہ حاصل کرنے کا فن جانتا ہوں۔ مدارس عربیہ کے دِینی ماحول کو دُنیا داری کے سانچے میں ڈھالنے کی مہارت رکھتا ہو، خوب جھوٹ بولتا بھی ہو اور دوسرں کو جھوٹ سکھاتا بھی ہو۔ حلال و حرام اور جائز اور ناجائز میں کوئی اِمتیاز نہ رکھتا ہو، حکام وغیرہ کو رِشوت دِینے میں مہارت رکھتا ہو اور گورنمنٹ کے آفسوں میں چکر کاٹنے پر کوئی غیرت نہ محسوس کرتا ہو تو وہ لوگ ایسے شخص کو بڑے بڑے القابوں سے یاد کرتے ہیں اور اس کو سب سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ مسائل شرعیہ جانتا ہو اور باعمل بھی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ)

سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مبارک بلکہ اِس کے بعد کے بھی کئی صدی تک سب سے بڑے عالم ہونے کا معیار یہی رہا۔ لیکن بعد میں بہت سے لوگوں نے عالم

ہونے کا معیار دوسری چیزوں کو بنا لیا۔ لہٰذا جسے اپنے معیار کے مطابق پاتے ہیں اِسی کو عالم سمجھتے ہیں اور اسی کی قدر کرتے ہیں اس لیے روز بروز مسائل شرعیہ سے جان کاری کی دِلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے اور نو جوان علماء وطلبہ کا رجحان احکام شرعیہ کی بجائے تقریر وغیرہ کی جانب زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے عالم کہلانے والے طہارت اور نماز وغیرہ کے موٹے موٹے مسائل سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔

لہٰذا علماء کے امتحان کے لیے نہیں بلکہ عام لوگ خصوصاً طالب علموں میں مسائل شرعیہ سے دِلچسپی پیدا کرنے کے لیے الغاز الفقه (فقہی پہیلیاں) لکھیں جو کانپور کے اِستقامت ڈائجسٹ میں بغیر عربی عبارت کے صرف کتابوں کے حوالے کے ساتھ قسط وار شائع ہوتی رہیں اور اب ان بکھری ہوئی ساری پہیلیوں کو عزیز گرامی مولانا عیسیٰ صاحب رضوی زید مجدہم فاضل فیض الرسول نے الگ الگ باب میں فقہائے کرام کی اصل عربی اور فارسی وغیرہ کے ساتھ مرتب کر دِیا جسے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

محقق دوراں استاذی الکریم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت براۃ فہم القدسیہ نے فقہ اِسلامی کی تاریخ اور اس کی اہمیت وضرورت سے متعلق اس کتاب کے لیے ایک طویل مقدمہ تحریر فرما کر اُس کی افادیت میں بے اِنتہا اَضافہ فرما دیا۔ خدائے عزوجل صحت وسلامتی کے ساتھ اُن کے سایہ عاطف کو ہم اَہلسنّت وجماعت کے سروں پر تادیر قائم رکھے اور اُن کے فیوض وبرکات سے ساری دُنیا کے لوگوں کو مستفیض فرمائے۔ آمین

کتاب میں بعض سوال ایسے بھی ہوں گے کہ جن کے کئی جواب ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے ذہن میں بروقت ایک دو یا جتنے جوابات آئے لکھ دیئے گئے ہیں اور سوال وجواب کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ ایک باب کے سارے سوالوں کو اکٹھا درج کر دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد نمبر وار ان کے جوابات لکھے گئے ہیں تا کہ سوال پڑھنے کے بعد کچھ دیر آدمی حیرت میں رہے اور پھر جواب پڑھنے کے بعد مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

جواب میں حتی الامکان مفتی بہ اقوال نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر بہت ممکن ہے کہ غیر مفتی بہ اور ضعیف اقوال بھی درج ہو گئے ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبہ والا ایسا نہیں جس سے

کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو۔ (الزبدۃ الزکیۃ)

لہٰذا اہلِ علم سے گزارش ہے کہ اگر کوئی مسئلہ غیر مفتی بہ اور خلاف جمہور نظر آئے تو لوگوں میں اِس کتاب کی اہمیت گھٹانے کی بجائے بذریعہ تحریر ہم کو مطلع کریں تاکہ نئے ایڈیشن میں اِس کی تصحیح کردی جائے۔

خواجہ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی شیخ المعقولات دارالعلوم اہلسنّت فیض الرسول براؤں شریف کے ہم نہایت شکر گزار اور ممنون ہیں کہ وہ اکثر معاملہ میں ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل اِس کتاب کو مقبول خاص وعام فرمائے اور آخرت میں ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے اور تازندگی خلوص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق رفیق بخشتا رہے۔ آمین بجاہ حبیبك سیّد المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیھم اجمعین۔

جلال الدین احمد الامجدی

۷ صفر المظفر ۱۴۰۵ ہجری بمطابق ۲ نومبر ۱۹۸۴ء

حالاتِ مصنف

(بقلم خود)

میری پیدائش ۱۳۵۲ ہجری مطابق ۱۹۳۳ء میں ہوئی سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں مراد علی سے ملتا ہے جو پہلے مراد سنگھ راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے والد بزرگوار جان محمد مرحوم بڑے متقی و پرہیز گار تھے جنھوں نے زِندگی بھر بلا تنخواہ جامع مسجد کی اِمامت کی۔ اُن کا انتقال ۱۳۷۰ ہجری مطابق ۱۹۹۵۱ء کو ہوا۔ والدہ مرحومہ بی بی رحمت النساء ایک دِیندار گھرانے کی لڑکی تھیں بہت نمازی اور صبح تلاوت قرآنِ مجید کی بے حد پابند تھیں۔ دُعائے گنج العرش ان کی زبانی یاد تھی جسے وہ روزانہ بلا ناغہ پڑھا کرتی تھیں۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ ہجری مطابق ۱۹۷۹ء کو میں اُن کے سائے سے محروم ہو گیا۔

ناظرہ اور حفظ کی تعلیم مقامی مولوی محمد زکریا صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ ختم کیا اور ۱۳۶۳ ہجری مطابق ۱۹۴۴ء یعنی ساڑھے دس سال کی عمر میں حفظ مکمل کیا۔ فارسی آمد نامہ مولانا عبدالرؤف صاحب اتفاق گنجوی سے پڑھی اور فارسی کی دوسری کتابوں کی تعلیم مولانا عبدالباری صاحب متوطن ڈھلمئو ضلع فیض آباد سے حاصل کی اور عربی کی ابتدائی کتابیں بھی اِنھی سے پڑھیں۔

جب حفظ قریب الختم تھا تو میرے نوجوان بھائی محمد نظام الدین ۱۳۶۳ ہجری میں اِنتقال کر گئے۔ پھر آٹھ دس ماہ کے وقفہ سے گھر میں دوبار ایسی چوری ہوئی کہ چوروں نے پانی پینے کے لیے گلاس تک نہ چھوڑا۔ پھر ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۳ ہجری مطابق ۱۹۴۵ء کو ہمارے والد کی چھتری پر ایسی بجلی گری کہ ساتھ کے تین آدمی فوراً مر گئے اور والد صاحب اگرچہ بچ گئے مگر زیادہ کام کے قابل نہیں رہ گئے۔ غربت اور اِفلاس نے ہر طرف سے گھیر لیا

کہ میرے علاوہ اُن کا اور کوئی بیٹا نہ تھا مجبوراً ہم نے تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ التفات گنج ضلع فیض آباد کے پرانے رئیس حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم کے یہاں دس روپیہ ماہوار پر ملازمت کر لی۔

جب التفات گنج کے مدرسہ کا نصاب مکمل کر لیا تو ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے فوراً بعد میں ناگپور چلا گیا۔ دِن بھر کام کرتا جس سے پچیس تیس روپیہ ماہانہ اپنے والدین کی خدمت کرتا اور اپنے کھانے پینے کا اِنتظام کرتا اور بعد مغرب اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ تقریباً بارہ بجے تک حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سے مدرسہ شمس العلوم میں تعلیم حاصل کرتا اس طرح ناگپور میں میری تعلیم کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ ۲۴ شعبان ۱۳۷۱ ہجری مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء کو حضرت علامہ نے دس ساتھیوں کے ہمراہ مجھے بھی سند فراغت عطا فرمائی ہم لوگوں کی دستار بندی کے بعد حضرت علامہ نے ناگپور سے جمشید پور جا کر مدرسہ فیض العلوم قائم فرمایا۔ ۱۳۷۳ ہجری مطابق ۱۹۵۴ء میں حضرت کی طلب پر میں بھی جمشید پور پہنچ گیا بروقت مدرسہ فیض العلوم میں مدرس کی ضرورت نہ تھی تو مجھے ایک مکتب میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا گیا تو میں دِل برداشتہ ہو کر حضرت علامہ کی اِجازت سے گھر چلا آیا۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ ہجری مطابق جنوری ۱۹۵۵ء میں شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ اور شیر بیشہ سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب قبلہ علیہما الرحمۃ والرضوان کی اِجازت سے مدرسہ قادریہ رِضویہ بھاؤ پور ضلع بستی کا مدرس مقرر ہوا جو فتنہ کا اکھاڑہ ہے اِسی درمیان میں شعیب الاولیاء حضرت شاہ صاحب قبلہ نے مکتب فیض الرسول کا دار العلوم بنا دیا اور میں بھاؤ پور کے فتنوں سے عاجز ہو چکا تھا تو حضرت کی طلب پر براؤں شریف چلا آیا اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ ہجری مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء سے دار العلوم فیض الرسول کا باقاعدہ مدرس ہو گیا۔

۲۴ صفر ۱۳۷۷ ہجری مطابق ۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا۔ پھر ۲۵ سال تک ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے ہزاروں فتاویٰ بڑی محنت سے لکھے جو قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے اس درمیان میں متعدد کتابیں بھی لکھیں جو عوام وخواص دونوں میں

پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھی گئیں۔ بالخصوص ۵۵۴ اَحادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ انوار الحدیث نے ملک اور بیرونِ ملک میں طبع ہو کر بہت شہرت حاصل کی اور بے اِنتہا پسند کی گئی۔ ۱۳۹۶ ہجری مطابق ۱۹۷۶ء میں حج بیت اللہ و مدینہ طیبہ کی حاضری سے مشرف ہوا واپسی ''حج وزیارت'' نام کی ایک عام فہم کتاب لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلك ۔**

ربیع الاوّل ۱۴۰۳ ہجری مطابق ۱۹۸۳ء میں دماغی کمزوری کے سبب فتویٰ نویسی سے مستعفی ہو کر اب دارالعلوم فیض الرسول کے صرف شعبہ تعلیم کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ دُعا ہے کہ خدائے عزوجل زِندگی کی آخری سانس تک خلوص کے ساتھ اپنے دِین متین کی خدمت لیتا رہے اور اِیمان پر خاتمہ فرمائے۔

آمین بحرمة النبی الکریم الامین علیه وعلٰی آلهٖ
افضل الصلوٰة واکمل التسلیم ۔

جلال الدین احمد الامجدی
خادم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع بستی یوپی

مقدمہ

از- محقق دوراں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب

قبلہ مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لولیه والصلوٰة علٰی نبیه وعلٰی اٰله وصحبه وحزبه اجمعین ۔

عزیز گرامی! حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی دامت برکاتہم کو خداوند کریم نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے وہ بلند پایہ اور راسخ العلم مدرس بھی ہیں، حاضر دماغ اور بالغ نظر مفتی بھی، خوش بیان اور نکتہ رس خطیب بھی ہیں اور فکر انگیز وحقائق نگار مصنف بھی اور اِن ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ متواضع، شریف النفس اور عالم باعمل بھی۔ ان کے بے شمار تلامذہ ان کے علم وفضل ان کے دِینی تصلب اور تقویٰ شعارِ زِندگی کا آئینہ ہیں۔

موصوف کی تصنیفات عوام وخواص دونوں طبقے میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ انوار الحدیث ان کی ایسی گراں قدر تصنیف ہے جو دِینی زِندگی کے ایک دستور العمل کی حیثیت سے ہند و پاک میں مقبول عام ہے۔ اِس کتاب پر موصوف کے اِصرار سے میں نے ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جو کتاب کے ساتھ منسلک ہے یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی کہ علمی دُنیا میں اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ **فالحمد لله علٰی ذلك**

الغاز الفقه (فقہی پہیلیاں) کے نام سے موصوف نے ایک تازہ کتاب مرتب فرمائی ہے یہ کتاب ایسے فقہی مسائل پر مشتمل ہے جنہیں پڑھنے کے بعد آدمی اچنبھے میں پڑ جاتا ہے

اور مسئلے کی تفصیل نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تھوڑی دیر تک ذہنی کش مکش میں مبتلا رہتا ہے۔
کتاب سوال و جواب کے انداز میں مرتب کی گئی ہے سوال پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ایک فقہی معمہ ہے۔ لیکن جواب پڑھتے ہی اچانک دماغ میں روشنی کی ایک کرن پھوٹتی ہے اور قاری حیران رہ جاتا ہے کہ مسئلے کی یہ تفصیل میری نگاہ سے کہاں اوجھل رہ گئی تھی۔ ذیل میں سوال جواب کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: وہ کون روزہ دار ہے کھانے پینے کے باوجود اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب: جو روزہ دار کہ بھول کر کھائے پیئے اُس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ میں ہے اذا اکل الصائم اوشرب او جامع حال کونه ناسیا فی الفرض والنفل قبل النیة او بعدها علی الصحیح لم یفطر ملخصا ۔

دراصل موصوف نے یہ کتاب علم فقہ کے طلبہ کے ذہنی تمرین کے لیے تحریر فرمائی ہے تا کہ اِن کے اندر فقہی تجسس اور علمی تلاش کا جذبہ پیدا ہو۔ لیکن اپنی افادیت کے لحاظ سے یہ کتاب عوام وخواص سب کے لیے یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ فقہی نوادر پر یہ کتاب اپنے قاری کو بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔ کتاب کے اندازِ ترتیب کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ فقہی مسائل یادداشت کی گرفت میں آ جاتے ہیں کیونکہ سوال پڑھنے کے بعد ذہن میں صحیح جواب کے لیے جستجو کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز طلب کے بعد حاصل ہوتی ہے ذہن اسے محفوظ رکھتا ہے اور جو چیز سرسری طور پر نظر سے گزرتی ہے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوتی۔

مولانا موصوف نے از راہ اخلاص ومودت اِس کتاب پر بھی ایک مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ اسی کام کے لیے کئی بار جمشید پور اور دِہلی کا بھی اُنہوں نے سفر کیا تا کہ مجھ سے ملاقات کر کے وہ اپنی اس خواہش کا اِظہار کر سکیں۔

ملک وبیرون ملک بہت سارے اِداروں کی نگرانی اور ہندوستان کے طول وعرض میں اہلسنّت کے جماعتی مسائل کی ذِمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اب دِہلی میں جامعہ حضرت نظام

الدین اولیاء کے نام سے ایک دِینی مرکز کے قیام کی جدوجہد میں میری مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں لیکن ان ساری معذوریوں کے باوجود مجھے بہر حال حضرت مولانا موصوف سلمہ کی خواہش کی تکمیل کرنی ہے کہ وہ میرے قابلِ اِفتخار تلامذہ میں ہیں۔

❀

یہ کتاب چونکہ فقہ کے موضوع پر ہے اِس لیے فقہ کی تعریف' فقہ کی ضرورت' فقہ کی تاریخ' فقہ کے اصول اور فقہی ماخذ پر قارئین کرام ذیل میں میری مختصر معروضات ملاحظہ فرمائیں اور میرے لیے برکت وخیر اور حسن خاتمہ کی دُعا فرمائیں۔

فقہ کی تعریف

لغت میں فقہ کے معنی ہیں الشق والفتح یعنی شق کرنا اور کھولنا۔ اسی بنیاد پر زمخشری نے فقیہ کی تعریف یہ کی ہے:

الفقیہ۔ العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقھا۔

فقیہ وہ عالمِ دِین ہے جو شریعت کے احکام کو کھولتا ہے اور ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔

شرح مسلم الثبوت میں فقہ کی تعریف کی یہ گئی ہے الفقه حكمة شرعية فرعية۔ یعنی فقہ اس حکمت شرعیہ کا نام ہے جس کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے۔

عام فقہاء سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے:

العلم بالاحکام الشرعیة عن ادلتھا التفصیلة۔ (توضیح)

احکام شرعیہ کو معلوم کرنا ان کے تفصیلی دلائل کے ذریعہ۔

صاحب مسلم الثبوت کی صراحت کے مطابق عہد قدیم میں علم فقہ کا اطلاق وسیع مفہوم میں ہوتا تھا' یعنی اس کے دائرہ بحث میں علم شریعت کے علاوہ علم الٰہیات اور علم طریقت کے مسئلے بھی شامل تھے۔

ان الفقه فی الزمان القدیم کان متنا ولالعلم الحقیقة وھی الالھیات من مباحث الذات والصفات وعلم الطریقة وھی مباحث المبحیات

والمهلكات وعلم الشريعة الظاهرة۔(مسلم الثبوت)
علم فقہ زمانہ قدیم میں شامل تھا علم حقیقت کو بھی جسے علم الٰہیات بھی کہتے ہیں اور جس میں خدا کی ذات وصفات سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم طریقت کو بھی جس میں نجات دینے والے اور ہلاک کرنے والے امور سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم شریعت ظاہرہ کو بھی جس میں احکام سے بحث ہوتی ہے۔
جس عہد میں فقہ کے مباحث کا دائرہ اِتنا وسیع تھا اُس وقت فقہ کی تعریف یہ کی جاتی تھی۔

الفقه معرفة النفس مالها وما عليها
اِنسان کے فرائض وحقوق اور منافع ومضار کو جاننا علم فقہ کہلاتا ہے۔
امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نام فقہ اکبر غالباً اسی اصطلاح کے نتیجے میں ہے۔
ایک عرصہ دراز تک علم فقہ کا اطلاق اسی مفہوم میں ہوتا رہا لیکن اِسلامی فتوحات کے نتیجے میں جب دُنیا کی مختلف اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات قائم ہوئے تو علوم وفنون کے تبادلے کا ایک نیادور شروع ہوا اس دور میں یونانی فلسفہ کے اثرات بھی دِینی مباحث میں داخل ہو گئے اور جب وقت کے تقاضے کے مطابق عقائد واِیمانیات کو عقلی دلائل سے مسلح کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی تو عقائد واِیمانیات کو عقلی دلائل سے مسلح کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی تو عقائد کے مباحث نے ''علم کلام'' کے نام سے ایک مستقل فن کی حیثیت اِختیار کرلی اِس کے بعد فقہ کا مفہوم ''علم شریعت ظاہرہ'' میں محدود ہو گیا۔
لیکن حجۃ الاسلام سیّدنا امام غزالی رضی اللہ عنہ نے اپنی گراں قدر تصنیف احیاء العلوم میں ایک فقیہ کے جو اوصاف بیان کیے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہزار اِنفرادیت کے باوجود فقہ پر علم طریقت کو اثر انداز رہنا چاہیے۔ ایک فقیہ کے اوصاف کے سلسلے میں امام غزالی کے اِرشادات کا خلاصہ یہ ہے۔
فقیہ وہ ہے جو دُنیا سے دِل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے۔ دِین میں کامل بصیرت رکھتا ہو۔ طاعات پر مداومت اپنی عادت بنا لے۔ کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے۔ مسلمانوں کا اِجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیشِ نظر ہو

مال کی طمع نہ رکھے۔ آفات نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو۔ عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو۔ راہِ آخرت کی گھاٹیوں سے وقف ہو دُنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ سفر و حضر اور جلوت و خلوت میں ہر وقت دِل پر خوفِ الٰہی کا غلبہ ہو۔ (احیاء العلوم جلد نمبر ۱)

فقہ کی بنیاد قرآن میں

فقہ کا فن عقلی علوم وفنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اِس کی بنیادیں موجود ہیں۔ قرآن کے ساتھ علم فقہ کا اِتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔ ویسے تو جگہ جگہ قرآن میں تدبر، تفکر، تعقل اور شعور ادراک کی دعوتِ عام ہے۔

لیکن ایک آیتِ کریمہ میں قرآن نے نہایت صراحت کے ساتھ اہلِ اِیمان کو تفقہ کی دعوت دی ہے۔ وہ آیتِ کریمہ یہ ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ۔ (پ۱۱ع۴)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دِین میں تفقہ حاصل کرے۔

واضح رہے کہ جس علم سے دِین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے اس کا نام علم فقہ ہے کیونکہ فقہ ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بے شمار علوم وفنون سے ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق قرآن کی اس آیتِ کریمہ میں بھی فقہ کی بنیاد ہمیں ملتی ہیں۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ۳ع۵)

جو حکمت دِیا گیا وہ خیر کثیر سے مالا مال ہوا۔

حدیث میں فقہ کی بنیاد

حضور اکرم سیّد عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

من یرد اللّٰہ بہ خیر یفقھہ فی الدین۔ (رواہ البخاری)

اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دِین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری حدیث مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم میں ہے کہ ایک موقع پر حضور پُر نور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

اِن رجالا یاتونکم من الارض یفقھون فی الدین فأذا اتوکم فاستو صوابھم خیرا۔ (کتاب العلم۔مشکوٰۃ المصابیح)

زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ دِین میں تفقہ حاصل کریں۔ جب وہ تم سے ملیں تو تم انہیں خیر کی وصیت کرنا۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ غیب کی خبر بھی ہے اور علم فقہ کی شرعی اہمیت کا اِظہار بھی۔ فقہ کا علم سیکھنے کے لیے دُنیا کے کونے کونے سے صحابہ کرام کے گرد تاریخ کے آئینے میں پروانوں کی جو بھیڑ ہم دیکھتے ہیں وہ حضورِ انور ﷺ کے اخبار بالغیب ہی کی واقعاتی تصویر ہے۔

فقہ کی ضرورت

ویسے تو قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص ہی اس امر کے ثبوت کے لیے بہت کافی ہیں کہ مسلمانوں کو فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی تو دِین میں تفقہ حاصل کرنے کی دعوت کیوں دی جاتی۔ لیکن چونکہ ایک طبقہ شدت کے ساتھ فقہ کی ضرورت کا منکر ہے اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو منقح کردوں۔

منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور احادیثِ خدا کے پیغمبر ﷺ کے فرمودات کا مجموعہ: قرآنی احکام میں جو اجمال ہے اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں۔ جہاں تک شریعت کے احکام سے باخبر ہونے کا تعلق ہے تو اس کے لیے قرآن وحدیث کے بعد اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

فقہ چند اِنسانوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ بندہ اور اُمتی ہونے کی حیثیت سے ہم صرف خدا اور رسول کے احکام کے پابند ہیں۔ اپنی ہی طرح اُمت کے چند افراد کی اطاعت ہمارے اوپر قطعاً مسلط نہیں کی جا سکتی۔ شارع کی حیثیت سے بندوں پر یا تو خدا کا قول نافذ ہوسکتا ہے یا رسول اللہ کا اُمت کے چند افراد کے لیے تشریعی منصب تسلیم کرنا اِسلام کا نہیں

شرک کا تقاضا ہے۔

اس استدلال کے جواب میں سب سے پہلے ہم اس خیال فاسد کی تردید ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ ورسول کے علاوہ کسی اور کی اطاعت اِسلام میں شرک ہے۔ خود قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف وصریح فرمان موجود ہے۔

یا یہا الذین امنو اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔
یعنی اے اِیمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ (پ۵ع۵)

اولوالامر سے مراد خلفائے اِسلام ہوں یا علمائے اُمت۔ دونوں طبقے میں سے کوئی بھی نہ خدائی کا منصب رکھتا ہے اور نہ رسالت ونبوت کا۔ لیکن اس کے باوجود ازروئے فرمانِ خداوندی ان کے حکم ہمارے لیے واجب الاطاعت ہیں۔

یہ آیتِ کریمہ واضح طور پر اس عقیدے کی تردید کرتی ہے کہ آئمہ مجتہدین کے اقوال کی اطاعت ہمارے ہی طرح چند اِنسانوں کے اقوال کی اطاعت ہے۔ بلکہ اولوالامر ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت بعینہٖ اللہ کی اطاعت ہے کہ اللہ ہی کے حکم سے ہم اِن کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس طرح آیتِ کریمہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہِ (پ۵ع۸) میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اپنے رسول کو اپنا نائب اکبر اور مطاع الکل بنا کر بھیجا ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ زِندگی کے بیشمار احوال وظروف میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے ہمیں قرآن کو حدیث کے علاوہ بھی کسی اور چیز کی ضرورت ہے یا نہیں تو اس سلسلے میں ایک بنیادی نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مصدر احکام اور منبع قانون ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث ہی اصل ہیں۔ قانون وضع کرنے کا حق صرف اللہ ورسول کا ہے۔ آئمہ مجتہدین کو ہم شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ قانون کی شارح کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ فقہ ان مسائل وجزئیات کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شخصی زِندگی میں پیش آتے ہیں اور جنہیں آئمہ مجتہدین نے قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے اخذ کیا ہے۔

امت پر آئمہ پر مجتہدین کا یہ اِحسان عظیم ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام کے فقہی احکامؒ

قضایا اور روز مرہ پیش آنے والے مسائل میں ان کے اجتہادات کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ طریقہ اخذ کیا کہ نئے نئے حوادث میں قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے احکام کا اِستخراج کس طرح کیا جاتا ہے۔ کون سا لفظ کتنے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن کے نصوص سے مفہوم اخذ کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ زمان ومکان، احوال وظریف اور اشخاص وطبائع کے اختلاف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے، کیوں پڑتا ہے اور کب پڑتا ہے۔ تعبیرات اور اندازِ بیان سے حکم کی نوعیت معلوم کرنے کا ضابطہ کیا ہے۔ اسنا دور جال کے اعتبار سے حدیث کی قوت وضعف کا احکام پر خاصا اثر پڑتا ہے اور کس نوعیت کے احکام کس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

اسی طرح بے شمار اصول وضوابط ائمہ مجتہدین نے سالہا سال کی عرق ریزی، غور وفکر اور چھان بین کے بعد مرتب فرمائے جو اصول فقہ کے نام سے ایک مستقل فن کی صورت میں آج بھی ہماری درس گاہوں میں داخل درسیات ہیں۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ فقہ اور اصول فقہ ان دونوں فن کی کتابیں منکرین کے مدرسوں میں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

ایک دِلچسپ مکالمہ

ایک غیر مقلد صاحب جو اپنے کسی مدرسہ کے صدر مدرس تھے۔ ایک موقع پر ان سے بات چیت کے دوران میں نے دریافت کیا کہ جب آپ لوگ فقہ اور اصول فقہ کو مانتے ہی نہیں ہیں تو اپنے مدرسوں میں پڑھاتے کیوں ہیں؟ انہوں نے نہایت صفائی سے کہا کہ اصول فقہ کے بغیر قرآن وحدیث کے مطالب کا سمجھنا تو بڑی بات ہے صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور فقہ اس لیے ہم پڑھاتے ہیں کہ وہ اصول فقہ کے کارخانے کے ڈھلے ہوئے مال ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد صحیح اَندازہ لگتا ہے کہ مال کس طرح ڈھالا جاتا ہے میں نے کہا سچ سچ بتائیے کیا آج کے علماء اُسے بہتر مال ڈھال سکتے ہیں؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُنہوں نے اِعترف کیا کہ بہتر تو کیا اُس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے۔ میں نے کہا کہ جب بہتر بھی نہیں ڈھال سکتا اور اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتا تو پہلے کے ڈھلے ہوئے مال کے قبول نہ کرنے کی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ حضرات اپنے عوام سے

امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بجائے اپنی تقلید کرانا چاہتے ہیں۔ پیشوائی کی ہوس میں آپ حضرات اپنی قرار واقعی حیثیت تک بھول گئے۔ آپ حضرات نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ امام بخاری جیسے نقادِ بالغ نظر اور مجتہد فی الحدیث امام جنہیں اسانید ور جال کی پوری تفصیلات کے ساتھ لاکھوں حدیثیں یاد تھیں وہ تو امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تقلید سے اپنی آپ کو مستغنیٰ نہیں سمجھ سکے اور آپ حضرات بخاری شریف کو صرف الماریوں میں رکھ کر مجتہد بن گئے؟

آدمیاں گم شد ند ملک خدا خر گرفت

❀

فقہ کی ضرورت کے سلسلے میں بحث کا یہ گوشہ بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ قرآنِ حکیم میں چونکہ احکام کی صرف اصول وکلیات ہیں اس لیے قرآنی احکام کی تفصیل وتشریح کے لیے ہمیں احادیث کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن احادیث کے بارے میں بھی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ فرائض واحکام کی تعمیل کے سلسلے میں ایک ایک فرد کو جو احوال و واقعات پیش آتے ہیں اِن ساری تفصیلات کے لیے اِن میں صریح احکام موجود ہیں۔ شریعت محمدی قیامت تک کیلئے مسلمانوں پر نافذ ہے۔ اس لیے زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور زِندگی کے مختلف ظروف واحوال میں انہیں شریعت کی طرف سے واضح ہدایت چاہیے۔ یہیں سے شخصی زِندگی کے اِن مسائل میں جن کے متعلق کتاب وسنت میں صریح ومنصوص احکام موجود نہیں ہیں۔ اِجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس طرح کے حالات میں اِجتہاد کا حق علمائے اُمت کو خود رسول محترم ﷺ نے عطا کیا ہے اور قرآن بھی مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ زِندگی میں پیش آنے والے مسائل سے تم واقف نہیں ہو واقف کاروں سے پوچھ لو پارہ ۱۷ رکوع اوّل میں ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ظاہر ہے کہ پوچھنا عمل ہی کے لیے ہے۔ اس لیے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ از روئے قرآن بتانے والوں کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ پوچھنا لغو ہو جائے گا اور بغیر علم کے یا تو آدمی اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے گا یا بے عمل رہے گا۔

جب کتاب وسنت سے اجتہاد کی ضرورت اور اس کا جواز ثابت ہو گیا تو اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اجتہادی مسائل کے مجموعہ کا نام ہی فقہ ہے۔

فقہ کی تاریخ

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ کا فن ائمہ مجتہدین کے دور کی پیداوار ہے۔ یہ صریح غلطی ہے۔ احادیث وسیر اور اِسلامی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی کہ فقہ کی بنیاد رسول اکرم ﷺ کے عہد میمون میں پڑ چکی تھی۔ اس طرح ہم فقہ کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا دور

فقہ کا پہلا دور ظہورِ نبوت سے لے کر ۱۰ ہجری تک ہے۔ جسے ہم عہدِ رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عہد مبارک میں چونکہ حضورِ انور ﷺ کی ذاتِ گرامی منبع احکام اور شارع اِسلام ہونے کی حیثیت سے صحابہ کے درمیان موجود تھی اس لیے اپنی شخصی زِندگی میں جب بھی انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آیا وہ فوراً حضور سے دریافت کر لیتے۔ اِنہیں حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ البتہ جب حضورِ اقدس ﷺ کسی کو عامل بنا کر باہر بھیجتے تھے تو حضور کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی تھی کہ ارباب حل وعقد کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آ جائے اور حکم دریافت کرنے کے لیے پیغمبر بھی سامنے موجود نہ ہوں اور قرآن وسنت سے بھی صریح ہدایت نہ ملتی ہو تو ایسی حالت میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے اِنہیں اِجتہاد سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح کے واقعات سے ہمیں عہدِ رسالت میں فقہ اِسلامی کی بنیاد دستیاب ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں نئے نئے مسائل میں خود حضور پُرنور ﷺ کے احکامات وارشادات سے بھی شریعت کا مزاج سمجھ میں آتا ہے کہ کن حالات میں شریعت کیا چاہتی ہے۔

دوسرا دور

فقہ اِسلامی کا دوسرا کبار صحابہ کا عہدِ مبارک ہے جو ۱۰ ہجری کے بعد سے شروع ہو کر ۴۱ ہجری پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسے ہم فقہ صحابہ دور کہتے ہیں۔ اس دور کے مشہور فقہاء یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

تیسرا دور

فقہ اِسلامی کا تیسرا دور صغار صحابہ اور کبار تابعین کا ہے۔ یہ دور ۴۱ ہجری کے بعد سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے یہی وہ مبارک دور ہے جب کہ اِسلامی اقتداء کا سورج خط نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ شرق وغرب اور جنوب وشمال میں دور دور تک اِسلامی کی بادشاہت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ دِین کی تبلیغ واشاعت کے لیے اُمت کے اصحاب علم وفضل اِسلامی مفتوحات کی وسعتوں میں ہر طرف گروہ در گروہ پھیل گئے۔ چنانچہ اِس دور کے مشہور فقہاء کے اسمائے گرامی پڑھنے کے بعد آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ علمی اور فقہی شخصیتوں کے مراکز کم وبیش سارے اسلامی بلاد میں قائم ہو گئے تھے جہاں سے دِینی علوم اور فقہی مسائل کی تدوین واشاعت کا سلسلہ ساری دُنیا میں پھیل گیا تھا۔

اب ذیل میں اس دور کے مشہور فقہائے اِسلام کے اِسمائے گرامی بقید بلاد ملاحظہ فرمائیں۔

فقہائے مدینہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ، حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم، حضرت ابو بن بکر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم، حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم، حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رضی اللہ عنہم، حضرت یحییٰ

بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ اور ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم

فقہائے کوفہ

حضرت علقمہ بن قیس نخعی۔ حضرت مسروق بن اجدع، حضرت عبیدہ بن عمر سلمانی، حضرت اسود بن یزید نخعی، حضرت شریح بن حارث کندی، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ماعز بن شرجیل رضی اللہ عنہم۔

فقہائے بصرہ

حضرت انس بن مالک انصاری، حضرت ابوالعالیہ، حضرت ابوالشعثا، جابر بن زید، حضرت محمد بن سیرین، حضرت حسن بن ابوالحسن یسار اور حضرت قتادہ بن دعامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے شام

حضرت عبداللہ بن غنم اشعر، حضرت ابوادریس خولانی، حضرت قبیصہ بن ذویب، حضرت مکحول بن ابومسلم، حضرت رجا بن حیات کندی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے مصر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ اور حضرت یزید بن حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے یمن

حضرت طاؤس بن کیسان جندی، حضرت وہب بن منبہ اور حضرت یحییٰ بن کثیر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

فقہ اسلامی کا چوتھا دور

فقہ اسلامی کا چوتھا دور دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے شروع ہو کر چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک پہنچ کر تمام ہو جاتا ہے۔

اِس دور میں اِسلامی فتوحات کی وسعت' مختلف اقوام عالم کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاط' زبانوں کے تبادلے' دِینی حلقوں میں یونانی علوم وفنون کی ترویج' اقطار ارض میں اِسلامی علوم کی نشر واشاعت اور مختلف تہذیبوں کے ساتھ اِسلامی تمدن کے تصادم کی وجہ سے اس وقت کی دنیا ایک جہانِ نو میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اِسلامی تاریخ کا یہی وہ فرخندہ فال عہد ہے جب کہ سلاطین اُمت کو پورے اقطار ارض میں زِندگی کے نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا۔ دِین کی بقا اور کتب سنت کے تحفظ کے لیے نئی نئی ضرورتوں کا اِحساس ہوا۔ فکرونظر کے جوہر کھلے۔ علم وادراک کے سینکڑوں دائرے حرکت میں آئے نئے نئے فنون کی بنیادیں رکھی گئیں' تدوین حدیث کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ مجتہدین اُمت کے بہت سارے حلقے وجود میں آئے اور سینکڑوں افراد اِسلامی قوانین کی تدوین واستنباط کے کام میں شب وروز لگے رہے تب جا کر ہزاروں مجاہدات پر مشتمل اِسلامی مسائل وقوانین کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اِسلامی تاریخ کو دستیاب ہوا۔ جو قیامت تک کے لیے اُمت کی دِینی ضرویات کا کفیل ہے۔

اسی دور میں فقہ کے اصول مرتب ہوئے اور کتاب وسنت کے احکام کے لیے فرض' واجب' سنت مستحب اور مندوب کی اصطلاحات وضع ہوئیں۔

اس دور کے مشاہیر فقہاء

امام اعظم ابوحنیفہ' امام دارالہجرۃ امام مالک بن انس' امام محمد بن ادریس شافع' امام احمد بن حنبل' حضرت سفیان سعید ثوری' حضرت شریک بن عبداللہ نخعی اور عمر بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

امام ابوحنیفہ کے مشہور تلامذہ

امام ابو یوسف' یعقوب بن ابراہیم انصاری' امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی' امام زفر بن ہدیل بن قیس کوفی اور امام حسن بن زیادہ لولوی کوفی رضی اللہ عنہم۔

فقہ اِسلامی کے ماخذ

شرح مسلم الثبوت میں ماخذ کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

هو علم بقواعد يتوصل بها الى استنباط الاحكام الفقهية عن دلائلها

اصول فقہ ایسے قواعد کے جاننے کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ احکام فقیہ کو ان کے دلائل سے استنباط کیا جاتا ہے۔

اس تعریف سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ ماخذ اس سرچشمہ کا نام ہے جہاں سے فقہی احکام اخذ کیے جاتے ہیں۔ ویسے حقیقی طور پر سارے احکام کا ماخذ قرآنِ مجید ہے۔ قرآن ہی کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا کہ خدا کے احکام کی طرح اس کے رسول کے احکام کی اِطاعت بھی ہم پر فرض ہے اِس لحاظ سے احادیث کو بھی شرعی احکام کے ماخذ کی حیثیت سے تسلیم کرنا ضروری ہوا۔ فقہی احکام کے باقی ماخذ کی شرعی حیثیت بھی کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہے۔ اصول اور فقہی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فقہی احکام کا بارہ ماخذ ہیں جن کی تفصیل یہ ہیں۔

(۱) قرآنِ حکیم	(۲) احادیث	(۳) اجماعِ اُمت
(۴) قیاس	(۵) استحسان	(۶) استدلال
(۷) استصلاح	(۸) مسلمہ اشخاص کی آراء	(۹) تعامل
(۱۰) عرف	(۱۱) ماقبل کی شریعت	(۱۲) ملکی قانون

لیکن عام طور پر اصول فقہ کی کتابوں میں صرف چار ماخذ کا ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بعض ماخذ بعض میں داخل ہیں۔ مثال کے طور پر قیاس میں عموم میں استحسان واستیصلال وغیرہ داخل ہیں۔ اجماع کے عموم میں تعامل اور عرف داخل ہے۔ ماقبل کی شریعت قرآن یا ااحادیث کے عموم میں آتی ہے۔ ملکی قانون تعامل کے ذیل میں شمار ہو سکتے ہیں۔ مسلمہ اشخاص کی آراء اگر قیاس پر مبنی ہیں تو ان کا شمار قیاس میں ہوگا اور اگر سماع میں مبنی ہیں تو حدیث کے ذیل میں آئے گی۔ استدلال بھی قیاس ہی کے زمرے کی چیز ہے۔

اس طرح اصل ماخذ چار ہیں:

قرآن	احادیث	اجماع	قیاس

اب ان چاروں ماخذ پر ذیل میں الگ الگ مختصر نوٹ ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ حکیم

قرآنِ کریم سے کس طرح کے احکام اخذ کیے جاتے ہیں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی گرانقدر تصنیف ''الموافقات'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

القران علی اختصاره جامع ولا يكون جامعا الاوالمجموع فيه امور كليات لان الشريعة تمت بتمام نزوله لقوله تعالٰى اليوم اكملت لكم دينكم وانت تعلم ان الصلٰوة والزكٰوة والجهاد واشباه ذلك لم يبين جميع احكامها فی القرآن انما بينها السنة وكذلك العاديات من الا نكحة والعقود والقصاص والحدود وغيرها۔

قرآن اپنے اختصار کے باوجود زِندگی کے سارے مسائل کو حاوی اور سارے احکام کا جامع ہے اور جامع وہی ہوسکتا ہے جس میں امور کلیات بیان کیے جائیں۔ اس لیے کہ نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد شریعت مکمل ہوگئی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ آج تمہارے دِین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ نماز' زکوٰۃ' جہاد اور اس کے مثل دیگر عبادات کے سارے تفصیلی احکام قرآن میں نہیں بیان کیے گئے ہیں۔ تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح معاملات جیسے نکاح' بیع وشراء اور قصاص وحدود وغیرہ کے تفصیلی احکام بھی قرآن میں موجود نہیں ہیں۔ (الموافقات' ج ۳ ص ۳۶۷)

اس عبارت سے یہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ قرآن میں احکام کے اصول وکلیات ہیں ان کی تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعہ ہوتا ہے۔ قرآن سے احکام اخذ کرنے کے لیے جن علوم میں مہارت ضروری ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

لا بد للفقيه ان يعلم ما هو ناسخ ومنسوخ وما هو مجمل ومفسر وما هو خاص وعام وما هو محكم ومتشابه۔ (الموافقات)

ایک فقیہ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کی کون سی آیتِ ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔ کون سی آیتِ مجمل ہے اور کون سی آیتِ مفسر کون سا لفظ خاص ہے اور کون سا عام۔ یونہی کون سی آیتِ محکم ہے اور کون سی متشابہ۔

اور فقہ کے لیے اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ مامور بہ کس درجہ کا ہے؟ یعنی فرض ہے واجب ہے، سنت ہے، مستحب ہے یا مندوب ہے؟ اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے منھی عنہ کس درجہ کا ہے؟ کفر ہے، حرام ہے، یا مکروہ ہے۔ قرآن فہمی کے لیے شان نزول اور احکام کی علت وحکمت اور نزول قرآن کے وقت عرب کے معاشرہ کی جو حالت تھی اس سے بھی باخبر ہونا ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ آیات کی تفسیر میں مرفوع احادیث اور صحابہ کے اقوال ماثورہ کا علم بھی ضروری ہے۔

قرآن فہمی کے لیے ان علوم لازمہ کی تفصیلات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ صرف ترجمہ دیکھ کر قرآن کے صحیح مطالب تک پہنچانا ممکن ہے۔

سنت

سنت کے لغوی معنی ہیں ''موجہ طریقہ اور اصطلاحی معنی یہ ہیں۔

السنة يطلق علٰى قول الرسول وفعله وسكوته وعلٰى اقوال الصحابة وافعالهم (نورالانوار)

حضور ﷺ کے قول وفعل اور سکوت کو سنت کہا جاتا ہے اور صحابہ کے اقوال وافعال کے لیے بھی سنت کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآن میں سنت کی بنیاد

مندرجہ ذیل آیتوں سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن کی طرح سنت بھی احکام کا مآخذ ہے۔

وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون۔

اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا تا کہ تم لوگوں سے بیان کردو ان کی طرف اترا اور تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں۔ (پ۱۴ع۱۳)

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ۔

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری تا کہ اللہ کے سکھانے کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ (پ۵ع۱۳)

سنت کے بارے میں صحابہ کرام کا مسلک

اس سلسلے میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل نقل کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

كان ابوبكر اذاورد عليه حكم نظر في كتاب الله فان وجد فيه ما يقضي به قضي به وان لم يجد في كتاب الله نظر في سنة رسول الله فان وجد فيها ما يقضي به قضي به فان اعباه ذلك سئل الناس هل علمتم ان رسول الله قضي فيه قضاء فربما قام اليه القوم قضي فيه بكذا بكذا۔ (الموافقات جلد ۴ المسئلہ الثالثۃ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو وہ اس کا حکم کتاب اللہ میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملتا تو احادیث میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق صادر فرماتے۔ اگر خود اپنی معلومات جواب دے دیتی تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ اس طرح کے مسئلے میں حضور پاک کا کوئی فیصلہ آپ لوگوں کو معلوم ہو تو بتائیں۔ لوگ جیسا بتاتے اس کے مطابق عمل فرماتے۔

سنت سند مل جانے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوش ہوتے اور فرماتے۔

الحمدلله الذی جعل فینا من یحفظ علٰی سنن نبینا۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد نمبر ۱)

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سینے میں احادیث رسول محفوظ ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

سياتي قوم يجادلونكم بشبهات القران فخذوه بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ للشعرانی)

تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی آیات متشابہات کے مطالب کے سلسلے میں تم سے جھگڑا کریں گے اس وقت تم حدیثوں پر مضبوطی کے ساتھ

قائم رہنا۔ اس لیے کہ حدیث سے جو لوگ باخبر ہیں وہی لوگ قرآن کو بہتر سمجھتے ہیں۔

سنت کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا مسلک

امام اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

لو لا السنن ما فهم احد منا لم تنزل الناس فی صلاح ما دام فهم من يطلب العلم بالحديث فاذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا القراٰن۔

(میزان الشریعۃ)

حدیثوں کے بغیر قرآن کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھ سکا۔ لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک علم کو حدیث کے ساتھ طلب کرتے رہیں گے۔ جب حدیثوں کو چھوڑ دیں گے تو لوگوں میں فساد پیدا ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک ان لفظوں میں نقل کیا گیا ہے۔

اجمع المسلمون علی من استبان له سنة عن رسول لم يحل له ان يدعه بقول احد۔ (اعلام الموقعين جلد ۲)

اس بات پر اہلِ اِسلام کا اجماع ہے کہ کسی کو نبی پاک کی حدیث مل جائے تو اسے جائز نہیں ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول پر عمل کرے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ما وافق الكتاب والسنة فخذوه وكل مالم يوافقه والسنة فاتر كوه۔

(جامع اہل العلم)

جو بات کتاب وسنت کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

من رد حديث رسول الله تعالٰی علیه وسلم فهو علی شفا هلكة۔

جس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گیا۔ (کتاب المناقب لابن الجوزی)

سنت کے افادات

آیاتِ قرآنی کے مفاہیم ومعانی کے تعین اور احکام کے استنباط میں احدیث کریمہ کے افادات کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مجمل احکام کی تفصیل
۲۔ مطلق حکم کی تقلید
۳۔ مبہم معانی کی توضیح وتفسیر

اَحادیث کے ذریعہ آیاتِ قرانیہ کی تفسیر کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ (پ۷ع۱۵) میں ظلم کی تفسیر شرک کیساتھ کی گئی۔

(ب) حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۔ (پ۲ع۷) میں خیط ابیض یعنی سفید ڈورے کی تفسیر دِن کی سفیدی اور خیط۔ اسود یعنی سیاہ ڈورے کی تفسیر رات کی تاریکی کے ساتھ کی گئی۔ اگر حدیث میں رہنمائی نہ کرتی تو ''خیط ابیض اور خیط اسود'' سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(ج) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (پ۱۳ع۱۶) میں شجر کی تفسیر حدیث میں کھجور کے درخت سے کی گئی ہے۔ اگر حدیث معاونت نہ کرتی تو شجر طیب سے قرآن کی کیا مراد ہے یہ سمجھنا مشکل تھا۔

(د) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (پ۱۱ع۸) میں زیادت کی تفسیر حدیث میں دیدارِ الٰہی سے کی گئی ہے۔ اگر حدیث نے عقدہ کشائی نہ کی ہوتی تو زیادت سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

(ہ) قرآن میں اِدْبَارِ النُّجُوْمِ اور اِدْبَارَ السُّجُوْدِ کے الفاظ آئے ہیں حدیث میں کہا گیا ہے کہ اِدْبَارِ النُّجُوْمِ سے قبل فجر کی دو رکعتیں اور ادبار السجود سے بعد مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

(و) حدیث میں وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ (پ۱۳ع۸) کی تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ رعد سے مراد ایک فرشتہ جو ابر پر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ خدا کی تسبیح وتحمید کرتا ہے۔

اتباعِ صحابہ پر قرآن سے استدلال

رسولِ پاک ﷺ کے اتباع کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کا اتباع بھی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ اِتباعِ صحابہ کے سلسلے میں قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۔ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (پ۱۱ع۲)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جنہوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

وجوہ اتباع پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب توضیح وتلویح ارشاد فرماتے ہیں۔

لان اکثر اقوالهم مسموع بحضرة الرسالة فرابهم اصوب الانهم شاهد وامواردالنصوص۔

اس لیے کہ ان کے اکثر اقوال حضورِ اقدس ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنے ہوئے ہیں اس لیے ان کی رائے اصوب ہے اور اس لیے بھی کہ انہوں نے آیاتِ قرانی کے محلِ نزول کا مشاہدہ کیا ہے۔

قرآنِ کریم کے بعد احکامِ شریعت کا دوسرا سر چشمہ سنت ہے۔ اس کا ایک اجمالی تعارف پچھلے اوراق میں آپ کی نظر سے گزر چکا۔ اب احکام کے تیسرے سر چشمہ اجماع پر ذیل میں مختصر نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع

لغت میں اجماع کے معنی ہیں ''عزم واتفاق'' چنانچہ قرآن کی اس آیتِ کریمہ میں یہی معنی مراد ہیں فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ (پ۱۱ع۱۳) لیکن اجماع کے اصطلاحی معنی جو

اصول فقہ کی عام کتابوں میں شائع ہے یہ ہیں:

هو اتفاق اهل الحل والعقد من امة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم على امر من الامور۔

اجماع کہتے ہیں اُمت محمدی کے اصحاب حل وعقد کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانے کو۔

کتاب وسنت کے بعد اجماع کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے صاحب تلویح ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا شك ان الاحكام التي تثبت بصريح الوحي بالنسبة الىٰ الحوادث قليلة غاية القلة فلولم يعلم احكام تلك الجوادث من الوحي الصريح وبقيت احكامها مهملة لا يكون الدين كاملا فلا بدمن ان يكون للمجتهدين ولاية استنباط احكامها۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکام جو وحی صریح سے ثابت ہیں وہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اگر وحی صریح کے ذریعہ ان مسائل کے احکام معلوم نہ کیے جائیں تو ان کا اہمال لازم آ جائے گا اور دِین میں نقصان پیدا ہو جائے گا اس لیے ضرورت ہے کہ مجتہدین کو ان مسائل کے احکام کے استنباط کا حق دیا جائے گا۔

قرآن میں اجماع کی بنیاد

اَب ذیل میں وہ آیتیں ملاحظہ فرمایئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع کی اُمت کو بھی دِلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہے اور حرمت ووجوب اور حسن وقبح کے احکام اس سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (پ۵ع۱)

اے اِیمان والو! اطاعت کرو اللہ کی۔ اطاعت کرو رسول کی اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔

۲-وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۔ (پ۵ع۱۴)

اور جو رسول کے خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے خدادوسری راہ چلے تو ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور معاملات۔

۳-وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ(پ۴ع۸)

اور معاملات میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا پکا اِرادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

۴- وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ۲۵ع۵)

اوران کا کام ان کے آپس کے مشورہ سے ہے۔

توضیحات

پہلی آیت میں اولی الامر سے مراد علمائے اُمت ہوں یا اصحاب حل وعقد۔ بہر حال ان کا فیصلہ مسلمانوں کے لیے واجب الاطاعت ہے۔قرآن کی رو سے ان کی اطاعت کا جواب ہی اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے کہ احکامِ شریعت میں اُمت کے ارباب حل وعقد کا اجماعی فیصلہ بھی موثر ہے۔

دوسری آیت میں سبیل المؤمنین سے مراد اُمت کا تعامل ہے اور یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اُمت کا تعامل بھی عملاً اجماع ہی کی ایک شکل ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ اِسلام کے لیے اُمت کے تعامل کی پیروی اس درجہ ضروری ہے کہ انحراف کی صورت میں عذاب جہنم کی وعید بھی ہے اور ضلالت عمل کی توثیق بھی۔

تیسری اور چوتھی آیتوں میں اُمت کے ارباب حل وعقد سے مشورہ کا حکم دیا گیا ہے اور باہمی مشاورت کو ایک دستور العمل کی حیثیت سے اِسلامی نظام حیات میں داخل کر دیا گیا ہے اگر اُمت کے ارباب حل وعقد کی رائے کسی امر کے فیصلے میں موَثر نہ ہوتی تو مشاورت کا حکم ہی کیوں دِیا جاتا۔

نتیجے کے طور پر مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اجماع اُمت بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے اِسلام میں واجب التسلیم ہے۔

اجماع اُمت حدیث کی روشنی میں

اجماع اُمت کا دلیل شرعی کی حیثیت سے قابلِ قبول ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے۔ ذیل میں پیغمبرِ اعظم ﷺ کی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

لا تجتمع امتی علی الصلالة — میری اُمت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔

(رواہ الترمذی) — (ترمذی)

اجماع اُمت کے سلسلے میں ایک شبہ وارد کیا جا سکتا ہے کہ اُمت کے ارباب حل وعقد اگر کسی گمراہی پر متفق ہو جائیں تو کیا اس اجماع کے ذریعہ اس گمراہی کو بھی سند جواز مل سکتی ہے حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر میری اُمت گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوگی۔ اِس کے لیے اس شبہ کا سد باب کر دیا۔ حضور کا یہ ارشاد گرامی بھی اس غیبی قوتِ ادراک کا مظہر ہے جو خدائے قدیر وعلیم نے انہیں مستقبل کے احوال دریافت کرنے کے بارے میں عطا فرمائے ہیں۔

مارأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ۔ (مشکوٰۃ المصابیح) — جس چیز کا جمہور مسلمین اچھا سمجھیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

اس حدیثِ پاک کے ذریعہ حضور ﷺ نے اس نکتے کو واضح فرما دیا کہ جمہور مسلمین کا کسی چیز کو اچھا سمجھنے کی بنیاد پر اِسلام میں وہ چیز صرف اس لیے اچھی سمجھی جاتی ہے کہ خدا کے نزدیک بھی وہ اچھی ہے۔

❀❀❀❀❀

اجماع کے سلسلے میں ایک ضروری وضاحت

اجماع اُمت کے سلسلے میں یہ سوال وضاحت طلب ہے کہ کن لوگوں کے اجماع کو دلیل شرعی کی حیثیت سے قبول کیا جائے گا حصول المامول کے مصنف اس سوال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا اعتبار بقول العوام فی الاجماع لا وفاقا ولا خلافا عند الجمهور لا نهم لیسو امن اهل النظر فی الشرعیات ولا یفهمون الحجة ولا یعقلون البرهان۔

اجماع کے سلسلے میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ موافقت میں اور نہ مخالفت میں۔ اس لیے کہ شرعی مسائل میں انہیں کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ نہ وہ حجت شرعی سے واقف ہیں اور نہ برہان کو سمجھتے ہیں۔

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کسی مسئلے پر ناخواندہ عوام کا اتفاق اجماع اُمت نہیں کہلائے گا اور نہ اسے دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہو گی۔ اجماع کی یہ بنیادی شرط اگر نظر انداز کر دی جائے تو بہت سی وہ ناجائز رسوم وبدعات جو ناخواندہ عوام میں مقبول ورائج میں اجماع مسلمین کے نام پر سند جواز حاصل کر لیں گی۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ تعامل مسلمین کو جو ایک شرعی حیثیت حاصل ہے اسے ناخواندہ عوام کا تعامل نہیں مراد ہے بلکہ مسلمانوں کا وہ تعامل مراد ہے جس پر اُمت کے ارباب حل وعقد نے اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی۔

قیاس

قیاس کے لغوی معنی ہیں۔ اندازہ کرنا۔ دو چیزوں میں مطابقت پیدا کرنا اور اصطلاح فقہ میں قیاس کے معنی ہیں۔ علت کو مدار بنا کر سابق نظائر کی روشنی میں نئے مسائل کا حل کرنا۔ نور الانوار میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة قیاس کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے الحاق امر بامر فی الحکم الشرعی لاتحاد بینهما فی العلة۔

قرآن حکیم میں قیاس کی بنیاد

فقہ کے چار اصولوں میں سے چوتھی اصل قیاس ہے۔ قیاس بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے مسلمہ ائمہ اِسلام ہے اور اس کی بنیادیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ قرآنِ کریم مندرجہ ذیل آیتیں قیاس کی مشروعیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہیں۔

۱- فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَار ۔ (پ۲۸ ع۴)
توضیح تلویح اعتبار کے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں۔

معنی الاعتبار دالشیء الی نظیرہ ای الحکم علی الشیء بما ھو ثابت لنظیرہ۔

اعتبار کے معنی ہیں۔ شیء کو اس کی نظیر کی طرف پھیر دینا۔ یعنی کسی شئے پر وہی حکم لگانا جو اس کی نظیر کیلئے ثابت ہے۔

۲- فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ۔ (پ۱۱ ع۴)
پس ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی جو دِین میں تفقہ حاصل کرتی۔

اس آیتِ کریمہ میں "تفقہ فی الدین" کے لفظ سے قیاس کی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ کیونکہ دِین میں تفقہ کے معنی ہی غیر منصوص مسائل میں احکام کے اِستخراج واستنباط کے ہیں اور یہ عمل قیاس کے بغیر انجام نہیں پا سکتا۔

حدیث میں قیاس کی بنیاد

صحاح کی کتابوں میں یہ حدیث شائع وذائع ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو ان سے دریافت فرمایا:

لم تقضی قال بما فی کتاب اللّٰہ قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰہ تعالیٰ قال اقضی بما قضی بہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد ما قضی بہ رسول اللّٰہ قال اجتھد برائی قال علیہ السلام الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ۔

کس چیز سے تم لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو گے عرض کیا قرآنِ کریم سے۔ فرمایا: اگر قرآن میں حکم نہ ملنے تو عرض کیا رسول اللہ کی حدیثوں میں اس کا حکم تلاش کروں گا اور اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر حدیث رسول میں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا قیاس کے ذریعہ حکم کا استخراج کروں گا۔ یہ جواب

سن کر حضور نے ارشاد فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

۲- اسی طرح کا سوال حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا تھا۔ جب کہ قاضی بنا کر انہیں یمن بھیج رہے تھے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا تھا۔

اذا لم اجد الحكم فى السنة نقيس الامر بالامر فما كان اقرب الى الحق عملنا به فقال عليه السلام اصبتما۔ (منہاج الاصول)

جب ہم کسی مسئلہ کا صریح حکم حدیث میں نہیں پائیں گے تو ایک امر کا قیاس دوسرے امر پر کریں گ تو ہماری نظر میں جو بات حق سے قریب تر ہو گی اس پر عمل کریں گے۔ یہ جواب سن کر حضور نے اس کی توثیق فرمائی۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ تو احکام کے ماخذ کی ترتیب کا ہے کہ احکام کی تخریج میں سب سے پہلا ماخذ قرآن ہے۔ اس کے بعد سنت کا درجہ ہے۔ قیاس کا مرحلہ بالکل آخری ہے۔

دوسری نکتہ یہ ہے کہ قیامت کے ذریعہ اجتہاد میں اپنی رائے کا دخل ضروری ہے اور یہ اِسلام میں مذموم نہیں ہے ورنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے جواب پر حضور اس طرح اپنی خوشنودی کا اِظہار نہ فرماتے۔ یہیں سے اِن لوگوں کا اعتراض باطل ہو گیا جو ائمہ احناف کو اصحاب رائے کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے جواب میں نہایت صراحت کے ساتھ قیاس کا ذکر ہے اور حضور نے اس کی توثیق فرما کر قیاس کو بھی دلیل شرعی کا مقام عطا فرمایا ہے۔

چند اصول فقہ

ائمہ احناف نے کتاب وسنت اور اجماع اُمت کے فقہی احکام، شرعی قوانین اور مجموعہ قضایا فتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اِن کی روشنی میں کچھ فقہی اصول منضبط کیے ہیں۔

جنہیں وہ ضوابط کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال کرتے ہیں۔ نقل کرتے ہیں تاکہ اس کتاب کے قارئین کرام ائمہ احناف کے قانونی بصیرتوں، فکر ونظر کی وسعتوں اور تمدن ومعاشرت اور اِنسانوں کے طبعی حالات وضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگاسکیں۔

۱۔المشقة تجلب التيسر ۔	مشقت آسانی کو چاہتی ہے۔
۲۔الضرورت تبيح المعظورات ۔	ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔
۳۔ماابيح للضرورة يتقدر بقدرها ۔	جو چیز ضرورۃً ہو وہ ضرورت ہی کی حد تک مباح رہے گی۔ یعنی ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائے گا۔
۴۔ما جاز بعذر بطل بزواله ۔	جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز قرار دی جائے عذر ختم ہو جانے کے بعد اس کا جواز بھی ختم ہو جائے گا
۵۔الضرر لا يزال باضرر ۔	ضرر کا ازالہ ضرر کے ذریعہ نہیں کیا جائے
۶۔بتحمل الضرر الخاص لا جال دفع الضرر العام ۔	ضرر عام کے دفع کے لیے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔
۷۔اعظم ضرر ايزال بالاخف ۔	زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعہ زائل کی جائے گی۔
۸۔من ابتلى ببليتين وهما متساويان ياخذبايتهماشاء وان اختلفا يختار اهونهما ۔	جو کسی ایسی دو بلاؤں میں گھر جائے تو قباحت کے لحاظ سے مساوی ہوں تو دونوں میں ہے جسے چاہیں اِختیار کر لے اور اگر ایک میں قباحت کم ہے دوسرے میں زیادہ تو کم والی کو اختیار کرے۔
۹۔درء المفاسد اولى من جلب المصالح ۔	حصولِ نفع کے مقابلے میں نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔
۱۰۔اذا تعارض المانع والمقتضى يقدم المانع ۔	جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض پیدا ہو جائے تو مانع کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۱–اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ۔	جب کسی مسئلے میں حلال وحرام دونوں پہلو جمع ہو جائیں تو حرام کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی۔
۱۲–تصرف الامام علی الرعیة منوط بالملحة ۔	عوام کے مسائل وحقوق میں سلطان وقت کے تصرفات مصلحت پر مبنی ہوں گے
۱۳–الولایة الخاصة اقوی من الولایة العامة ۔	ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلے میں زیادہ قابلِ ترجیح ہوگی
۱۴–الامور بمقاصدها ۔	امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔
۱۵–الیقین لا یزول بالشك ۔	یقین شک سے سے نہیں زائل ہوگا۔
۱۶–ما ثبت بیقین لا یرتفع الا بالیقین ۔	جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی کے ذریعہ مرتفع ہوگی۔
۱۷–الاصل العدم ۔	نہ ہونا اصل ہے۔

نوٹ: اس ضابطہ کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں۔

۱۸–الاصل الوجود ۔	ہونا یہی اصل ہے۔

نوٹ: اس ضابطہ کا تعلق کسی چیز کو صفات اصلیہ سے ہے۔

۱۹–الحدود تندرئ بالشبهات ۔	شبہات حدود کے نفاذ سے مانع ہوتے ہیں۔
۲۰–التعزیر یثبت بالشبهة ۔	شبہ بھی تعزیر کے لیے کافی ہے۔

نوٹ: شبہ کہتے ہیں جو ثابت نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو (الشبهة ما یشبهه بالثابت ولیس بثابت)

۲۱–ما حرم اخذه حرم اعطائه ۔	جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔
۲۲–ما حرم فعله حرم طلبه ۔	جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔
۲۳–لا عبرة بالظن البین خطاه ۔	اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو۔
۲۴–ذکر بعض مالا یتجزی کذکر کله ۔	کسی ایسے ٹکڑے کا ذکر جو کل سے الگ نہ کیا جا سکے کل کے ذکر کی طرح ہے۔

۲۵-اذا اجتمع الباشر والمسبب اضيف الحکم الی المباشر ۔
جب کسی کام کا مرتکب اور سبب دونوں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب کے ساتھ ہوگا۔

۲۶-اعمال الکلام اولی من اهماله ۔
کسی کلام کو بامعنی بنانا اسے مہمل بنانے سے بہتر ہے۔

۲۷-التابع تابع ۔
وجود میں تابع حکم میں بھی تابع ہوتا ہے۔

۲۸-التابع یسقط بسقوط المتبوع ۔
متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے۔

۲۹-یسقط الفرع اذا سقط الاصل ۔
اصل جب ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

۳۰-الحرب خدعة ۔
جنگ دشمن کو دھوکے میں رکھنے کا نام ہے۔

۳۱-الثبات بالعرف کالثابت بالنص ۔
عرف کے ذریعہ جو چیز ثابت ہو اس کا نفاذ بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے کوئی چیز نص کے ذریعہ ثابت ہو۔

۳۲-العادة تجعل حکما اذالم یوجد التصریح بخلافه ۔
عادت وعرف پر وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

۳۳-البناء علی الظاهر واجب مالم یتبین خلافه ۔
ظاہر پر حکم کی بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف ثبوت نہ ہو

۳۴-مجرد الخبر لا یصلح حجة ۔
خبر محض حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

۳۵-الثابت بالبینة کالثابت بالمعاینه ۔
شہادت سے ثابت شدہ مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے

۳۶-المعلق بالشرط یثبت بوجود الشرط ۔
کسی شرط پر معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب کہ شرط پائی جائے

۳۷-المعلق بالشرط معدوم قبل
جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے وجود سے

الشرط ۔ — پہلے معدوم سمجھی جائے گی

۳۸—یسقط اعتبار دلالة الحال اذا جاء التصریح بخلافها ۔
دلالت حال کا اعتبار ساقط ہو جائے گا جب کہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

۳۹—یجب العمل بالمجاز اذا تعذر العمل بالحقیقة ۔
مجاز پر عمل واجب ہے جب کہ حقیقت پر عمل متعذر ہو جائے۔

۴۰—الکتاب الی من نای کالخطاب بمن دنی ۔
دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے بالکل ایسے ہی جیسے سامنے والے سے خطاب۔

۴۱—الولد یتبع خیر الابوین دینا ۔
بچہ اپنے ماں باپ میں سے اسی کے تابع قرار دیا جائے گا جو دین کے اعتبار سے دونوں میں بہتر ہو

۴۲—من فی دار الحرب فی حق من فی دار الاسلام کالمیت ۔
دارالحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دارالاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے

۴۳—مال المسلمین لا یصیر غنیمة للمسلمین بحال ۔
مسلمانوں کا مال مسلمانوں کے لیے کسی حال میں بھی مالِ غنیمت نہیں ہو سکتا۔

۴۴—شرط صحة الصدقة التملیك ۔
صدقہ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے۔

۴۵—التبرع فی المرض وصیة ۔
مرض الموت میں احسان وحسن سلوک وصیت کے حکم میں ہے۔

۴۶—خیر الامور اوساطها ۔
ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو

۴۷—السکران فی الحکم کالصاحی ۔
نشے میں مدہوش حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے

۴۸—عند اجتماع الحقوق یبدأ بالاهم ۔
مختلف حقوق کے اجتماع کے وقت سب سے اہم حق کو اوّلیت دی جائے گی۔

۴۹—لا یجوز ترك الواجب للاستحباب ۔
کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک جائز نہیں ہے

۵۰-الاجتهاد لا یعارض النص ۔ اجتہاد کے معارض نہیں سکتا (یعنی حکم منصوص کے خلاف کوئی اِجتہاد قابلِ قبول نہیں)

(الاشباہ والنظائر-شرح السیر الکبیر)

❀

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے لیے زمین کے سلسلے میں شب وروز کی مصروفیات کے باعث وقت نہیں مل رہا ہے کہ اس مضمون کو پھیلاؤں ورنہ ارادہ یہ تھا کہ مختلف فقہی مذاہب کے ساتھ فقہ حنفی کا ایک تقابلی مطالعہ اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتا اور ثابت کرتا کہ فقہ حنفی کتاب وسنت کے دلائل سے مسلح ہونے کے ساتھ ساتھ فطرت اِنسانی اور عقل وحکمت کے تقاضوں سے کس درجہ ہم آہنگ ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عجم کو اِسلام کا گرویدہ بنانے میں جو گراں قدر خدمتِ فقہ حنفی نے انجام دی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

دُعا ہے کہ پروردگار عالم سنی حنفی مسلک پر ہمیں قائم رکھے اور اس کی برکتوں سے دونوں جہان میں سرخرو فرمائے۔ آمین

آمدہ بودیم از دریا بہ موج
باز از موجے بدر یامی رویم

ارشد القادری

مہتم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء
نئی دہلی نمبر ۱۳
۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ ہجری
۲۵ اگست ۱۹۸۴ء

❀❀❀

لَكَ الْحَمْدُ يَا اللّٰهُ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀

۱- کس وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا فرض ہے؟

۲- کب بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا سنت ہے؟

۳- کس وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحب ہے؟

۴- کب بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا جائز و مستحسن ہے؟

۵- کس وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا کفر ہے؟

۶- کب بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا حرام ہے؟

۷- کس وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مکروہ ہے؟

❀❀❀❀

جوابات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

۱- جانور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا فرض ہے اگرچہ پوری پڑھنا فرض نہیں جیسا کہ طحاوی علی مراقی الفلاح ص۲ میں ہے۔ امام الاتیان بالبسملة فتارة یکون فرضا کما عند الذبح وان کان لا یشترط هذا اللفظ بتمامه بل لا یسن وانما المنقول بسم اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط۔

۲- بیرون نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتداء کے وقت وضو کے شروع میں۔ نماز کی ہر رکعت کے اوّل میں اور ہر اہم کام جیسے کھانے، پینے اور ہمبستری وغیرہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۳ پر ہے۔ تارہ یکون سنة کما فی الوضوء واول کل امر ذی بال ومنه الاکل والجماع ونحوها ۔

۳- خارج نماز درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا مستحب ہے بہارِ شریعت حصہ سوم ص ۱۰۱ میں ہے اور سورۂ توبہ کے درمیان سے پڑھتے وقت بھی یہی حکم ہے۔

۴- اٹھنے بیٹھنے کے ہر وقت اور نماز میں سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا جائز و مستحسن ہے۔ جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۳ میں ہے۔ تارہ یکون مبا حا کماھی بین الفاتحة والسورة علی الراجع وفی ابتداء المشی والقعود مثلاً

۵- شراب پینے، زنا کرنے، چوری کرنے، جوا کھیلنے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا کفر ہے۔ یعنی جب کہ حرام قطعی کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کو حلال سمجھے بہارِ شریعت حصہ نہم ص۲۷ اور فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص ۲۴۵ میں ہے۔ الاتفاق علٰی انه ان مسك القدح وقال بسم الله وشربه یصبر کافرا وهکذا ان بسمل وقت مباشرة

الزنا اوحال لعب القمار فانه يصبر كافرا كذا فى الفصول العمادية ۔

۶۔ حرام قطعی کرنے اور چوری وغیرہ کا ناجائز استعمال کرنے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا حرام ہے جب کہ پڑھنے کو حلال نہ سمجھے۔ اسی طرح حائضہ عورت سے ہمبستری کرتے وقت بھی پڑھنا حرام ہے اور وہ شخص کہ جس پر غسل فرض ہے اسے تلاوت کی نیت سے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا حرام ہے۔ اَلبتہ اسے ذِکر ودُعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے طحطاوی علیٰ مراقی ص ۳ میں ہے: تارة يكون الاتياب بها حراما كما عند ازنا ووطى الحائض وشرب الخمر واكل مغصوب او مسروق قبل الاستحلال واداء الضمان والصحيح انه ان استحل ذلك عند فعل المعصية كفر والالا ۔

۷۔ سورۂ برأت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مکروہ ہے جب کہ سورۂ انفال سے ملا کر پڑھے۔ اسی طرح حقہ، بیڑی، سگریٹ پینے اور لہسن، پیاز جیسی چیز کھانے کے وقت اور نجاست کی جگہوں میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مکروہ ہے اور شرمگاہ کھولنے کے وقت بھی پڑھنا مکروہ ہے۔ طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص ۳ پر ہے تارة يكون الاتيان بها مكروها كما فى اوّل سورة برائة دون اثنائها فيستحب ومنه شرب الدخان وفى محل النجاسات اھ تلخیصًا اور شامی جلد اوّل میں ص ۷ میں ہے تكره عند كشف العورة او محل النجاسات وفى اول سورة برأة اذا وصل قرأتها بالانفال كما قيده بعض المسائخ قيل وعند شرب الدخان اى ونحوه من كل ذى رائحة كريهة كا كل ثوم وبصل وتحرم عند استعمال محرم بل فى البزازية وغيرها يكفر من بسمل عند مباشرة كل حرام قطعى الحرمة وكذا تحرم على الجنب ان لم يقصد بها الذكر اھ ۔

عقائد کی پہیلیاں

۱- ایک شخص کلمہ نہ پڑھنے کے باوجود مسلمان ہو گیا اس کی کیا صورت ہے؟
۲- وہ کون سی صورت ہے کہ ایک شخص دِل سے مذہب اِسلام کو صحیح مانتا ہے اور زبان سے اِقرار بھی کرتا ہے مگر اس کے باوجود کافر ہے؟
۳- زمین کا وہ کون سا حصہ ہے جو ہر جگہ سے افضل ہے؟
۴- کب سنت کو چھوڑ دینا کفر ہے؟
۵- کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے؟
۶- وہ کون سی بدعت ہے جس کا کرنا ضروری ہے اگر نہ کریں تو گنہگار ہوں گے؟
۷- وہ کون سی چیز ہے کہ خدائے تعالیٰ کو اس کا خالق کہنا جائز نہیں؟
۸- وہ کون شخص ہے جو کافر اَصلی سے بھی بدتر ہے؟
۹- نہ جانکاری میں کلمہ کفر بک جائے تو کافر ہو یا نہیں؟

❀❀❀❀

(جوابات) عقائد کی پہیلیاں

۱- جو شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں مذہب کو چھوڑ کر دِینِ اِسلام قبول کر لیا تو وہ مسلمان ہو گیا اگرچہ اس نے کلمہ طیبہ نہیں پڑھا۔ جیسا کہ فتاویٰ افریقہ لاہوری ص ۱۵۴ میں ہے "اِتنا کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دِینِ محمدی قبول کر لیا اِسلام کے لیے کافی ہے" اور ردالمختار جلد سوم ص ۲۸۷ میں ہے۔

۲- اس کی صورت یہ ہے کہ وہ دِل سے صحیح ماننے اور زبان سے اِقرار کرنے کے ساتھ مذہب اِسلام کو اپنا دِین نہیں قرار دیتا اس سبب سے وہ کافر ہے اس لیے کہ کفر کی چار قسمیں ہیں۔

۱- کفر اِنکاری

کہ نہ دِل سے صحیح مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے جیسے کہ فرعون وغیرہ کا کفر۔

۲- کفر جحودی

کہ دِل سے صحیح مانے مگر زبان سے اعتراف نہ کرے جیسے کہ یہودی وغیرہ کا کفر۔

۳- کفر نفاقی

کہ دِل سے صحیح نہ مانے مگر زبان سے اقرار جیسے کہ ابی بن خلف وغیرہ کا کفر۔

۴- کفر عنادی

کہ دِل سے صحیح مانے اور زبان سے اعتراف بھی کرے مگر مذہب اِسلام کو اپنا دِین نہ قرار دے جیسے کہ ابوطالب وغیرہ کا کفر تفسیر خازن جلد۱- ص ۳۱ رکوع اوّل کی آیتِ کریمہ ان الذین کفروا کے تحت ہے۔ الکفر علی اربعة اضرب کفر انکار وهو ان لا یعرف اللّٰه اصلا ککفرفرعون هو قوله ما علمت لکم من اله غیر وکفر جحودوهوان یعرف اللّٰه بقلبه ولا یقر بلسانه ککفر ابلیس(وکفر الیهود) وکفر عناد وهو ان یعرف اللّٰه بقبله ویقر بلسانه ولا یذکر به ککفر امیة بن ابی الصلت وابی طالب حیث یقول فی شعر له ۔

ولقد علمت بان دِین محمد	من خیرا دیان البریة دینا
لولا الملامة او الحذار مسبة	لو جدتنی سمحا بذاك مبینا

۳- زمین کا وہ حصہ جو سرکارِ اقدس ﷺ کے اعضائے مبارکہ سے لگا ہوا ہے وہ ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ تربت اطہر یعنی وہ

زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ شریف بلکہ عرش سے افضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۸۷) اور درمختار مع شامی جلد دوم ص ۲۵۷ میں ہے۔ ماضم اعضاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ افضل مطلقا حتّٰی من الکعبۃ والعرش والکرسی۔

۴- جب کہ سنت کے حق نہ سمجھے تو اس صورت میں سنتِ نماز کو چھوڑ دینا کفر ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ میں ہے رجل ترک سنن الصلوٰۃ ان لم یر السنۃ حقا فقد کفر لانہ ترکھا استخفافا اور غنیۃ صفحہ ۳۷۲ میں ہے۔ لو ترک سنۃ الفجر والتی قبل الظھر والتی بعدھا ونحوھا من المؤکدۃ قبل لا تلحقہ الساءۃ لان محمدا اسماہ تطوعا الا۔ انّ یستخفہ فیقول ھذا فعل النبی صلی اللّٰہ علیہ تعالٰی علیہ وسلم وانا لا افعلہ فعینئذ یکفر۔

فائدہ:- جب کہ سنت کا استخفاف کفر ہے تو جس کی سنت ہے یعنی حضور ﷺ کا استخفاف بدرجہ اولیٰ کفر ہے۔

۵- جب کہ نماز کی تحقیر مقصود ہو مثلاً نماز ایسی کوئی مہتم بالشان چیز نہیں کہ جس کے لیے ٹوپی پہنی جائے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے۔

(درمختار ورد المحتار جلد اوّل ص ۲۳۱ بہارِ شریعت جلد ۳ ص ۱۶۷)

۶- وہ بدعت بدعث واجبہ ہے جس کا کرنا مسلمان پر ضروری ہے اگر نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے کما ھو حکم الوجب۔ شامی جلد اوّل ص ۳۷۶ میں ہے قد تکون والبدعۃ واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ۔ یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے کہ گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ بعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلیم وتعلم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیز ہائے کہ حفظ دین وملت برآں موقوف بود۔ یعنی بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا

کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کے مفاہیم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کو محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے۔ (یہ سب بدعت واجبہ ہیں۔ اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۲۸)

۷۔ خدائے تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لیکن اس کو خالق الخنزیر کہنا جائز نہیں۔ شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس ص ۱۷۳ میں ہے۔ ان اللّٰہ تعالٰی خالق کل شیء ویلزمہ ان یکون خالق الخنازیر مع انہ یجوز اطلاق الملزوم لا اللازم ۔

۸۔ وہ شخص جو کافر اصلی سے بھی بدتر ہے وہ مرتد ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی (الاشباہ والنظائر ص ۱۹)

۹۔ عام مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور نہ جانکاری کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۳۰۴ میں ہے۔ فی الخلاصۃ اذا تکلم بکلمۃ الکفر جاھلا قال بعضھم لا یکفر وعامتھم علٰی انہ یکفر ولا یعذر ۔

وضو کی پہیلیاں

۱- کب داڑھی میں خلال کرنا مکروہ ہے؟
۲- وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۳- پانی زیادہ ہونے کے باوجود اعضائے وضو کے تین تین بار دھونا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۴- دوسرے کو وضو کے لیے پانی دینا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۵- وہ کون شخص ہے کہ جس پر نماز فرض ہوتی ہے مگر اسے نماز پڑھنے کیلئے نہ وضو کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ تیمم کی؟
۶- کسی صورت میں وضو کرنے والے کو پیر دھونا ضروری نہیں؟
۷- وہ کون مسلمان ہے کہ چاہے جس طرح بھی سوئے نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا؟
۸- ہوا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۹- خون یا پیپ نکل کر بہا مگر وضو نہیں ٹوٹا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۰- منہ بھر قے ہوئی اور وضو نہیں ٹوٹا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۱- بالغ آدمی رکوع و سجود والی نماز میں ٹھٹھا مار کر ہنسا اور وضو نہیں ٹوٹا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۲- دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۳- کن صورتوں میں وضو کرنا فرض ہے؟
۱۴- کس صورت میں وضو کرنا واجب ہے؟
۱۵- کن صورت میں وضو کرنا سنت ہے؟

۱۶- کن صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے؟

۱۷- وضو کے بعد غیر معذور کے بدن سے نجاست نکلی مگر وضو کی دوبارہ حاجت نہیں۔اس کی صورت کیا ہے؟

۱۸- ظہر کے وقت میں پورا وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہنا مگر عصر کے وقت وضو کرنے میں وہ موزہ پر مسح نہیں کرسکتا۔اس کی صورت کیا ہے؟

۱۹- چمڑا ایک ہی موزہ میں پیر کی تین چھوٹی انگلیاں کی مقدار ٹخنے کے نیچے نظر آرہا ہے۔ اس کے باوجود اس موزہ پر مسح کرنا جائز ہے۔اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀
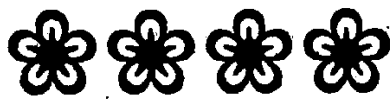
(جوابات) وضو کی پہیلیاں

۱- جب کہ اِحرام باندھے ہو تو ایسے وقت میں داڑھی کا خلال مکروہ ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۹۱ میں ہے تخليل الشعر سنة فی الطهارة ويكره للمحرم ۔

۲- جب کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا یا کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے فرائض وضو کے لیے پانی پورا نہیں ہوگا تو اِن صورتوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو میں جائز نہیں جیسا کہ الاشبا والنظائر ص ۱۱۷ میں ہے لو ضاق الوقت او الماء عن سنن الهارة حرم فعلها ۔

۳- جب کہ جانتا ہو کہ اعضائے وضو کو تین تین بار دھونے سے قضا ہو جائے گی تو اِس صورت میں پانی زیادہ ہونے کے باوجود اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا جائز نہیں۔ كما هو الظاهر ۔

۴- جب کہ نماز کا وقت ہو گیا اور کسی شخص کے پاس اِتنا پانی ہے کہ جس سے صرف ایک آدمی کا وضو ہوسکتا ہے تو اِس صورت میں اس شخص کا خود تیمّم کرنا اور دوسرے کو وضو کے لیے پانی دینا جائز نہیں جیسا کہ علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ لو دخل الوقت ومعه ماء يتوضأ به فوهبه لغيره لبنو صأبه لم يجز لا اعرف فيه خلافا لان الايثار انما يكون فيما يتعلق بالنوفس لا فيما يتعلق

بالقرب والعبادات ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۱۱۹)

۵۔ جس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوں چہرہ زخمی ہو تو ایسے شخص پر نماز فرض ہوتی ہے مگر اس کو نماز پڑھنے کے لیے نہ وضو کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ تیمم کی جیسا کہ نور الایضاح باب التیمم ص ۴۴ میں ہے مقطوع الیدین والرجلین اذان کان بوجهه جراحة یصلی بغیر طهارة ولایعید ۔ اسی طرح درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۱۶۸ میں بھی ہے۔

۶۔ جب کہ وضو کرنے کے بعد چمڑے کے موزہ پہنے ہوئے تو مقیم کے لیے ایک دِن رات اور مسافر کے لیے تین دِن راتیں وضو کرنے میں پیر کا دھونا ضروری نہیں بلکہ صرف مسح کافی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری وغیرہ)

۷۔ وہ نبی ہے کہ چاہے جس طرح سوئے نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا جو شخص کہ ریاح نکلنے کی بیماری کے سبب معذور ہو اس کا وضو بھی کسی طرح کی نیند سے نہیں ٹوٹتا۔ بہار شریعت حصہ سوم ص ۲۷ میں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقص وضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دِل جاگتے ہیں اور بحرالرائق جلد اوّل ص ۳۹ میں ہے ان النوم مضطجعاً ناقض الا فی حق النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآله وسلم صرح فی القنیة بانه من خصوصیاته ولهٰذا ورد فی الحصیحین ان النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم نام حتی نفخ ثم قام الی الصلٰوة ولم یتوضأ اور سعایہ جلد اوّل ص ۲۳۶ میں ہے۔ ان نومه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآلهٖ وسلم لیس بنا قض لقوله علیه السلام تنام عینای ولا ینام قلبی کما نص علیه جمع من صنفوا علیه فی الخائص اور رد المختار جلد اوّل ص ۹۵ میں ہے۔ فی فتاوٰی ابن الشبلی قال سئللت عن شخص به انفلات ریح هل ینقض وضوء ہ بالنوم فاجنت بعذم النقض بناء علی ماهو الصحیح من ان النوم نفسه لیس بناقض وانما الناقض مایخرج ۔

۸۔ جب کہ ہوا عورت یا مرد کے آگے کے مقام سے نکلے تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۹ پر ہے۔ الریح الخارجة من الذکر

وفرج اطزاۃ لا تنقض الوضوء علی الصحیح ۔

۹۔ خون یا پیپ نکل کر آنکھ یا کان میں بہا مگر ان سے باہر نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹا جیسا کہ فتح القدیر جلد اوّل ص ۳۴ میں ہے۔ اذکان فی عینه فرحة ووصل الدم منها الی جانب اخر من عینه فلا ینقض وضوء ہ لانه لم یصلی الیٰ موضع یحب غسله فی الجملة ۔

۱۰۔ بلغم، کیڑا یا سانپ کی منہ بھرتے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۹۴ میں ہے الا ینقضه فی من بلغم علی المعتمد اصلا اور فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۶۸ پر قنیہ سے ہے۔ لوقاء دودا کثیرا اوحیة ملات فاہ لا ینقض ۔

۱۱۔ نماز پڑھتے ہوئے سو گیا اور اِسی حالت میں ٹھٹھا مار کر ہنسا تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹا اگرچہ رکوع وسجود والی نماز ہو۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل ص ۲۷ میں ہے لو نام فی الصلوٰۃ علی ای هیأۃ فقهقهته لا ینقص الوضوء ۔

۱۲۔ اگر سجدہ سہو واجب ہو مگر سہو ہونا یاد نہ ہو اور دونوں طرف سلام پھیر دے اس کے بعد کوئی فعل منافی نماز کرنے سے پہلے قہقہہ مار کر ہنسے پھر یاد آنے پر سجدہ سہو کرے، تو اس صورت میں دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد بھی قہقہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ درمختا شامی اوّل ص ۵۰۳ پر ہے۔ سلام من علیه سجود سهو یخرجه من الصلوٰۃ خروجا موقوفا ان سجدعا دالیها والا لا وعلی هذا فیبطل وضوء ہ بالقهقهة ان سجد للسهو ۔

۱۳۔ محدث کو ہر قسم کی نماز، نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت اور قرآنِ مجید چھونے کے لیے اگرچہ ایک ہی آیت ہو وضو کرنا فرض ہے نور الایضاح ص ۳۴ میں ہے الاول فرض علی المحدث الصلوٰۃ ولو کانت نفلا والصلوٰۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوت ولمس القران ولو آیة ۔

۱۴۔ کعبہ شریف کا طواف کرنے کے لیے وضو کرنا واجب ہے جیسا کہ مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۴۵ میں ہے: القسم الثانی وضوء واجب وهو الوضوء للطواف بالکعبة ۔

۱۵۔ غسل جنابت سے پہلے جنب کو کھانے پینے اور سونے کے لیے اذان واقامت خطبہ جمعہ

وعیدین۔ حضورِ اقدس ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت وقوف عرفہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی ان تمام کاموں کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص ۲۴)

۱۶- سونے کے لیے سونے کے بعد میت نہلانے یا اٹھانے کے بعد جماع سے پہلے غصہ کے وقت زبانی قرآنِ مجید پڑھنے کے لیے حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے کے لیے جمعہ وعیدین کے علاوہ باقی خطبوں کے لیے دینی کتابیں چھونے کے لیے ستر غلیظ چھونے کے بعد جھوٹ بولنے گالی دینے اور فحش لفظ نکالنے کے بعد صلیب یا بت چھونے اور کوڑھی یا سفید داغ والے سے بدن مس ہو جانے کے بعد بغل کھجانے سے جب کہ اس میں بدبو ہو غیبت کرنے قہقہہ لگانے لغو چیزیں پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے کے بعد اور باوضو شخص کو نماز پڑھنے کے لیے۔ ان سب صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم ۲۴)

۱۷- وضو کے بعد مردہ کے بدن سے نجاست نکلی تو اِس صورت میں وضو کی دوبارہ حاجت نہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۹۱ میں ہے لو خرجت منه ا (ای المیت) نجاسة بعد وضوءه ۔

۱۸- معذور ظہر کے وقت میں اگرچہ پورا وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہنے مگر عصر کے وضو میں وہ موزہ مسح نہیں کر سکتا صرف اسی ایک وقت کے اندر مسح کر سکتا ہے کہ جس وقت میں پہنا ہو۔ ہاں گر وضو کرنے یا موزہ پہننے کے وقت میں عذر نہیں پایا گیا تو اس کا حکم اس صورت میں تندرست کے مثل ہے حاشیہ ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۴۱ پر نہایہ سے ہے التی سال دمها وقت الوضوء واللبس او وقت الوضوء دون اللبس اور بالعکس فانها لا تمسح بعد خروج الوقت واما اذا کان منقطعا وقت الوضوء واللبس فانها والصحیحة سواء ۔

۱۹- پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار ٹخنے کے نیچے موزہ کے زیادہ ڈھیلا ہونے کے سبب اوپر سے نظر آ رہا ہے تو اس صورت میں اس موزہ پر مسح کرنا جائز ہے شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۰۰ میں ہے لا باس بان یکون واسعا بحیث یری رجلة من ا علی الخف ۔

غسل کی پہیلیاں

۱- کس غسل میں ہاتھ دھونے کی بجائے پہلے چہرہ دھونے کا حکم ہے؟

۲- زِندہ اور مردہ کے غسل میں کتنی باتوں کا فرق ہے؟

۳- وہ کون سا غسل ہے کہ جس میں صرف ایک ہی فرض ہے؟

۴- منی نکلنے سے کیوں غسل واجب ہوتا ہے جب کہ پیشاب سے واجب نہیں ہوتا' اس کی عقلی وجہ کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) غسل کی پہیلیاں

۱- مردہ کے غسل میں ہاتھ دھونے کی بجائے پہلے چہرہ دھونے کا حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیر جلد اوّل بیان غسل میت ص ۱۴۸ میں ہے۔ یبدأ بغسل وجهه لا يغسل اليدين كذا في المحيط۔

۲- زِندہ اور مردہ کے غسل میں پانچ باتوں کا فرق ہے۔

۱- زندہ کو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا سنت ہے اور مردہ کا پہلے چہرہ دھونا مستحب ہے۔

۲- زندہ کو کلی کرنا فرض ہے اور مردہ کے غسل میں کلی نہیں

۳- زندہ کو ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے اور مردہ کے غسل میں منع ہے۔

۴- زِندہ کو حکم ہے کہ اگر پاؤں کے پاس دھوون جمع ہونے کا اِمکان ہو تو غسل کے وضو میں پاؤں نہ دھوئے بلکہ غسل سے فارغ ہو کر دوسری جگہ دھوئے مگر مردہ کے غسل میں

پاؤں کا دھونا مؤخر نہ کرے۔

۵- زندہ اپنے غسل کے وضو میں سر کا مسح کرے اور مردہ کا وضو میں ایک روایت کے مطابق سر کا مسح نہیں اور صحیح یہ ہے کہ اس کے بھی سر کا مسح کرے جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۳۵۶ میں ہے۔ الفرق بین غسل المیت والحی انه یستحب البدایة بغسل وجه المیت بخلاف الحی فانه یبدأ یدیه ولا یمضمض ولا یستنشق بخلاف الحی ولا نؤخر غسل رجلیه بخلاف الحی ان کان فی مستقع الماء ولا یمسح راسه فی وضوء الغسل بخلاف الحی فی روایة کذا فی الاشباہ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۱۴۸ پر غسل میت کے بیان میں ہے ۔ یبدأ بغسل وجهه لا بغسل الیدین کذا فی المحیط ولا یمضمض ولا یستنشق کذافی فتاویٰ قاضی خان۔ واختلفو فی مسح راسه والصحیح انه یمسح راسه ولا یوخر غسل رجلیه کذا فی التبیین ۔

۳- وہ غسل میت کا ہے جس میں پورے بدن پر پانی بہانا صرف یہی ایک فرض ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۱۴۷ پر غسل میت کے بیان میں ہے۔ الواجب هو الغسل مرة واحدة کذا فی البدائع ۔

۴- منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے واجب نہیں ہوتا اس کی عقلی وجہیں تین ہیں۔

۱- انزال منی کے ساتھ قضاء شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لیے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے غسل کا حکم ہوا۔ اسی سبب سے وجوب غسل کے لیے خروج منی علی وجه الدفق والشهوة کی قید ہے کہ بغیر ان کی لذت کا حصول نہیں ہوتا۔ اسی لیے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

۲- جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لیے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہٰذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

۴۔ نماز یعنی بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے لیے کمال نظافت چاہیے اور کمال نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بندوں کی آسانی کے لیے وضو کو غسل کے قائم مقام کردیا اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لیے اس میں پورے بدن الصنائع جلد اوّل ص ۳۶ میں ہے انما وجب غسل جمیع البدن بخروج المنی ولم یجب بخروج البول والغائط وانما وجب غسل الاعضاء المخصوصة لا غیر بوجوہ احدھا ان قضاء الشھوة بانزال المنی استمتاع بنعمة یظھر اثرھا فی جمیع البدن وھو اللذة فامر بغسل جمیع البدن شکر الھذہ النعمة وھذا الیتقرر فی البول والغائط والثانی ان الجنابة تاخذ جمیع البدن ظاھرہ وباطنہ لان الوطئی الذی ھو سببہ لا یکون الا باستعمال لجمیع مافی البدن من القوة حتی یضعف الانسان بالاکثار منہ ویقوی بالامتناع فاذا اخذت الجنابة جمیع البدن الظاھر والباطن وجب غسل جمیع البدن الظاھر والباطن بقدر الامکان ولا کذلک الحدث فانہ لا یاخذ الا الظاھر من الاطراف الن سببہ یکون بظواھر الاطراف من الاکل والشرب ولا یکونان باستعمال جمیع البدن فاوجب غسل ظواھر الاطراف لا جمیع البدن والثالث انغسل الکل اولبعض وجب وسیلة الا الصلٰوة التی ھی خدمة الرب سبحانہ وتعالٰی والقیام بین یدیہ وتعظیمہ فیجب ان یکون المصلی علی اطھر الا حوال وانظفھا لیکون اقرب الی التعظیم واکمل فی الخدمة وکمال النظافة یحصل بغسل جمیع البدن وھذا ھو العزیمة فی الحدیث ایضًا الا ان ذلک مما یکثر وجودہ فاکتفی فیہ بالیسر النظافة وھی تنقیة الاطراف التی تنکشف کثیرا وتقع علیہ الابصار ابدا واقیم ذلک مقام غسل کل البدن دفعا للحرج وتیسیرا وفضلا من اللّٰہ ونعمة ولا حرج فی الجنابة لا نھا لا تکثر فبقی الامر فیھا علی العزیمة ۔

پانی اور نجاست کی پہیلیاں

۱- دُنیا کے تمام پانیوں میں کون سا پانی سب سے افضل ہے؟

۲- وہ کون سا پانی ہے کہ نجاست کے سبب بدبودار ہے مگر اس سے وضو اور غسل وغیرہ جائز ہے؟

۳- ہ کون سا پانی ہے کہ پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا جائز نہیں؟

۴-وہ کون سا پانی ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے مگر اس کا پینا حرام ہے؟

۵- وہ کون سا پانی ہے کہ جب زیادہ ہو تو اس میں غسل جنابت جائز نہیں اور جب کم ہو جائے ہو تو جائز ہے؟

۶- ایک حوض وہ دردہ ہے دردہ میں نجاست کا رنگ، بُو یا مزہ نہیں ہے؟ مگر اس کا پانی ناپاک ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۷- تھوڑا پانی ہے اس سے وضو کرے پھر وہی وضو کے قابل رہے اس کی تدبیر کیا ہے؟

۸- بے وضو نے بڑے برتن یا چھوٹے حوض میں اپنا ہاتھ بغیر دھوئے ڈال دیا اور پانی مستعمل نہ ہو۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۹- نماز پڑھنے سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا اور پانی مستعمل نہ ہو۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۰- ایک چوہا کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کل پانی نہیں نکالنا پڑے گا مگر وہ کون سی صورت ہے کہ زندہ نکل آیا اور کل پانی نکالنا پڑے گا؟

۱۱- کنوئیں میں بکری مر گئی جس میں کل پانی نکالنے کا حکم ہے مگر تھوڑا سا پانی نکالنے سے کل پانی پاک ہو جائے اس کی تدبیر کیا ہے؟

۱۲- کس صورت کنوئیں کا صرف ایک ڈول پانی نکالنا واجب ہے؟

۱۳- مینڈک کنوئیں میں مر کے پھول جائے تو کل پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- تھوڑے پانی میں کتا اور سور مر گئے مگر پانی نجس نہیں ہوا اس کی صورت کیا ہے؟

۱۵- سانپ کنوئیں میں مر گیا پھر پھول اور پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں بکھر گئے مگر پانی نجس نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۶- وہ دردہ حوض میں کسی نے پاخانہ کر دیا جس نے پورے حوض میں پھیل کر اس کو نجس کر دیا پھر حوض کا کچھ پانی نہیں نکالا گیا مگر وہ پاک ہو گیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۷- کس چیز کا پیشاب پاک ہے؟

۱۸- کس صورت میں پاخانہ پیشاب نجاست نہیں ہوتے؟

۱۹- وہ کون سا کپڑا ہے جو ناپاک نہیں ہے لیکن اگر وہ تھوڑے پانی میں پڑ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا؟

۲۰- وہ کون سی چیز ہے کہ اکٹھا ہے تو ناپاک ہے اور تقسیم کر دی گئی تو پاک ہے؟

۲۱- وہ کون سی چیز ہے جو ایک کے لیے پاک ہے اور دوسرے کے لیے ناپاک؟

۲۲- نجس چیزوں کے پاس ہونے کی کل کتنی صورتیں ہیں؟

۲۳- کنوئیں کا پانی نجس ہو گیا پھر نہ اس کا پانی نکالا گیا اور نہ بہا مگر کنواں پاک ہو گیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۴- کنویں کے کنارے یا ٹپ سے غسل کرنے پر کس صورت میں ان کا پانی نجس ہو جاتا ہے؟

۲۵- ثواب حاصل کرنے کی نیت سے وضو پر وضو کیا مگر پانی مستعمل نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۶- اوصاف و احکام کے اعتبار سے پانی کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

۲۷- کتنے خون پاک ہوتے ہیں؟

۲۸- عورت کو ماہواری کا خون تین دن سے زیادہ آ کر بند ہو گیا اور اس نے غسل بھی کر لیا

مگر اس سے ہم بستری کرنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۹- وہ کون سی چیز ہے جو انسان کے بدن سے نکلتی ہے تو وضوٹوٹ جاتا ہے مگر وہ نجس ہوتا۔

۳۰- بالغہ عورت کو پورے تین دِن خون آ کر بند ہوا مگر وہ حیض نہیں بلکہ بیماری ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۱- ایک شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری اس طرح سے ہے کہ وضو کر کے اس نے نماز پڑھ لی اور اس درمیان اسے قطرہ نہیں آیا مگر اس کے باوجود صاحب عذر ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۲- درخت کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۳- عورت کے آگے کے مقام سے ہوا کے علاوہ کون سی چیز نکلی کہ اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

❀❀❀❀

(جوابات) پانی اور نجاست کی پہیلیاں

۱- جو پانی کہ سرکارِ اقدس ﷺ کی مبارک انگلیوں سے نکلا وہ پانی دُنیا کے تمام پانیوں سے افضل ہے الاشباہ والنظائر ص ۳۹۴ میں ہے ما افضل المیاہ؟ فقل ما نبع من اصابعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

۲- پانی کے قریب کہیں مرداری ہے جس کے سبب پانی بدبودار ہو گیا ہے مگر مرداری پانی سے متصل نہیں ہے تو اس سے وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۸۱)

۳- ماءِ مستعمل پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ رِضویہ جلد اوّل ص ۲۷۲ پر ماءِ مستعمل کی بحث ہے قالو انہ ظاھر غیر طھور عند اصحابنا رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

۴- جس میں مینڈک یا کوئی دوسرا پانی کا جانور مرا ہو اور اس کے اجزاء پانی میں ملے ہوں

تو اس سے پانی وضو کرنا جائز ہے مگر اس کا پینا حرام ہے جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا اگرچہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ دوم ص ۵۲)

۵- وہ ایسے حوض کا پانی ہے کہ جس کا اوپری حصہ دہ دردہ سے کم ہے اور نچلا حصہ دہ دردہ سے زیادہ ہے تو جب دہ دردہ سے کم میں پانی رہے گا تو اس میں غسل جنابت جائز نہیں اور جب گھٹ کر دہ دردہ میں ہو جائے تو جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۱۸ میں ہے ان کان اعلی الحوض اقل من عشر فی عشر واسفله عشر فی عشرا واكثر فوقعت نجاسة فی اعلٰی الحوض وحكم بنجاسة الاعلٰی ثم انقص الماء وانتهى الى موضع هو عشر فی عشر فالاصح اه يجوز التوضوء به اوالاغتسال فيه كذا فی المحيط۔

۶- چھوٹے حوض کا پانی جو کسی نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو گیا تھا اسے نکال کر ایسے بڑے حوض میں کر دیا گیا جس میں پانی نہیں تھا تو اس صورت میں وہ دہ دردہ حوض ناپاک ہے اگرچہ اس میں نجاست کا اثر نہ ہو جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں ان كان الماء فی البير فوقعت فيها نجاسة فنزح كلها وجعل الماء فی الحوض حتی انبسط وصار عشر فی عشر لم يطهر اعتبار ابحال الوقوع ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ۳۴۳)

اور جو حوض کہ اوپر سے دہ دردہ اور نیچے اس سے کم ہے۔ اس صورت میں پانی جبکہ دہ دردہ سے کم میں ہو اگر اس وقت نجس ہو جائے اور پھر پھیل کر دہ دردہ میں ہو جائے تو ایسے دہ دردہ حوض کا پانی بھی نجس رہے گا اگرچہ اس میں نجاست کا رنگ، بو یا مزہ نہ پایا جائے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۱۸ میں ہے الحوض اذا كان اقل من عشر فی عشر لكنه عميق فوقعت فيه نجاسة ثم انبسط ده عشر افی عشر فهو نجس

۷- اتنی چوڑی نالی کہ جس میں وضو ہو سکتا ہے اس کے نیچے کی جانب ایک برتن رکھ دے

پنچ اونچے کی جانب سے ڈلوائے جب پانی نالی میں جاری ہو تو اس میں وضو کرے اس تدبیر سے جو پانی برتن میں جمع ہو گا وہ پھر وضو کے قابل رہے گا۔

(فتاوٰی رضویہ جلد اوّل ۳۵۸)

۸- جب کہ چھوٹا برتن وغیرہ نہ ہو کہ جس سے پانی نکالا جا سکتے تو بدرجہ مجبوری بڑے برتن یا چھوٹے حوض میں بے وضو اپنا ہاتھ بقدر ضرور بغیر دھوئے ڈال دیا تو پانی مستعمل نہ ہو گا جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۲۱ میں ہے اذا ادخل المحدث او الجنب اولحائض التی طهرت یدہ فی الماء للاعتراف لا یصبر مستعملا للضرورۃ کذا فی التبیین۔

۹- باوضو شخص نے صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے اعضاء وضو کو دھویا تو اس صورت میں پانی مستعمل نہ ہو۔ (فتاوٰی رِضویہ جلد اوّل ص ۲۴۴)

۱۰- زخمی چوہا بلی سے چھوٹ کر کنوئیں میں گرا تو اگرچہ زِندہ نکل آیا کل پانی نکالنا پڑے گا لان الدم یخرج من لجرحها فینزح الکل بلکہ زخمی نہ ہو مگر بلی سے بھاگ کر کنوئیں میں گرا ہو تو اس صورت میں بھی کل پانی نکالنا پڑے گا جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۳۹۴ میں ہے: ان کانت هاربة من الهرة فینزح کله والالا۔

۱۱- کنوئیں کا گولا اگر زمین سے اونچا ہو اور وہاں تک پانی بھرا ہو یا بھر دیا گیا ہو پھر وہاں سوراخ کر کے کچھ پانی نکال دیا جائے تو سب پاک ہو جائے گا۔

(فتاوٰی رِضویہ جلد اوّل ص ۳۶۲)

۱۲- جو کنواں کہ چوہا وغیرہ کے مرنے سے پاک کیا جا رہا تھا اس کا آخری ڈول دوسرے کنوئیں ڈال دیا گیا تو اس صورت میں دوسرے کنوئیں کا صرف ایک ڈول پانی نکالنا واجب ہو گا۔ (الاشباہ والنظائر ص ۳۹۴)

۱۳- جنگل کا بڑا مینڈک کہ جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے وہ اگر کنوئیں میں مر کے پھول جائے تو اس صورت میں کل پانی ناپاک ہو جائے گا اور خشکی کے مینڈک کے پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے درمیان جھلی نہیں ہوتی اور پانی کے مینڈک میں جھلی ہوتی ہے ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ دوم ص ۵۳ و درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۱۲۴ میں

ہے اور ردالمختار میں ہے ماجزم به فی الهدایه من عدم الافساد بالضفدع البری وصححه فی السراج محمول علی مالادم له سائل کمافی البحر والنهر الحلية ۔

۱۴- پانی کا کتا اور سؤر اگر تھوڑے پانی میں مر گئے تو اس صورت میں پانی نجس نہیں ہوا ایسا ہی درمختار وردالمحتار جلد اوّل ص ۱۲۴ میں ہے اور بحر الرائق جلد اوّل ص ۹۰ میں ہے۔ قال فی الخلاصة الکلب المائی والخنزیر المائی اذا مات فی الماء اجمعو انه لا یفسدو الماء ۔

۱۵- پانی کا سانپ کنویں میں مر گیا پھر پھول اور پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں بکھر گئے تو اس صورت میں اگرچہ اس کا پینا حرام ہے مگر پانی نجس نہیں ہوا۔ لان الحية المائية لا تفسدالماء مطلقا هکذا فی الجزء الاول من رد المحتار ص ۱۲۴۔

۱۶- نجاست نیچے بیٹھ گئی اور پانی بالکل صاف ہو گیا یہاں تک کہ اس میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ گیا تو اس طرح پانی نکالے بغیر وہ حوض خود بخود پاک ہو گیا لان الحوض الکبیر الاحق بالماء الجاری علی کل حال لا جل الضرورة ۔
(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۳۵۰)

۱۷- چمگادڑ کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے بول الخفاش وخرءه طاهر ۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد اوّل ص ۲۱۲ میں ہے فی البدائع وغیره بول لا خفاش وخرء ها لیس ینجس لتعذر صیانةالثوب الاوانی عنها لا نها تبول من الهواء ۔

۱۸- پیشاب، پاخانہ جب تک کہ جسم کے اندر ہوتے ہیں نجاسب نہیں ہوتے جسم سے نکلنے کے بعد نجاست ہوتے ہیں۔ اگر ایسا پیشاب پاخانہ کی معمولی حاجت میں نماز باطل ہو جائے اس لیے کہ نجاست کو لیے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی۔
(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۳۶)

۱۹- جس کپڑے پر پیشاب کی باریک بندکیاں مثل سوئی کی نوک کے پڑ گئیں وہ ناپاک نہیں ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص ۵۰) لیکن اگر وہ تھوڑے پانی میں پڑ جائے تو اسے

ناپاک کر دے گا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۲۱۴ میں ہے عفی بول انتضح کرؤس ابر لکن لووقع فی ماء قلیل نجسه فی الاصح اھ تلخیصًا ۔

۲۰- مالش کے وقت جانوروں نے پیر میں پیشاب کیا تو اس کا غلہ جب تک کہ اکٹھا ہے ناپاک ہے اور جب چند شریکوں میں تقسیم کر دیا گیا یا ابھی میں سے مزدوری دی گئی یا کچھ غلہ خیرات کیا گیا تو وہ پاک ہو گیا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۴۲ میں ہے۔ الحنطة تداس بالحمر تبول وتروث ویصیب بعض الحنطة ویختلط ما اصیب منها بغیرہ قالوا لو عزل ووهبه من انسان او تصدق به علیه ابیح تناولها کذا فی الذخیرة تلخیصًا ۔

۲۱- وہ شہید کا خون ہے جو خود اس کیلئے پاک ہے اور دوسرے کے لیے ناپاک ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۸۶ میں ہے دم الشهید طاهر فی حق نفسه نجس فی حق غیرہ ۔

۲۲- نجس چیزوں کے پاک ہونے کی کئی صورتیں ہیں:

۱- ہر وہ بہنے والی چیز کہ جو نچوڑنے سے نچڑ جائے جیسے پانی اور سرکہ وغیرہ اس سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

۲- جوتے میں پاخانہ وغیرہ لگ کر سوکھ جائے تو وہ زمین پر گڑنے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر پیشاب سے ناپاک ہوا اور مٹی غیرہ سے دِلدار ہوئے بغیر سوکھ گیا تو اس صورت میں بغیر دھوئے پاک نہ ہو گئے۔ (ہدایہ جلد اوّل ص ۵۶، فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۴۹۲)

۳- دھوپ، ہوا اور آگ سے سوکھنے پر زمین پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر جاتا رہے مگر اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔

۴- آئینہ اور چھری جب کہ اس میں زنگ اور کھردارا پن نہ ہو تو پونچھنے سے پاک ہو جاتے ہیں جب کہ چھری ناپاک پانی میں نہ بجھائی گئی ہو۔

۵- لکڑی چھیلنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

۶- سوکھی منی کو کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

۷- پچھنا لگانے کے اوزار ایسے کپڑے سے پونچھنے پر پاک ہو جاتے ہیں کہ جو پانی سے تر

ہوں۔

۸- اور آگ میں جلانے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔

۹- شراب سرکہ ہونے اور لید و گوبر راکھ ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

۱۰- سؤر کے سوا ہر جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

۱۱- جمے ہوئے گھی سے مرا ہوا چوہا اور اس کے اردگرد تھوڑا گھی نکال دینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

۱۲- سؤر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جب کہ ذبح کے قابل ہو تو بسم اللّٰہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر حرام جانور ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا حرام ہی رہتا ہے۔

۱۳- ناپاک کنواں پانی نکالنے سے یا سوکھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۱۴- پانی کا ایک جانب سے داخل ہونا اور دوسری جانب سے نکلنا اسے پاک کر دیتا ہے بشرطیکہ نجاست کا رنگ، بو یا مزہ نہ پایا جائے۔

۱۵- ناپاک زمین کو کھود اوپر کی مٹی نیچے اور نیچے کی مٹی اوپر کر دینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

المطهرات النجاسة خمسة عشره المائع الطاهر القالع ودلك النعل بالارض وجفاف الارض بالشمس ومسح الصقيل ونحت الخشب وفرك المني من الثواب ومسح المحاجم بالخرق المبتلة بالماء والنار وانقلاب العين والدباغة والتقور في القارة اذا ماتت في السمن الجامد والزكاة اذا كانت من الاهل في المحل ونزح البيرو دخول الماء من جانب وخروجه من جانب اخرو صفر الارض بقلب الاعلىٰ اسفل۔

(الاشباہ والنظائر ۱۶۶)

۲۳- نجس ہونے کے بعد کنواں سوکھ گیا اور پھر پانی واپس آ گیا تو اس صورت میں نہ اس کا پانی نکالا گیا اور نہ بہا مگر کنواں پاک ہو گیا جیسا کہا الاشباہ والنظائر ص ۳۱۹ میں ہے

جفت الارض بالشمس ثم اصابها ماء لا تعود النجاسة فی الاصح وکذا البیر اذا غار ماء ھا ثم عاد ۔

۲۴۔ کنوئیں کے کنارے یا ٹب سے غسل کرنے میں اگر بدن پر نجاست حقیقیہ ہو اور اس کے پانی کی چھینٹ کنوئیں میں یا ٹب میں گرے تو اس صورت میں ان کا پانی نجس ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ۵۵۷)

۲۵۔ جب کہ وضو کے بعد کوئی ایسی عبادت نہ کی ہو کہ جس کے لیے وضو لازم ہے اور نہ مجلس بدلی ہو تو اس صورت میں ثواب حاصل کرنے کی نیت سے بھی وضو پر وضو کرنے سے پانی مستعمل نہیں ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۱۴)

۲۶۔ اوصاف واحکام کے اعتبار سے پانی کی کل پانچ قسمیں ہیں۔

اوّل:- پاک ہے اور ایسا پاک کرنے والا جو مکروہ نہیں جیسے آسمان، زمین سمندر، ندی اور کنواں وغیرہ کا پانی اور ان چیزوں کی طرف اضافت سے پانی مقید نہیں بلکہ مطلق ہی ہے اس لیے کہ ان پانیوں کے لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ پانی اور گلاب وغیرہ کے پانی کے لیے عرف اور لغت کسی اعتبار سے یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ پانی ہے اس لیے وہ مقید ہے۔

(مراقی الفلاح وطحطاوی ص ۱۳)

دوم:- پاک اور پاک کرنے والا مگر مکروہ۔ اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جو اڑنے والے شکاری جانور جیسے چیل اور کوا وغیرہ یا گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چھپکلی اور چوہا وغیرہ کا جھوٹا ہو۔

(نور الایضاح۔ بہار شریعت حصہ دوم ص ۵۶)

سوم:- پاک مگر پاک کرنے والا نہیں اور وہ ایسا پانی ہے جو حدث اکبر یا حدث اصغر دور کرنے یا وضو پر وضو کرکے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے استعمال کیا گیا ہو۔

(مراقی الفلاح وطحطاوی ص ۱۴)

چہارم:- نجس اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جس میں نجاست پڑ گئی اگر چہ اس کا اثر یعنی رنگ، بو یا مزہ ظاہر نہ ہو، لیکن وہ "دہ در دہ" یا اس سے زیادہ پانی ہو تو نجاست کا اثر ظاہر ہونے پر نجس ہوگا۔ (نور الایضاح)

پنجم:- پاک ہے مگر پاک کرنے والا ہونے میں مشکوک ہے اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جس میں گدھا یا خچر نے پیا ہو۔ اگر صرف یہی پانی ہو تو وضو اور تیمم دونوں کرنا ضروری ہے۔
(شرح وقایہ جلد اوّل ص ۸۶)

اور حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ آسمان سے برسنے والے پانی میں اگر زمین پر کسی قسم کی بظاہر تبدیلی نہ ہو تو ماء مستعمل کے علاوہ ہر پانی سے وضو وِ غسل جائز ہے اور اگر اس میں کسی قسم کی تبدیلی ہوئی تو وہ تبدیلی تا تو خود ہوگی یا دوسری چیز کے سبب ہوگی اگر خود تبدیلی ہوئی تو اس سے وضو غسل جائز ہے جیسا کہ زیادہ دنوں سے ٹھہرا ہوا پانی۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر قضاعہ کے پانی سے وضو فرمایا :جو مہندی بھگائے ہوئے پانی کے مثل تھا اور اگر پانی کی تبدیلی کسی دوسری چیز کے سبب سے ہوئی تو وہ چیز پانی سے متصل ہوگی یا نہ ہوگی اگر پانی سے متصل نہ ہوگی تو اس سے وضو و غسل جائز ہے جیسے کہ پانی کے قریب میں کہیں مرداری وغیرہ جو جس کے سبب پانی بدبودار ہو گیا ہو(تفسیر کبیر جلد ششم ص ۳۸۱) اور جو چیز کہ پانی ملیں ملی ہو وہ یا تو پاک ہوگی یا ناپاک۔ اگر پاک ہے تو اس سے وضو و غسل جائز ہے بشرطیکہ پانی کا نام اور رقت وسیان باقی ہوا گرچہ اس کا رنگ، بو اور مزہ سب بدل گیا ہو جیسے درخت کے پتے، مٹی یا ریت ملا ہوا پانی یا تھوڑا صابون اور زعفران ملا ہوا پانی۔ ہاں اگر صابون وغیرہ کے ملنے سے رقت وسیلان جاتا رہے اور پانی ستو کے مثل گاڑھا ہو جائے۔ یا زعفران کا رنگ اس میں اتنا آ جائے کہ کپڑے رنگنے کے قابل ہو جائے تو اس سے وضو و غسل جائز نہیں۔ اسی طرح چائے، شربت اور شوربا وغیرہ جائز نہیں کہ پانی کا نام باقی نہ رہا۔ (درمختار- ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۲۵)

اور جو چیز کہ پانی میں مل گئی اگر وہ نجاست ہو تو دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ پانی جاری ہوگا یا جاری نہ ہوگا۔ اگر جاری ہو یعنی اس میں تنکا ڈال دیں تو بہہ جائے یا کم سے کم سو ہاتھ مربع پانی ہو تو جب تک نجاست کے سبب رنگ، بو یا مزہ نہ بدل جائے اس سے وضو و غسل جائز ہے اور اگر پانی جاری نہیں۔ یا سو ہاتھ مربع سے کم ہے اگر چہ کتنا ہی گہرا ہو نجاست پڑنے سے نجس ہو جائے گا۔ چاہے رنگ، بو یا مزہ بدلے یا نہ بدلے۔

(درمختار، ردالمحتار جلد اوّل ۱۲۴ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷)

۲۷- دس خون پاک ہوتے ہیں:

۱- شہید کا خون

۲- وہ خون جو ذبح کے بعد گوشت میں رہ گیا

۳- وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں باقی رہ گیا

۴- جگر اور تلی خون

۵- دِل کا خون

۶- وہ خون جو انسان کے بدن سے بہا نہیں۔

۷- کھٹمل کا خون

۸- پسو کا خون

۹- کلنی کا خون

۱۰- مچھلی کا خون جیسا کہ الاشباہ والنظائر

صفحہ ۱۶۷ میں ہے: الدماء کلها نجسة الادم الشهد والدم الباقی فی اللحم المهزول اذا قطع والباقی فی العروق والباقی فی الکبد والطحال ودم قلب الشاة وما لم یسل من بدن الانسان علی المختار ودم البق ودم البرغیث ودم القمل ودم السمك فالمستثنی عشرة ۔

۲۸- خون تین دِن سے زیادہ آ کر جب کہ عادت سے پہلے بند ہو گیا تو اس صورت میں اگر چہ عورت نے غسل کر لیا مگر عادت کا وقت گزرنے سے پہلے ہمبستری کرنا جائز نہیں ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۴۸ میں ہے لو کان انقطع الدم دون عادتها فوق الثلث لم یقربها حتی تمضی عادتها وان اغتسلت ۔ اسی طرح بہارِ شریعت حصہ دوم صفحہ ۹۱ میں بھی ہے۔

۲۹- ریاح انسان کے بدن سے نکلتی ہے تو وضو ٹوٹ جاتا مگر وہ نجس نہیں ہوتی۔ ردالمختار جلد اوّل صفحہ ۹۲ میں ہے: الصحیح اَن عینها طاهرة حتی لو لبس سراویل مبتلة او ابتل من الیتیه الموضع الذی تمر به الریح فخرج الریح لا یتنجس وهو قول العامة ۔

۳۰- حاملہ عورت کا جو خون آیا تو اگر چہ وہ پورے تین دِن آکر بند ہوا مگر وہ حیض نہیں بلکہ بیماری ہے اسی طرح پچپن سال کی عمر کے بعد اگر چہ تین دِن خون آئے بیماری ہے۔ ہاں اگر اس عمر کی عورت کو خاص خون آئے جیسا پہلے آتا تھا ویسے ہی آئے تو حیض ہی ہے تنویر الابصار میں ہے۔ ماتراہ حامل استحاضة اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ۲۰۲ میں ہے۔ ما رأته بعد ای المدة المذکورة فلیس بحیض فی ظاهر المذهب الا اذا کان وما خالصا فحیض اسی کے تحت شامی میں فتح القدیر سے ہے لو لم یکن خالصا و کانت عادتها کذلك قبل الایاس یکون حیضا ۔

۳۱- صاحب عذر قرار دیئے جانے کے لیے صرف ابتداء میں استیعاب وقت شرط ہے۔ یعنی پیشاب کے قطرہ وغیرہ کی بیماری کے سبب پورے ایک وقت میں اتنا موقع نہیں ملا کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے تو صاحب عذر قرار دیا جائے گا اور جب صاحب عذر ہو گیا اس کے بعد پیشاب کے قطرہ کی بیماری اس طرح ہو گئی کہ وضو کر کے نماز پڑھ لی مگر اس کے باوجود صاحب عذر ہے جب کہ ایک دوبار ہر وقت میں آقطر جاتا ہے اور یہی حکم اس قسم کی تمام بیماریوں میں ہے درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ۲۰۲ میں ہے۔ صاحب عذر من به سلس بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلاف ریح واستحاضة ان استوعب عذره تمام وقت صلٰوة مفروضة بان لایجد فی جمیع وقتها زمنا بتوضأ ویصلی فیه خالیا من الحدولو حکما الا ان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدوم۔ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقا کفی وجوده فی جزاء من الوقت وو مرة وفی حق الزوال بشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة ا ھ۔

۳۲- درخت کا ایسا پانی کہ جو خود پاک جاری ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے ہدایہ جلد اوّل صفحہ۱۶ میں ہے اما الماء الذی یقطر من الکرم فیجوز التوضی به لانه ماء خرج من غیره علاج ذکره فی جوامع ابی یوسف ۔

۳۳- عورتوں کے آگے کے مقام سے ہوا کے علاوہ بغیر خون ملی ہوئی خالص رطوبت نکلی تو اسے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ وہ نجس ہوتی ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم ۲۴)

تیمّم کی پہیلیاں

۱۔ وہ کون سی جگہ ہے کہ جہاں مصلیٰ بچھائے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اس زمین سے تیمم کرنا جائز نہیں؟

۲۔ پانی کے استعمال پر قادر ہے اس کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۔ آدمی کے پاس اپنا پانی ہے اور اسے نقصان بھی نہیں کرتا اور نہ اسے پیاس کا خوف ہے اس کی باوجود اس نے تیمم کر کے نماز پڑھی لی اور نماز ہو گئی اس کی صورت کیا ہے؟

۴۔ ولی کو کس صورت میں جنازہ کے چھوٹ کے خوف سے تیمّم کرنا جائز ہے؟

۵۔ وہ کون سا تیمم ہے کہ اس سے کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں؟

۶۔ وہ کون سا تیمم ہے کہ اس سے ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں؟

۷۔ صرف ایک آدمی کے وضو بھر کا پانی ہے مگر اس کے سبب ہزاروں آدمیوں کا تیمم ٹوٹ گیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸۔ سفر میں جنب، حائضہ اور میت کو غسل کی ضرورت ہے مگر پانی اِتنا ہے جو صرف ایک کے لیے کافی ہے تو اس صورت میں وہ پانی کس کے غسل میں خرچ کیا جائے گا اور کون تیمم کرے گا؟

۹۔ وہ کون سا چونا ہے کہ اس سے تیمم کرنا جائز ہے؟

۱۰۔ زمین کی جنس پر ہاتھ نہیں مارا اور ایسے ہی منہ اور ہاتھ پر مسح کر لیا اور تیمم ہو گیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۱۔ پانی کے مالک نے ایک شخص کے وضو کرنے بھر کا پانی تیمّم کرنے والی ایک جماعت کو دیا ان لوگوں نے اس پانی پر قبضہ کرنے کے بعد ایک تیمّم کرنے کے والے کو دے

دیا جو پانی کے اِستعمال پر قادر ہے اور اس نے قبضہ بھی کر لیا مگر اس کا تیمم نہیں ٹوٹا۔
اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) تیمّم کی پہیلیاں

۱۔ نجس زمین جو دھوپ یا ہوا سے پاک ہوئی اس پر مصلّٰی بچھائے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اس زمین سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی باب التیمم صفحہ ۹۰ ہے۔ لا یجوز علٰی مکان کان فیه نجاسة وقد زال اثرها مع انه یجوز الصلٰوة فیه ۔

۲۔ جب کہ نماز عیدین یا نمازِ جنازہ کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو پانی کے استعمال پر قادر ہونے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے مگر نمازِ جنازہ میں ولی کو ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۲۹ میں ہے: یجوز التیمم اذا حضرته جنازة والولی غیره فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوتة الصلٰوة ولا یجوز للولی وهو الصحیح هکذا فی الهدایة اور شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۸۹ میں ہے۔ اذا خاف فوت صلٰوة العید جازله ان یتیمم ویشرع فیها هذا بالاتفاق ۔

۳۔ آدمی کے پاس پانی ہے مگر وہ جانتا نہیں یا بھول گیا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۹ میں ہے تیمم وفی رحله ماء لا یعلم به اونسیه فصلی اجزأته عندهما خلافا لابی یوسف رحمة الله تعالٰی کذا فی محیط السرخسی ۔

۴۔ جب کہ ولی نے دوسرے کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اِجازت دے دی تو اس صورت میں ولی کو بھی نمازِ جنازہ کے چھوٹ جانے کے خوف سے تیمم کرنا جائز ہے جیسا کہ بحرالرائق جلد اوّل صفحہ ۱۵۷ میں ہے۔ یجوز للولی التیمم اذ اذن لغیره

بالصلٰوة لا نه جنئذ لا حق له فی الاعادة فیخاف فوتها ۔

۵۔ جو کام کہ عبادتِ مقصودہ نہ ہو اور بغیر وضو کے صحیح ہو جائے جیسے کہ مسجد میں داخل ہونا۔ قرآنِ مجید کا پڑھنا اور اذان و اقامت وغیرہ اگر ایسے کاموں کی نیت سے تیمّم کیا تو ان کاموں کا کرنا جائز ہے مگر اس تیمّم سے کسی نماز کا پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۱ میں ہے ان تیمم لمس المصحف اود خول المسجد لا تصح به الصلٰوة لا نه لم ینوبه قربة مقصودة لکن یحل له مس المصحف ودخول المسجد ۔

اور درمختار میں ہے لو تیمم لدخول مسجد او لقراء ة ولو من مصحف اومسه او کتابته او تعلیمه او لزیادة قبور او عیادة مریض او دفن میت او اذان او اقامه او اسلام او اسلام اور دة لم تجز الصلٰوة به عند العامة ۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: قوله لم تجز الصلٰوة به ای الفقه الشرط وهو امر ان کون المنوی عبادة مقصودة وکونها لا تحل الا بالطهارة (ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۶۳)

۶۔ عیدین یا نمازِ جنازہ چھوٹنے کے خوف سے جو تیمّم کیا گیا اس سے دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں لا نه اذا تیمم لصلٰوة الجنازة مع وجود الماء لخوف الفوت فان تیممه یبطل بفراغه منها اور عوام میں جو مشہور ہے کہ "جو بھی وضو نمازِ جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں" غلط ہے۔

(فتاوٰی رضویہ جلد اوّل صفحہ ۵۸۲)

۷۔ پانی کے مالک نے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے جو شخص چاہے اس پانی سے وضو کرے تو اگرچہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں اس صورت میں سب لوگوں کا تیمّم ٹوٹ جائے گا جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۹۶ میں ہے ان قال صاحب الماء الجماعة مَن المتیممین لیتوضأ بهذا الماء ابکم شاء علی الانفراد والماء یکفی لکل واحد منفرد اینتقض تیمم کل واحد ۔

۸۔ اگر اس پانی کا ایک آدمی مالک ہے تو اس یک غسل میں وہ پانی خرچ کیا جائے گا۔ باقی لوگوں کیلئے تیمّم ہے اور اگر سب مالک ہیں تو کسی کے غسل میں نہیں خرچ کیا جائے

گا بلکہ اس صورت میں سب کے لیے تیمم ہے اور اگر اس پانی کا مالک کوئی نہیں ہے یعنی وہ مباح ہے تو اس کو جنب استعمال کرے گا اور حائضہ ومیت کے لیے تیمم ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۳۶۰ میں ہے جنب حائض ومیت وثمه ماء یکفی لا حدهم. فان کان الماء ملکا لا حدهم فهو اولٰی به. وان کان لهم جمیعا لا یصرف لا حدهم ویجوز التیمم لکل. وان کان الماء مباحا کان الجنب اولٰی به لان غسله فریضة وغسل المیت سنة والرجل یصلح اما ماللمرأة فیغستل الجنب وتتیمم المرأة ویمیم المیت. ومراده من قوله ان غسل المیت سنة ان وجوبه بها بخلاف غسل الجنب فانه فی القراٰن۔

۹۔ موتی، گھونگے اور سیپ کے چونے سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ دوم، صفحہ ۶۹)

۱۰۔ جھاڑو دینے، دیوار گرانے یا کسی اور صورت میں منہ اور ہاتھوں پر گرد پڑی۔ اس صورت میں زمین کی جنس پر ہاتھ مارے بغیر یوں ہی تیمّم کی نیت سے منہ اور ہاتھ پر مسح کر لیا تو تیمّم ہو گیا (بہارِ شریعت حصہ دوم، صفحہ ۷۰) اور شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۱ میں ہے: لو کنس دارا وهدم حائطا او کال حنطة فاصاب علٰی وجه وذراعه غبار لا یجزیه حتی یمر یده علیه۔

۱۱۔ جب کہ اس پانی کو جماعت نے آپس میں تقسیم کیے بغیر شخص مذکور کو دیدیا تو قبضہ کرنے کے باوجود اس صورت میں اس کا تیمم نہیں ٹوٹے گا۔ اس لیے کہ جو چیز تقسیم کے بعد بھی قابلِ انتفاع رہے تو ایسی چیز کا تقسیم سے پہلے قبضہ کرنے کے باوجود ہبہ صحیح نہیں اور جب ہبہ صحیح نہیں تو اِن لوگوں کا اس شخص کو دینا بھی صحیح نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۶ میں ہے اذا قال هذا الماء لکم وقبضو الا ینتقض تیممهم. ثم ان اباحوا واحد البعینه ینتقض تیممه عندهما لا عنده لانه لما لم یملکوه لا یصح اباحتهم. ملخصاً۔

نماز کے اوقات کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں عصر کی نماز کو ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لینے کا حکم ہے؟
۲- وہ کون سی صورت ہے کہ مغرب کی نمازِ عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھنے کا حکم ہے؟
۳- کب مغرب کی نماز کے وقت میں پڑھنا گناہ ہے؟
۴- وہ کون سی نماز ہے جسے طلوع وغروب اور زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے؟
۵- دو نمازوں کو جمع کرنا کسی صورت میں جائز ہے؟
۶- فجر کی نماز کب اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے؟
۷- کن لوگوں کو فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) نماز کے اوقات کی پہیلیاں

۱- جب کہ حاجی میدانِ عرفات میں عرفہ کے دِن سلطان یا اس کے نائب کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھے تو عصر کی نماز کو ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لینے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۳ میں ہے صلی بهم الظهر والعصر باذان واقامتين في وقت الظهر۔ تلخيصًا
۲- جب کہ حاجی عرفہ کے دِن رات میں مزدلفہ پہنچے تو اس کو مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھنے کا حکم ہے (بہارِ شریعت جلد ۶ صفحہ ۹۶) اور فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۲۱۵ میں ہے اذا دخل وقت العشاء يؤذن المؤذن ويقيم فيصلي

الامام بهم صلٰوة المغرب فی وقت صلٰوة العشاء ۔

۳۔ عرفہ کے دِن مزدلفہ میں حاجیوں کو مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں پڑھنا گناہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۶ صفحہ ۹۶)

۴۔ نمازِ جنازہ طلوع وغروب اور زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے بلکہ تاخیر مکروہ ہے جب کہ جنازہ انہیں وقتوں میں لایا گیا۔ ہاں اگر پہلے سے تیار موجود ہو تو ان وقتوں میں نمازِ جنازہ بھی پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۹ میں ہے اذا وجبت صلٰوة الجنازة وسجدة التلاوة فی وقت مباح واخرتا الٰی هذا الوقت فانه لا یجوز قطعاً۔ امالو ویجتا فی هذا الوقت وادیتا فیه جاز لانها ادیت نا قصه کما وجبت کذا فی السراج الوهاج۔ وهٰکذا فی الکافی والنبیین لکن الافضل فی سجدة التلاوة تاخیر ها وفی صلٰوة الجنازة التخیر مکروه هکذا فی النبیین ۔

۵۔ دو نمازوں کو جمع کرنا یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھنا پھر اس کے ختم پر وقت عصر آ گیا تو اس کو پڑھنا اور اسی طرح مغرب وعشاء میں کرنا مریض ومسافر کو ضرورت جائز ہے۔ اسے جمع صوری اور جمع فعلی کہتے ہیں۔ لیکن جمع وقتی اور حقیقی جیسے کہ عرفات میں ظہر کے وقت عصر پڑھی جاتی ہے اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب پڑھی جاتی ہے اس طرح کسی اور صورت میں جائز نہیں۔ قدوری باب صلٰوۃ المسافر صفحہ ۳۸ پر ہے۔ الجمیع بین الصلاتین للمسافر یجوز فعلا ویجوز وقتا اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۲۵۵ میں ہے۔ ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر ومطرفان جمع فسد لو قدم الفرضین علی وقته وحرم لو عکس الالحاج بعرفة ومزدلفة ۔ اھ تلخیصًا

- مزدلفہ میں حاجیوں کو فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۱ میں ہے۔ الاسفار بالفجر افضل الا بمزدلفة للحاج ۔

عورتوں کو فجر کی نماز ہمیشہ اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

(درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۲۴۵، بہارِ شریعت حصہ سوم ص ۱۹)

اذان کی پہیلیاں

۱۔ وہ کون لوگ ہیں کہ فرض نماز جماعت سے پڑھیں تو ان کو اذان واقامت کہنا مکروہ ہے؟

۲۔ وہ کون سی نمازیں ہیں کہ جماعت سے پڑھی جاتی ہے مگر ان کے لیے اذان واقامت نہیں؟

۳۔ کب دو فرض نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے؟

۴۔ کب دو فرض نمازوں کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے؟

۵۔ نماز کی وہ کون سی اذان ہے کہ جس کا جواب دینا ضروری نہیں؟

❀❀❀❀

(جوابات) اذان کی پہیلیاں

۱۔ وہ معذور لوگ ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں ہے اگر وہ لوگ شہر میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں تو ان کو اذان واقامت کہنا مکروہ ہے جیسا کہ غنیۃ صفحہ ۳۵۸ میں ہے ۔ ویستثنی من سنیتھما للجماعۃ جماعۃ المعذورین للظھر یوم الجمعۃ فی المصر فان اداء ہ بھما مکروہ روی ذلک عن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وکذا جماعۃ النساء وحدھن۔

۲۔ وہ عید بقر عید اور جنازہ کی نمازیں ہیں ان کے لیے اذان واقامت نہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل ص ۷۴ میں ہے لیس لغیر المکتوبۃ نحو الوتر صلٰوۃ العیدین وصلٰوۃ الجنازۃ واقامۃ ۔ ا ھ

۳- عرفہ کے دِن میدانِ عرفات میں ظہر وعصر کے دو فرض نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۳ میں ہے صلی بھم الظھر والعصر باذان واقامتین۔

۴- عرفہ کے دِن مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دو فرض نمازوں کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ صلی العشائین باذان واقامۃ۔

۵- نماز کی چند اذانیں سنے تو پہلی کا جواب دینا ضروری ہے۔ باقی اذانوں کا جواب ضروری نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

(درالمختار جلد اوّل صفحہ ۲۶۸، بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۶)

شرائط نماز کی پہیلیاں

۱- ایک شخص نے ہندوستان میں پچھم کی بجائے پورب منہ نماز پڑھی اور نماز ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۲- وہ کون سی صورت ہے کہ ایک شخص نے ہمارے ملک میں چاروں طرف نماز پڑھی اور صحیح ہوگئی؟
۳- وہ کون سی صورت ہے کہ نمازی نے جان بوجھ کر قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی اور اس کی نماز ہوگئی؟
۴- کس صورت میں قبلہ کی طرف سینہ پھیرنے پر نماز نہیں ٹوٹے گی؟
۵- کس صورت میں امام کی پیٹھ کی طرف مقتدی کو پیٹھ کرنا جائز ہے؟
۶- قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی مگر اِستقبال قبلہ نہیں پایا گیا اور نماز نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۷- کس صورت میں جس طرف بھی چاہے متوجہ ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے؟
۸- امام نے دوسری طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی اور مقتدیوں نے دوسری طرف مگر اقتداء صحیح ہوئی اور نماز سب کی ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۹- ایک درہم سے زائد بدن پر نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہے مگر اسی حالت میں نماز پڑھ لی اور نماز ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۰- کس صورت میں نجاست لگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) شرائط نماز کی پہیلیاں

۱- اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص کسی طرح سمت قبلہ کو شناخت نہ کر سکا اور نہ وہاں کوئی آدمی تھا کہ جس سے وہ معلوم کرتا تو اس نے تحری کی یعنی غور وفکر کیا جدھر قبلہ ہونے پر دِل جما اسی طرف اس نے نماز پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ اس نے پورب نماز پڑھی تو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں کہ اس حالت میں پورب منہ نماز اس کی ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ۵۹ میں ہے۔ ان اشتھبت علیہ القبلۃ ولیس بحضرتہ من بسئلہ عنھا اجتھد وصلی کذا فی الھدایۃ فان علم انہ اخطأ بعد ما صلی لا یعدھا۔

۲- وہ صورت یہ ہے کہ اس شخص پر قبلہ مشتبہ ہوگی اور کسی طرح قبلہ کی سمت وہ معلوم نہ کر سکا تو جس طرف اس کا دِل جما اس طرف اس نے نماز شروع کردی تھوڑی دیر بعد اس کی رائے بدل گئی تو رفوراً دوسری طرف گھوم گیا اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کی رائے بدلتی رہی اور فوراً گھومتا رہا یہاں تک کہ اس نے چاروں طرف نماز پڑھی اس کے باوجود نماز صحیح ہوگئی۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۹۱ میں ہے ان علم بہ فی صلاتہ اوتحول رایہ استدار وبنی حتیٰ لوصلی کل رکعۃ لجھۃ جاز۔

۳- نفل نماز مسافر نے سواری پر جان بوجھ کر قبلہ کی طرف نہیں پڑھی بلکہ جس رُخ کو سواری جارہی تھی اسی طرح پڑھی تو اس صورت میں نماز ہوگئی کہ سفر میں نفل نماز کے لیے اِستقبالِ قبلہ شرط جیسا کہ ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۰ میں ہے من کان خارج المصر تنفلی علیٰ دابۃ الی ای جھۃ توجھت یرمی ایماء لحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی علی حمار وھو متوجہ الیٰ خیبر یومی ایماء۔

۴- نمازی کو حدث کا گمان ہوتو اس نے قبلہ کی طرف سینہ پھیر لیا پھر اسے اپنے گمان کی غلطی ظاہر ہوئی اس صورت میں اگر مسجد سے خارج نہ ہوا تو سینہ پھیرنے پر نماز نہیں ٹوٹے گی۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۲۱ میں ہے لو ظن حدثۃ فاستدبر القبلۃ ثم علم عدمہ ان قبل خروجہ من المسجد لا تفسد۔

۵- جب کہ کعبہ شریف کے اندر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو امام کی پیٹھ کی طرف مقتدی کو پیٹھ کرنا جائز ہے جیسا کہ قدوری باب الصلوٰۃ فی الکعبہ میں ان صلی الامام فیھا بجماعۃ فجعل بعضھم ظھرہ الیٰ ظھر الامام جاز ۔

۶- جب کہ نماز قبلہ مشتبہ ہو جائے تو جہت تحری قبلہ ہے اس صورت میں بغیر تحری اگرچہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی مگر استقبال قبلہ نہیں پایا گیا اور نماز نہیں ہوئی جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ۱۳۸ میں ہے۔ ان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب لان قبلۃ جھۃ تحریہ ولم توجد ۔

۷- جب کہ کعبہ شریف کی عمارت کے اندر یا اس کی چھت پر نماز پڑھے تو جس طرف بھی چاہے متوجہ ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۵۹ میں ہے لو صلی فی جوف الکعبۃ او علی سطحھا جاز الیٰ ای جھۃ توجھہ ھکذا فی المحیط ۔

۸- کچھ لوگوں پر قبلہ مشتبہ وہ انہوں نے اندھیری رات میں جماعت سے نماز پڑھی تو ہر ایک نے تحری کی اور جہت تحری کو اپنا قبلہ بنایا لیکن کسی نے یہ نہیں جانا کہ امام کس طرف متوجہ ہوا۔ ہاں ہر ایک نے اتنا جانا کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے تو اس صورت میں امام نے دوسری طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی اور مقتدیوں نے دوسری طرف مگر اقتداء صحیح ہوئی اور نماز سب کی ہوگئی جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۳۸ میں ہے۔ صلی قوم فی لیلۃ مظلمۃ بالجماعۃ وتحرو القبلۃ وتوجہ کل واحد الیٰ جھۃ تحریہ ولم یعلم احد ان الامام الی ای جھۃ توجہ لکن یعلم کل واحد ان الامام لیس خلفہ جازت صلاتھم ۔

۹- بدن پر ایک درہم سے زائد نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہے مگر ایسی کوئی چیز نہیں پاتا ہے کہ جس سے نجاست دور کرے تو اسی حالت میں نماز پڑھنے سے ہو جائے گی۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۷ میں ہے عادم مزیل النجس صلی معہ ولم یعد ۔

۱۰- جب کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو اور نجاست دور کرنے کے لیے پانی وغیرہ نہ ہو اور نہ دوسرا کپڑا ہو تو اس صورت میں ننگے نماز پڑھنے سے نجاست لگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۳۷ میں ہے۔ ان صلی عاریا وربع ثوبہ طاھر لم یجز وفی اقل من ربعہ الافضل صلاتہ فیہ ۔

صفۃ الصلوٰۃ کی پہیلیاں

۱- قیام پر قدرت کے باوجود فرض نماز کو بھی بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲- وہ کون سی صورت ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بھی بیٹھ جانا واجب ہے؟

۳- ایک مقتدی کو مغرب کی نماز میں چودہ بار تشہد یعنی التحیات پڑھنا پڑا اس کی کیا صورت ہے؟

۴- چار رکعت کی نماز میں بغیر کسی سہو کے چار بار التحیات پڑھنا پڑے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۵- فرض نماز میں فرض کی نیت کرنے کے باوجود فرض نماز نہیں ہو گی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۶- وہ کون سی صورت ہے کہ نمازی سلام پھیرنے کے باوجود نماز سے باہر نہیں ہوتا؟

۷- وہ کون سے نمازی ہیں کہ ان کو سلام نہیں پھیرنا ہے؟

۸- جس وقت کی نیت سے نماز پڑھی اس کے بجائے دوسرے وقت کی نماز ہو گی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۹- رکوع وسجود اور قیام پر قدرت کے باوجود فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۱۰- پنج وقتی نماز اور عیدین وجمعہ میں کب آخری صف میں شامل ہونا افضل ہے؟

۱۱- وہ کون سی چار رکعت والی نماز ہے کہ جس کی تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھنے کا حکم ہے؟

۱۲- کس رکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے؟

۱۳- نماز میں ثناء و تعوذ اور تسمیہ پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- کس شخص کو رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) صفۃ الصلوٰۃ کی پہیلیاں

۱- جب کہ نماز کے پاس کپڑا وغیرہ نہ ہو کہ جس سے بدن چھپا سکے تو ننگے نماز پڑھنے کی صورت میں قیام پر قدرت رکھنے کے باوجود فرض نماز کو بھی بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۵۵ میں ہے من لم یجد ثوبا صلی قاعدا یئومی بالرکوع والسجود اوقائما برکوع وسجود والاول افضل ،ھکذا فی الکافی ۔

۲- صرف مقتدی قعدہ اولیٰ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے تو امام کی متابعت کے لیے اس پر بیٹھ جانا واجب ہے نوافل میں بھی جب تک کہ تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے کہ نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے۔ مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۲۵۳ میں ہے۔ اذا سھا المقتدی فحکمہ کالمتنفل اذا قام یعود ولو استتم قائما اور در مختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۹۹ میں ہے اما النفل فیعود مالم یقید بالسجدۃ ۔

۳- ایک مقتدی کو مغرب کی نماز میں چودہ بار تشہد پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی نے قعدۂ اولی میں امام کو پا کر پہلی بار تشہد پڑھا پھر امام کے ساتھ اس کی تیسری رکعت پر دوسری بار تشہد پڑھا اور امام پر سجدۂ سہو واجب تھا تو سجدۂ سہو کے بعد امام کے ساتھ تیسری بار تشہد پڑھا۔ پھر امام کو یاد آیا کہ نماز میں آیت سجدۂ تلاوت کی ہے اور سجدۂ

نہیں کیا ہے تو سجدۂ تلاوت کے بعد پھر چوتھی بار امام کے ساتھ تشہد پڑھ کر سجدۂ تلاوت قعدۂ اخیرہ کو ختم کر دیتا ہے پھر امام نے سجدۂ سہو دوبارہ کرنے کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرا تو مقتدی کو پانچویں بار امام کے ساتھ تشہد پڑھنا اس لیے کہ سجدۂ تلاوت کے سبب امام کا پہلا سجدہ سہو بیکار ہو گیا تھا۔

اب مقتدی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا تو اپنی دوسری رکعت کے قعدہ میں چھٹی بار تشہد پڑھا۔ پھر اپنی تیسری رکعت میں ساتویں بار تشہد پڑھا اور اسے بھی کوئی واجب بھی بھول کر چھوٹ گیا تھا تو سجدۂ سہو کے بعد آٹھویں بار تشہد پڑھا۔ اس کے بعد اسے بھی سجدۂ تلاوت یاد آیا تو سجدۂ تلاوت کے بعد نویں بار تشہد پڑھا اور چونکہ سجدۂ تلاوت کے سبب سہو بیکار ہو گیا اس لیے سجدۂ سہو کے بعد دسویں بار تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔ (ردالمحتار جلد اوّل ص ۳۱۳) اور در مختار کے مختصر الفاظ یہ ہیں۔ قد یتکرر عشرا کمن ادرك الامام فی تشهدی المغرب وعلیه سهو فسجد معه وتشهد ثم تذکر سجود تلاوة فسجد معه وتشهد ثم سجد لنسهو وتشهد معه ثم قضی الرکعتین بتشهدین ووقع له کذلك ۔

اور جب مقتدی امام کے ساتھ پانچویں بار تشہد پڑھ چکا اگر اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ ہم نے نماز کی کسی رکعت کا ایک ہی سجدہ کیا ہے تو نماز کا چھوٹا ہوا سجدہ کرنے کے بعد امام کے ساتھ مقتدی کو چھٹی بار تشہد پڑھنا پڑا اور نماز کے سجدہ نے چونکہ پھر سجدۂ سہو کو باطل کر دیا اس لیے امام نے پھر تیسری بارہ سجدۂ سہو کرنے کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرا تو مقتدی کو امام کے ساتھ کل سات بار تشہد پڑھنا پڑا اور اگر مقتدی کو بھی اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کے پڑھنے میں اسی قسم کا معاملہ پیش آیا یعنی اس سے بھی نماز کا سجدۂ بھول کر چھوٹ گیا تو مقتدی کو تین رکعت کی نماز میں کل چودہ مرتبہ تشہد پڑھنا پڑے گا جیسا کہ در مختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۱۳ میں ہے: مثل التلاوية تذکرة الصلبية فلو فرضنا تذکرها ایضا لهما زید اربع اخر ۔

۴۔ اگر چار رکعت کی نماز میں مقیم نے ایک رکعت ہو جانے کے بعد مسافر امام کی اقتداء کی تو اس صورت میں بغیر سہو کے اسے چار بار التحیات پڑھنا پڑھے گا۔ ایک بار امام کے

ساتھ پھر ان دونوں رکعتوں پر کہ جیسے وہ بغیر قرأت پڑھے گا اور چوتھی بار آخری رکعت میں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۳۹۵)

۵- فرض نماز میں اگر فرض کی نیت کرے گا مگر یہ نہ جانے کہ فرض کسے کہتے ہیں تو فرض نماز نہیں ہو گی جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ''اگر کوئی شخص نماز فرض میں فرض کی نیت تو کرے مگر یہ نہ جانے کہ فرض کسے کہتے ہیں نماز نہ ہو گی کہ صلوٰۃ فریضہ میں نیت فرض بھی ضروری تھی جب وہ معنی فرض سے غافل ہے تو لفظ فرض کا خیال ہوا نہ نیت فرض کی کہ فرض تھی فی الاشباہ عن العنایۃ انہ ینوی الفریضۃ فی الفرض الخ ثم نقل عن القنیۃ ینوی الفرض ولا یعلم معناہ لا یجزیہ ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ٦٧٦)

٦- جس پر سجدۂ سہو واجب ہو مگر سہو ہونا یاد نہ ہو تو اس صورت میں سلام پھیرنے کے باوجود نماز کے باہر نہیں ہوتا بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلے لہٰذا جب تک کہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدۂ سہو کرے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۰۳ میں ہے سلام من علیہ سجود سھو یخرجہ من الصلوٰۃ خروجا موقوفا ان سجدااد الیھا والالا ۔

۷- امام تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد ٹھٹھا مار کر ہنسا، یا قصداً وضو توڑ دیا تو اِن صورتوں میں اس کی مقتدیوں کو سلام نہیں پھیرنا ہے جیسا کہ شامی جلد اوّل صفحہ ۴۱۱ میں ہے لو قھقہ امامھم او احدث عمدا فانھم یقومون بلا سلام اور جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ٦۵ میں ہے۔ لو ان الامام تھقھہ بعد ما قعد قدر التشھد او احدث متعمدا فان القوم یذھبون من غیر سلام ۔

۸- اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے تہجد کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی تو اس صورت میں تہجد کی نیت سے پڑھی ہوئی نماز اس کے بجائے فجر کی دو رکعت سنت ہو گئی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۲ میں ہے۔ لو صلی رکعتین علی ظن انھا تھجد لظن بقاء اللیل فتبین بعد طلوع الفجر کانت عن السنۃ علی الصحیح ۔

۹- کشتی یا جہاز میں سر چکرانے کے خوف سے رکوع وسجود اور قیام پر قدرت کا باوجود فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں جوز صلوٰۃ الفرض فی السفینة قاعداً مع القدرة علی القیام لخوف دوران الراس ۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۷۹)

۱۰- جب کہ یہ جانتا ہو کہ آگے کی صف میں شامل ہو گا تو رکعت چھوٹ جائے گی تو اس صورت میں آخری صف میں شامل ہونا افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اذا ادرك الامام راکعا فشروعه لتحصیل الرکعة فی الصف الاخیر افضل من وصل الصف الاول مع فوتها ۔
(الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۸)

۱۱- فرض اور ظہر وجمعہ کے پہلے چار رکعت والی سنت کے علاوہ ہر چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۵۴ اور فتاوٰی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۶۹ میں ہے۔ لا یصلی علی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فی القعدة الاولی فی الاربع قبل الظهر والجمعة ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة منها وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلوٰة ۔

۱۲- نماز عیدین کی آخری رکعتوں کے رکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے جیسا کہ مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۱۳۷ میں ہے۔ تکبیرة الرکوع فی ثانیة ای الرکعة الثنیة من العیدین ۔

۱۳- جب کہ وقت ختم ہونے سے نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ثناء وتعوذ اور تسمیہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ پورا درود شریف بھی نہ پڑھے صرف اللّٰھم صل علی سیدنا محمد پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر اتنی بھی گنجائش نہ ہو تو صرف تشہد پڑھکر سلام پھیر دے۔ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۸۱ میں ہے اذا ضاق الوقت یترك السنة اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۶۲ میں ہے۔ لو ضاق الوقت عن سنن

الطهارة والصلوۃ ترکھا وجوبا ۔

۱۴۔ جو شخص عیدین کی نماز میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام رکوع میں ہے اور وہ حالت قیام میں تکبیرات زوائد کہہ کر امام کو رکوع میں نہیں پا سکتا ہے تو اس شخص کو بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم ہے ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۰۸ میں ہے اور نور الانوار صفحہ ۳۹ میں ہے۔ من ادرک الامام فی صلوۃ العید فی الرکوع وفاتت عنه الکتبیرات الواجبة فانه یکبر فی الرکوع عندنا من غیر رفع ید ۔

قرأت کی پہیلیاں

۱۔ اِمام کو عشاء کی آخری رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنے کا حکم ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۔ وہ کون سی صورت ہے کہ فرض کی چاروں رکعتوں میں قرأت فرض ہے؟

۳۔ وہ کون سا نمازی ہے کہ جس کو پنج وقتی نماز میں الحمد شریف پڑھنا حرام ہے؟

۴۔ وہ کون سی آیتیں ہیں کہ جن کو بعض نمازوں میں پڑھنا مکروہ ہے؟

۵۔ کس نماز میں کم قرأت کرنا زیادہ قرأت کرنے سے افضل ہے؟

۶۔ جہری نماز میں آیت قرأت کی مگر نہ سجدۂ سہو واجب ہو اور نہ اعادہ۔ اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

۷۔ فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت پوری پڑھی دوسری رکعت میں بھی اسی صورت کے پڑھنے کا حکم ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) قرأت کی پہیلیاں

۱۔ اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا ہو تو اس صورت میں عشاء کی آخری دو رکعتوں میں بھی امام کو سورۂ فاتحہ اور سورت بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۴۹ میں ہے۔ ان ترك سورة اولى العشاء قرأها بعد فاتحة اخريبه وجهر بهما ان امر ۔

۲۔ فرض کے چاروں رکعتوں میں قرأت کے فرض ہونے کی صورت یہ ہے کہ دو رکعت

فرض نماز پڑھانے کے بعد امام کا وضو ٹوٹ گیا تو اس نے باقی نماز پڑھانے کے لیے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جس کی دو رکعتیں چھوٹ گئی تھیں اور اشارہ کیا کہ میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت بھول گیا تو اس صورت میں خلیفہ پر چار رکعتوں میں قرأت کرنا فرض ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۳۰۰ میں ہے۔ قد تفرض القراء ة في جميع ركعات الفرض الرباعي كما لو استخلف مسبوقا بركعتين واشارله انه لم يقرأ في الاولیين۔

۳۔ مقتدی کو الحمد شریف پڑھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۴۷)

۴۔ سجدہ کی آیتیں عیدین و جمعہ اور ہر وہ نماز کی جن میں قرأت آیات کی جاتی ہے امام کو پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ غنیۃ صفحہ ۴۷۳ میں ہے: يكره للامام ان يقرأ ايه السجدة في صلٰوة يخافت فيها وكذا في نحو الجمعة والعيد لا نه ان ترك السجود لها فقد ترك واجبا وان سجد يشتبه على المقتديين الا ان تكون السجدة في اٰخر السورة اور قريبا منه بحيث نؤدى بركوع الصلٰوة او سجودها ۔

۵۔ فجر کی دو رکعت سنت میں کم قرأت کرنا زیادہ قرأت کرنے سے افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: تقليل القرء ة في سنة الفجر افضل من تطويلها ۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت میں قل یایها الکفرون اور قل هو الله احد پڑھتے تھے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ ابویعلیٰ)
اور مغرب کی نماز میں زیادہ قرأت کرنے سے کم قرأت کرنا افضل ہے۔
(درمختار بہارِ شریعت وغیرہ)

۶۔ منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے نے جہری نماز میں آیات قرأت کی تو نہ سجدہ واجب ہوا اور نہ اعادہ۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم ص ۵۴ بحوالہ درمختار)

۷۔ جب کہ پہلی رکعت میں پوری قل اعوذ برب الناس پڑھی۔ یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی رکعت والی سورت شروع کر دی۔ یا دوسری رکعت یاد نہیں آتی تو اِن صورتوں میں دوسری رکعت میں بھی اُسی سورت کے پڑھنے کا حکم ہے۔
(بہارِ شریعت حصہ سوم ۱۰۰ بحوالہ ردالمحتار)

امامت واقتداء کی پہیلیاں

۱۔ ایک امام نے ایک وقت کی ادا فرض کو تین مسجدوں میں پڑھایا اور سب مقتدیوں کی فرض نماز ہوگئی۔اس کی صورت کیا ہے؟

۲۔ جماعت سے نماز پڑھی گئی امام اور مقتدی سب لوگوں کی نماز مکمل طور پر ہوگئی پھر امام نے کون ایسا کام کیا کہ صرف اس کو نماز دوبارہ پڑھنی پڑی؟

۳۔ امام نے دونوں طرف سلام پھیر دیا۔اس کے بعد کسی نے امام کی اقتداء کی اور اقتداء صحیح ہوگئی۔اس کی صورت کیا ہے؟

۴۔ نماز کی وہ کون سی جماعت ہے کہ جس میں نیا آنے والا مقتدی نہیں شریک ہوسکتا؟

۵۔ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز کے لیے کھڑا ہو جانا جائز ہے۔اس کی صورت کیا ہے؟

۶۔ مقتدی نماز کی حالت میں تھا۔امام نے اسے آگے نہیں بڑھایا مگر اس کے باوجود مقتدی امام بن گیا اور امام مقتدی ہوگیا۔اس کی صورت کیا ہے؟

۷۔ کب تین مقتدی نہ ہوں تو جماعت نہیں ہوسکتی؟

❀❀❀❀

(جوابات) امامت واقتدا کی پہیلیاں

۱۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دیہات کے ایک امام نے گاؤں کی مسجد میں لوگوں کو ظہر نماز کی ادا فرض پڑھائی پھر وہ شہر میں جمعہ کی نماز پڑھنے کی نیت سے چلا تو اس کی فرض نماز ظہر کی باطل ہوگئی۔راستہ میں کسی نے اس کو بتایا کہ شہر میں جمعہ کی نماز ہوگئی تو اس

نے گاؤں کی دوسری مسجد میں لوگوں کو پھر ظہر نماز کی ادا فرض پڑھائی اور جب شہر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی ہے تو وہ جمعہ پڑھنے کے لیے چلا تو پھر اس کی فرض نماز ظہر کی باطل ہوگئی اور جب جمعہ پڑھنے کے لیے امام کے پیچھے کھڑا ہو تو جمعہ کے امام کا پہلی رکعت میں وضو ٹوٹ گیا تو اس نے اسی دیہات کے رہنے والے امام کو خلیفہ بنایا۔ اس نے سب کو نماز جمعہ پڑھائی اس طرح تینوں مسجد کے مقتدیوں کی فرض نماز ایک ہی امام کے پیچھے ہوئی جیسا کہ غنیۃ صفحہ ۵۷۶ میں ہے۔ فی العتابیہ الامام القروی اذا ام الناس فی القریۃ ثم سعی الی المصر للجمعۃ فاخبرہ رجل فی الطریق ان الامام قد فرغ من الصلٰوۃ قام فی الطهير ثانیا بقوم اخرین ثم لما قدم المصر وجد الامام فی الجمعۃ فدخل معه فاحدث الامام وقدمه فصلی الجمعۃ جازت صلٰوۃ الاقوام کلهم۔ فهذا رجل ام فی الصلٰوۃ فی وقت ثلث مرات وقد جاز الکل ۔

۲۔ نماز مکمل طور پر ہو جانے کے بعد امام مرتد ہو گیا۔ (العیاذ باللہ تعالٰی) اور اسی نماز کے وقت میں پھر مسلمان ہو گیا تو صرف امام کو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۴۹ میں ہے لو ارتد الامام والعیاذ باللہ تعالٰی ثم اسلم فی الوقت یلزمه الاعادۃ دون القوم۔

۳۔ امام پر سجدۂ سہو واجب تھا مگر سہو ہونا اسے یاد نہ رہا اور اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ پھر کوئی فعل منافی نماز کرنے سے پہلے اسے یاد آیا اور اس نے سجدۂ سہو کر لیا تو اس صورت میں امام کے دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد اگر کسی نے امام کی اقتداء کی تو اقتداء صحیح ہوگئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۰۳ میں ہے۔ سلام من علیه سجود سهو یخرجه من الصلٰوۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیها والا لا وعلی فیصح الاقتداء به ۔

۴۔ فرض چھوٹنے کے علاوہ اگر کسی دوسرے سبب سے جماعت دوبارہ ہو رہی تو اس جماعت میں نیا آنے والا مقتدی نہیں شریک ہوسکتا۔ اعلٰی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ ”نماز اگر ترک فرض کے سبب دہرائی جائے تو

نیا شخص پاک ہو سکتا ہے ورنہ نہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۳۱۰)

۵- جب کہ جانتا ہو کے امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہونے میں نماز فجر جمعہ یا عیدین کا وقت نکل جائے گا تو اس صورت میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو جانا جائز ہے مراقی الفلاح کی عبادت یسن انتظار المسبوق فراغ الامام لوجوب المتابعة کے تحت حضرت علامہ سیّد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: فان قام قبلة کره تحریما وقد یباح له القیام نصروة کما لوخشی ان انتظره یخرج وقت الفجر والجمعة او العید ۔ (طحطاوی صفحہ ۱۵۰)

۶- امام صرف ایک مقتدی مرد کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ امام کو حدث لاحق ہو گیا اور اس نے بعد وضو بنا کیا تو اس صورت میں اگرچہ امام نے مقتدی کو آگے نہیں بڑھایا مگر وہ امام بن گیا اور امام مقتدی ہو گی۔ بشرطیکہ مقتدی اس کا امام بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۴۱۲)

۷- جمعہ میں تین مرد مقتدی نہ ہوں تو جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی اور نہ اس کی جماعت۔ درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۵۴۵ پر شرائط جمعہ میں سے ہے۔ والسادس الجماعة واقلها ثلاثه رجال سوی الامام۔ تلخیصًا ۔

مفسدات نماز کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں امین کہنے سے نماز ٹوٹ جائے گی؟

۲- آیتِ کریمہ پڑھنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳- وہ کون سی نماز ہے کہ جس کے سبب پڑھی ہوئی نمازیں پھر سے پڑھنی پڑیں گی؟

۴- فرض نماز پڑھنے کے بعد نمازی نے کون سا ایسا کام کیا کہ اس کی پڑھی ہوئی فرض نماز بے کار ہو گئی؟

۵- ایک شخص نے نماز پڑھی اور حقیقت میں نماز کے سارے شرائط و فرائض پائے گئے، مگر اس کے باوجود اس شخص کی نماز بالکل نہیں ہوئی اس کی کیا صورت ہے؟

۶- کس صورت میں امام کے ساتھ سلام پھیرنے سے نماز جاتی رہے گی؟

۷- کپڑا پاک و صاف ہے مگر اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸- کس صورت میں کھنکھارنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

۹- کس صورت میں کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے؟

۱۰- کس صورت میں لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

۱۱- کس صورت میں الحمد للّٰہ کہنے سے نماز جاتی رہتی ہے؟

۱۲- کس طرح سجدہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی؟

۱۳- کس طرح سجدہ کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟

۱۴- کس صورت میں عینک لگا کر نماز پڑھنا جائز نہیں؟

۱۵- کس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے مقتدی کی نماز نہیں ہوتی؟

۱۶- کس طرح اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنے سے نماز نہیں ہوتی؟

۱۷- کس قسم کی دُعا پڑھنے سے نماز خراب ہوتی ہے؟

۱۸- کس طرح اللہ اکبر کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

۱۹- کس صورت میں درود شریف پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

۲۰- وہ کون سی صورت ہے کہ مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا تو اس کی نماز بیکار ہوگئی؟

۲۱- حالتِ نماز میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا مگر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۲- امام نے سجدہ کیا تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۳- وہ کون سی صورت ہے کہ نمازی نے چار رکعت فرض کی نیت باندھی اور دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ سہو کرنے کے باوجود اس کی فرض نماز نہیں ہوتی؟

۲۴- دو شخص آواز کے ساتھ اس طرح روئے کہ حروف پیدا ہوئے جس کے سبب ایک کی نماز فاسد ہوگئی اور دوسرے کی نہیں فاسد ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۵- زید قرأت کرتے ہوئے رک گیا آگے نہیں پڑھ سکا تو نماز پڑھانے کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنایا اس کی نماز ہو گئی اور بکر نے ایسا ہونے پر دوسرے کو خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۶- امام نے غلط پڑھا اور مقتدی نے لقمہ صحیح دیا اور اس کے باوجود مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی اور جب امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۷- کس طرح کلام کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی؟

۲۸- نماز کے اندر ہاں کہا اور نماز نہیں فاسد ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۹- وہ کون سی صورت ہے کہ امام کو قعدہ اولیٰ کے کرنے کا خیال نہ رہا مگر مقتدی لقمہ دے گا تو اس کی نماز برباد ہو جائے گی اور جب امام لقمہ لے لے گا تو امام اور مقتدی سب کی نماز خراب ہو جائے گی۔

۳۰- وہ کون سی باجماعت نماز ہے کہ عورت اس میں مرد کے محاذی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگرچہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو۔

۳۱- وہ کون سا مقتدی ہے کہ جس کی اقتداء کے سبب امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی؟

۳۲- ایک شخص وضو مکمل غسل اور کپڑے وغیرہ کی طہارت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا مگر اس نے پانی دیکھا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۳- قرآن کی آیتِ کریمہ پڑھی مگر کسی کے جواب میں یا غلط لقمہ دینے کے لیے نہیں پڑھی۔ اس کے باوجود نماز فاسد ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) مفسدات نماز کی پہیلیاں

۱- نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو دوسرے نے یرحمک اللہ اس پر چھینکنے والے نے آمین کہا: تو اس صورت میں آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ غنیۃ صفحہ ۴۱۷ میں ہے۔ لو عطس رجل فی الصلٰوۃ فقال لہ اخر یرحمك اللّٰہ فقال المصلی العاطس امین تفسد صلا تہ ۔

۲- کسی نے پوچھا تیرے پاس کیا کیا مال ہیں؟ تو نماز پڑھنے والے نے جواب دیا میں یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ۔ یعنی گھوڑے خچر اور گدھے (پ ۱۴ ع ۷)۔ یا کسی نے پوچھا آپ کہاں سے آئے؟ تو جواب میں اس نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ۔ یعنی بہت سے کنوئیں جو بیکار پڑے ہیں اور بہت سے محل جو کچ کیے ہوئے ہیں (پ ۱۷ ع ۱۳) تو اس طرح ان آیات کے پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۱۷ میں ہے۔ یفسدھا ما کل قصد بہ الجواب کان قیل ما مالك فقال الخیل و ابغال والحمیر۔ او من این جئت فقال وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ۔

۳- صاحبِ ترتیب نے اگر قضا نماز کے یاد ہونے اور وقت میں گنجائش ہونے کے باوجود قضا نہیں پڑھی اور وقتی نمازیں پڑھتا رہا پھر پانچویں نماز پڑھنے سے پہلے قضا پڑھ لی تو

اس نماز کے سبب قضا کے بعد پڑھی ہوئی نمازیں پھر سے پڑھنی پڑیں گی۔ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۱ میں ہے۔ ولو فاتته صلٰوة ولو وترا فكلما صلى بعدها وقتية وهو ذاكر لتلك الفائة فسدت تلك الوقتية فسادا موقوفا علٰى قضاء تلك الفائة فان قضا ها قبل ان يصلى بعدها اخمس صلٰوات صار الفسادباتا وانقلبت الصلٰوات التى صلاها قبل قضا المقضية نفلا ۔

۴۔ شہر میں کسی نے جمعہ کی نماز ہونے سے پہلے بلا عذر شرعی ظہر کی فرض نماز پڑھ لی تو اگرچہ وہ گنہگار ہوا مگر اس کی نماز ہو گئی جیسا کہ غنیّۃ صفحہ ۵۲۱ میں ہے من صلى الظهر يوم الجمعة قبل صلٰوة الامام الجمعة ولا عذر له صحت ظهره عندنا وان كان عاصيا ثم اذذا بداً له ان يصلى الجمعة بعد ذلك فتوجه اليها قبل الفراغ منها بطلت ظهره التى صلاها بمجرد السعى سواء ادرك الجمعة اولم يدرك عند ابى حنيفة رضى اللّٰه تعالٰى عنه ۔

۵۔ نمازی نے یہ گمان کیا کہ فلاں شرط نہیں پائی جا رہی ہے اور اسی حالت میں اس نے نماز پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ شرط پائی جا رہی تھی تو اس صورت میں اس کی نماز بالکل نہ ہوئی جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ سوئم صفحہ میں ہے "کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا نماز نہ ہوئی اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۲۹۳ میں ہے۔ لو صلى وعند انه محدث او ان ثوبه نجس او ان الوقت لم يدخل فبان بخلاف ذلك لا يجزيه فى ذلك كله لان عنده ان ما فعله غير جائز اھ۔

۶۔ مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں وہ اگر امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرے تو اس کی نماز جاتی رہے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۴)

۷۔ چرایا ہوا کپڑا یا دھوبی وغیرہ کے یہاں بدلا ہوا کپڑا اگرچہ پاک وصاف مگر اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

۸۔ کھنکھارنے میں جب کہ دو حرف ظاہر ہوں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے بشرطیکہ کوئی عذر ہو اور نہ کوئی صحیح غرض۔ لہٰذا اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے

لیے ہو جیسے آواز صاف کرنے کے لیے امام سے کوئی غلطی ہوگئی ہے اس کے لیے کھنکھارتا ہے کہ درست کر لے یا اس لیے کھنکھارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۱۵ باب ما یفسید الصلٰوۃ ہے التحخ بحرفین بلا عذر اما به فان نشأ من طبعه فلا اور بلا عرض صحیح فلو لتحسین صوته او لیهتدی امامه او للاعام انه فی الصلٰوۃ فلا فساد علٰی الصحیح ۔

۹- ایک رُکن میں تین بار کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ یعنی اس طرح کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہٹایا اسی طرح تین بار کیا اور اگر مرتبہ ہاتھ رکھ کر گئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجلانا کہا جائے گا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۹۷ میں ہے اذا حك ثلاثا فی رکن واحد تفسبد صلٰوته هذا اذا رفع یده فی کل مرة امام اذالم یرفع فی کل مرة فلا تفسد کذا فی الخلاصة ۔

۱۰- غلط لقمہ دینے سے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام نے ایسا لقمہ لے لیا تو امام کی اور اس کے ساتھ سب کی نماز خراب ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۱۳)

۱۱- خوشی کی خبر سن کر الحمد للّٰه کہنے سے نماز جاتی رہتی ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۹۳ میں ہے اخبر بما یسره فحمد اللّٰه تعالٰی وار ادبه جوابه تفسد صلٰوته اھ تلخیصًا ۔

۱۲- اس طرح سجدہ کرنا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہیں نماز نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ سجدہ میں کم از کم پاؤں کی ایک اُنگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۵۵۶) اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۰۰ میں ہے۔ وضع اصبع واحدة منهما شرط ۔

۱۳- سجدہ کرنے میں اگر ہر پاؤں کی تین تین اُنگلیوں کو پیٹ زمین سے نہیں لگا۔ یا ناک ہڈی تک نہ دبی تو ان صورتوں میں نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۵۵۶، بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۱)

۱۴- اگر عینک کا فریم سونا چاندی کا ہو یا اس کے سبب سجدہ میں ناک ہڈی تک نہ دبتی ہو تو ان صورتوں میں عینک لگا کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۶۶۵' جلد سوم صفحہ ۴۶۷ و بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۷)

۱۵- مقتدی نے اگر تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر کو امام سے پہلے ختم کر دیا تو نماز نہیں ہوگی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔ لو قال اللہ مع الامام واکبر قبلہ لم یصح فی الاصح ا ھ تلخیصًا ۔

۱۶- اگر بطور تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کر دی تو اس طرح اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنے سے نماز نہیں ہوتی ہے۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۷ پر ہے اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۲۳ میں ہے لو اراد بتکبیرہ التعجب او متابعۃ المؤذن لم یصر شارعا ۔

۱۷- ایسی دُعا کہ جس کا سوال بندوں سے کیا جا سکتا ہے مثلاً اللّٰھم اطعمنی یا اللّٰھم زوجنی تو اس قسم کی دُعا پڑھنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۵۰ میں ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۹۴ میں ہے۔ لو دُعا بما لا یستحیل سؤالہ من العباد مثل قولہ اللّٰھم اطعمنی اواقض دینی اور زوجنی فانہ یفسد ۔

۱۸- لفظ اللہ کو آللہ یا اکبر کو آکبار کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے بلکہ ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہنا کفر ہے۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۷ میں ہے اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۲۳ میں ہے اذ مداحذ الھمزتین مفسدو تعمدہ کفر وکذا الباء فی الاصح ۔

۱۹- کسی سے حضور ﷺ کا مبارک نام سنے تو اس کے جواب میں درود شریف پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۹۳ میں ہے۔ ان سمع اسم النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فقال جوابا لہ تفسد صلٰوتہ ۔

۲۰- امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے سے مسبوق کی نماز کے بیکار ہونے کی صورت یہ ہے کہ امام پر سجدۂ سہو واجب تھا مگر اسے سہو ہونا یاد نہ تھا اور اس لیے نماز ختم کرنے کی نیت

سے دونوں طرف سلام پھیر دیا اب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس نے سجدہ بھی کر لیا اس کے بعد امام کو سہو ہونا یاد آیا اور ابھی تک اس نے کلام وغیرہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا تھا تو اس نے سجدۂ سہو کیا اور مسبوق اپنی نماز چھوڑ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شریک ہو گیا تو اس کی نماز بیکار ہو گئی جیسا کہ نور الایصاح ومراقی الفلاح باب ما یفسد الصلوٰۃ میں ہے یفسدها متابعة الامام فی سجود السهو لمسبوق اذا تاکد انفراده بان قام بعد سلام الامام رقید رکعة بسجدة فتذکر الامام سجود سهوفتابعه فسدت صلوٰته ا ھ ملخصاً ۔

۲۱- اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص جو نماز میں نہیں تھا اس نے آیت سجدۂ پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو ایک نمازی نے اس سے آیت سجدۂ سنی اور تلاوت کرنے والے کے ساتھ بہ نیت اتباع سجدہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔

(بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ٦٦ بحوالہ غنیۃ وعالمگیری)

۲۲- امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا مگر اس نے سجدہ کیا اور سب مقتدی نے اس کی اتباع کی تو مسبوق یعنی جن لوگوں کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی تھیں ان مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ٦٣٤ میں ہے کہ "اگر سجدۂ سہو میں مسبوق اتباع امام کرے بعد کو معلوم ہو کہ یہ سجدۂ بے سبب تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور طحطاوی علی مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۲۵۳ میں ہے لو تابعه المسبوق ثم تبین ان لا سهو علیه ان علم ان لا سهو ع‍ؔ امامه فسدت وان لم یعلم انه لم یکن علیه فلا تفسد وهو المختار کذا فی المحیط ۔

۲۳- مسافر جس کو دو رکعت پڑھنا ضروری تھا اس نے چار رکعت فرض کی نیت باندھی اور دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ سہو کرنے کے باوجود اس کی فرض نماز نہیں ہوئی۔ جوہر نیزہ جلد اوّل صفحہ ٨٦ میں ہے۔ ان صلی اربعا ولم یقعد فی الثانیة قدر التشهد بطلت صلوٰته ا ھ تلخیصًا ۔

۲۴- ایک شخص درد اور مصیبت کی وجہ سے رویا اس کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرا جنت یا جہنم

کے ذکر سے رویا اس لیے اس کی نماز نہیں فاسد ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۹۴ میں ہے۔ لو بکی فارتفع بکاء ہ فحصل له حروف فان کان من ذکر الجنة او النار فصلٰوته تامة وان کان من وجع او مصیبة فسدت صلٰوت ۔

۲۵- زید بقدر واجب قرأت نہیں کر سکا تھا اس حال میں دوسرے کو خلیفہ بنایا تو اس کی نماز ہو گی اور بکر نے سورۂ فاتحہ اور تین چھوٹی آیت کی مقدار پڑھنے کے بعد خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی ایسا ہی شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔

۲۶- جب کہ مقتدی نے دِیوار وغیرہ پر لکھے ہوئے قرآن کو دیکھ کر لقمہ دیا تو اس صورت میں صحیح لقمہ دینے کے باوجود اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسا لقمہ امام نے لیا تو سب کی نماز خراب ہو جائے گی جیسا کہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۴ میں ہے لو فتح المقتدی امامه اخذا عن المصحف تفسد صلٰوته وصلٰوة الامام ایضا ان اخذ فتحه ا ھ۔

۲۷- سر یا ہاتھ کے کا اشارہ سے کلام کرنے پر نماز نہیں ٹوٹتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۳۳ پر ہے لا باس بتکلم المصلی واجابته براسه کما لو طلب منه شیء اواری درهما وقیل اجید فاومأ وما بنعم اولا۔ او قیل کم صلیتم فاشار بیده انهم صلوا رکعتین ۔

۲۸- امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور زُبان سے ہاں نکلا تو اس صورت میں نماز نہیں فاسد ہو گی اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا تو نماز جاتی رہے گی۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۵۰)

۲۹- جب کہ امام کو سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد قعدہ اولیٰ کے لیے مقتدی لقمہ دے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اس لیے کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بیٹھنا گناہ ہے اور گناہ کرنے کے لیے لقمہ دینے سے نماز برباد ہو جاتی ہے۔ پھر امام اگر مقتدی کے لقمہ دینے سے بیٹھ جائے گا تو کسی کی نماز نہیں ہو گی اس لیے کہ امام اس مقتدی کے بتانے سے لوٹا جو نماز سے خارج ہو گیا تو امام کی نماز باطل ہو جائے گی اور امام کی نماز

باطل ہونے کے سبب مقتدیوں کی نماز بھی خراب ہو جائے گی۔ (۱) درمختار شامی جلد اوّل صفحہ ۵۰۰ میں ہے ان استقام قائما لا یعود فلوعاد الٰی القعود تفسد و قیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا وھو الاشبه کما حققه الکمال وھو الحق بحر اھ ملخصا ۔ شامی میں ہے: قوله لکنه یکون مسیئا ای ویاثم کما فی الفتح ۔

۳۰- وہ نمازِ جنازہ ہے کہ جس میں عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہو گی اگرچہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۶ میں ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۵۳ میں ہے۔ تفسد صلٰوۃ الجنازۃ بما تفسد به سائر الصلٰوات الا محاذاۃ المرأۃ کذا فی الزاھدی ۔

۳۱- قاری یعنی جو ما یجوز به الصلٰوۃ قرأت کرتا ہے اگر وہ اقتدار کرے امی کی یعنی جو ما یجوز ۃ الصلٰوۃ قرأت نہیں کرتا تو ایسے مقتدی کی اقتدار کے سبب امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۸ پر ہے۔ اقتدی قاری بامی فصلاتھما فاسدۃ ۔

۳۲- وہ شخص تیمّم کرنے والے امام کی اقتدار میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس صورت میں جب اس نے پانی دیکھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۵ میں ہے ای مصل متوضئی اذا رأی الماء فسدت صلٰوته؟ فقل المقتدی بامام متیمم اذا راٰہ دون امامه ۔

۳۳- نماز میں ایسا حدث لاحق ہوا جس سے بنا کر سکتا تھا مگر مسجد سے نکلتے ہوئے اس نے قرآن کی تلاوت کی تو اس صورت میں اگرچہ اس نے کسی کے جواب میں یا غلط لقمہ دینے کے لیے آیتِ کریمہ نہیں پڑھی مگر اس کے باوجود نماز فاسد ہو گئی اب بنا نہیں کر سکتا الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۸۴ میں ہے ای مصل تفسد صلٰوته بقرأۃ القراٰن؟ فقل من سبقة الحدث فقرأ فی ذھابه ۔

مسجد کی پہیلیاں

۱- ایک مسلمان نے اپنی زمین میں مسجد بنائی اسے وقف کیا اور اپنی ملک سے الگ بھی کیا اس کے باوجود مسجد نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲- کافر نے اپنے مال سے مسجد بنائی اور شرعاً وہ مسجد ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳- ایک مسجد بنائی گئی جس میں کئی سال تک نمازیں پڑھی گئیں پھر اس مسجد کو کرایہ کا مکان بنانا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۴- کس صورت میں مسجد کے اندر بچوں کو پڑھانا جائز نہیں؟

۵- کس شخص کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں؟

۶- وہ کون سا تیل ہے جسے مسجد میں جلانا حرام ہے؟

۷- داخل مسجد وہ کون سی جگہ ہے کہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

۸- مسجد میں خرید وفروخت جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) مسجد کی پہیلیاں

۱- اگر مسجد میں ایسی جگہ بنائی کہ وہ آباد نہیں ہو سکتی اور نہ وہ مسجد کام میں آئے گی تو وقف کرنے کے باوجود وہ مسجد نہ ہوئی جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "جب کہ یہ صحیح ہو کہ وہ جگہ آباد نہیں ہو سکتی اور مسجد کام میں بھی نہیں آئے گی تو وہ مسجد نہ ہوئی"۔ عالمگیری میں ہے: رجل بنی مسجدا فی مفازة حیث لا یسکنها احد وقل ما یمر به انسان لم یصر مسجد العدم

الحاجة الٰی صیروته مسجدا کذا فی الغرائب ۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۲۸)

۲۔ مسجد منہدم ہو گئی تھی اسے کافر نے اپنے مال سے بنایا تو شرعاً وہ مسجد ہے جیسا کہ فتاوٰی رِضویہ جلد ششم صفحہ میں ہے لو انہدم مسجد فاعادہ بناء ہ کافر بمالہ یخرج عن المسجدیة ۔

۳۔ جب کہ متولی نے ایسے مکان کو مسجد بنایا جو مسجد کے نام وقف تھا اگر چہ اس میں کئی سال تک نمازیں پڑھی گئیں اس مسجد کو کرایہ کا مکان بنانا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ دہم صفحہ ۷۷) اور فتاوٰی عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۳۵۶ میں ہے۔ متولی مسجد جعل منزلا موقوفا علی المسجد مسجدا وصلی الناس فیه سنین ثم ترك الناس الصلٰوة فیه فاعید منزلا مستقلا جاز لا نه لم یصح جعل المتولی ایاہ مسجد کذا فی الواقعات لحسامیة ۔

۴۔ جب کہ بچے نا سمجھ ہوں خصوصاً اگر پڑھانے والا اُجرت لے کر پڑھاتا ہو تو اس صورت میں اور بھی زیادہ ناجائز ہے۔ (فتاوٰی رِضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۴۶) اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۷۰ میں ہے: تکبرہ الصناعة فیه من خیاطة وکتابة باجرو تعلیم صبیان باجر لا بغیرہ ۔

۵۔ معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز نہیں جیسا کہ درمختار احکام المسجد میں ہے یکرہ اکل ونوم الاالمعتکف وغریب ملخصاً ۔ لہٰذا جب کھانے پینے اور سونے کا اِرادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد کھا پی سکتا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۴۴ میں ہے۔ اذا اراد ذلك ینبغی ان ینوی الاعتکافق فیدخل ویذکر اللّٰہ تعالٰی بقدر ما لوی او یصلی ثم یفعل ما شاء ۔ فتاوٰی ہندیہ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "بعضوں نے صرف معتکف کا استثناء کیا اور یہی راجح ہے لہٰذا غریب الوطن بھی نیت اعتکاف کر لے کہ خلاف سے بچے۔ (بہارِ شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)

۶۔ مٹی کا تیل مسجد میں جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بو بالکل دور کر دی جائے تو جائز ہے۔ (فتاوٰی رِضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۸)

۷- جس جگہ کو اپنے لیے خاص کر لیا ہو مسجد کی اس جگہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ای مکان فی المسجد تکرہ الصلوٰۃ فیہ ؟ فقل ماعینہ لصلوٰتہ دون غیرہ ۔

۸- جب کہ خرید و فروخت بقصد تجارت نہ ہو بلکہ اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے ہو تو اس طرح معتکف کو مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے (بہارِ شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۵۲) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۳۴ میں ہے خص المعتکف بالکل وشرب ونوم وعقد احتاج الیہ لنفسہ اوعیالہ فلو لتجارۃ کرہ ۔

دُعائے قنوت کی پہیلیاں

۱- کس شخص کو وتر کی نماز میں دُعائے قنوت پڑھنا منع ہے؟
۲- کس صورت میں دُعائے قنوت کی تکبیر کے لیے ہاتھ اُٹھانا منع ہے؟
۳- وتر کی دو رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۴- کب وتر کی تین رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنا کا حکم ہے؟
۵- فجر کی نماز میں دُعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) دُعائے قنوت کی پہیلیاں

۱- جو شخص کہ وتر کی جماعت میں تیسری رکعت کی رکوع میں شامل ہوا اس شخص کو دُعائے قنوت پڑھنا منع ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳ میں ہے۔ اذا درکہ فی الرکعة الثالثة فی الرکوع ولم یقنت معه لم یقنت فیما یضی کذا فی المحیط۔

۲- جب کہ نماز وتر قضا ہو گئی اور لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو تو اس صورت میں دُعائے قنوت کی تکبیر کے لیے ہاتھ اُٹھانا منع ہے۔ (بہارِ شریعت جلد چہارم صفحہ ۷) اور ردالمحتار جلد اوّل باب الوتر صفحہ ۴۴۷ میں ہے۔ رافعا یدیه لو فی الوقت اما فی القضاء عند الناس فلا یرفع حتی لا یطلع احد علی تقصیره اھ ملخصاً۔

۳- جب کہ وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس صورت میں وتر کی دو رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے ایک اسی رکعت میں اور ایک قعدہ کے بعد والی

رکعت میں جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۸ میں ہے کہ "وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے" اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔ لوشك فى الوتر وهو قائم انها ثانية ام ثالثة يتم تلك الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلى ركعة اخرى ويقنت فيها ايضا هو المختار هكذا فى الخلاصة ۔

۴- جب کہ وتر میں پڑھنے والے کو شبہ ہوا کہ وہ پہلی رکعت کے قیام میں ہے کہ دوسری یا تیسری رکعت کے تو اس صورت میں جس رکعت میں وہ ہے اس میں بھی ہے دُعائے قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے اور کھڑا ہو کہ دو رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے اور ہر ایک میں دُعائے قنوت بھی پڑھے۔ اس طرح وتر کی تین رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۴ میں ہے۔ لو شك انه فى الاولى او الثانية او الثالثة فان يقنت فى الركعة التى هو فيها ثم يقوم فيصلى ركعتين بقعدتين ويقنت فيهما۔ وفى قول اخر لا يقنت فى الكل اصلا والاول اصح ۔

۵- جب کہ بہت بڑا کوئی حادثہ پیش آئے تو اِس صورت میں فجر کی نماز میں بھی دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔ (درمختار ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۵۱، بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷)

سجدۂ سہو کی پہیلیاں

۱۔ کن صورتوں میں سجدۂ سہو دوبارہ کرنے کا حکم ہے؟

۲۔ وہ کون سا واجب ہے کہ جس کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو نہیں؟

۳۔ وہ کون سی صورت ہے کہ نماز کا واجب ترک ہوا مگر اس کے باوجود سجدۂ سہو نہیں؟

۴۔ نماز میں قرآنِ مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اس کی کیا صورت ہے؟

۵۔ نماز میں تشہد پڑھنے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۶۔ کس صورت میں رکوع کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

۷۔ ایک رکعت میں دوبار سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸۔ قعدہ میں الحمد شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں واجب ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) سجدۂ سہو کی پہیلیاں

۱۔ قعدہ واخیر میں سجدۂ سہو کرنے کے بعد دو رکعت اور ملادی۔ یا مسافر نے سجدۂ سہو کرنے کے بعد ختم نماز سے پہلے اقامت کی نیت کر لی۔ یا نماز کا کوئی سجدہ چھوٹ گیا تھا۔ یا سجدۂ تلاوت رہ گیا تھا جنہیں سجدۂ سہو کرنے کے بعد ادا کیا تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو کے دوبارہ کرنے کا حکم ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۰۳ میں ہے اذاصلی رکعتین فرضا او نفلا وسها فیهما فسجد له بعد السلام ثم اراد بناء

شفع علیه لم یکن له ذلك البناء ای یکره له تحریما لئلا یبطل سجوده بلا ضرورة بخلاف المسافر اذانوی الاقامة لانه لو لم یبن بطلت ولو فعل ما لیس له من البناء صح بناء ه لبقاء التحریمة ویعید هو والمسافر سجود السهو علیٰ المختار اور شامی جلد اوّل صفحہ ۳۱۳ میں ہے۔ مثل التلاوية تذکر الصلبية ای فی ابطال القعدة قبلها واعادة سجود السهو ۔

۲- قرآنِ مجید کی سورتوں ڑھنے میں ترتیب واجب ہے مگر اس کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو نہیں اس لیے کہ وہ واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں ہے ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۳۰۷ میں ہے: یجب الترتیب فی سور القراٰن فلو قرأ منکو سا اثم لکن لا یلزمه سجود السهو لان ذلك من واجبات القرا ء ة لامن واجبات الصلوٰة کما ذکره فی البحر باب السهو ۔

۳- جمعہ اور عیدین کی نماز میں واجب ترک ہوا اور جماعت کثیر ہے تو سجدۂ سہو نہیں اور مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہوا مثلاً قعدہ اولی میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ دیا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۲۰ میں ہے۔ لا یسجد لسهو فی العیدین والجمعة لئلا یقع الناس فی فتنة کذا فی المضمرات نا قلا عن المحیط اور جوہرہ نیزہ جلد اوّل صفحہ ۷۶ میں ہے ۔ ان سها المؤتم لم لبزم الامام ولا المؤتم السجود ۔

۴- غیر قیام میں قرآنِ مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۳ میں ہے ''قعدہ رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے'' اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۸ میں ہے لو قرأ القراٰن هنا (ای فی التشهد) او فی الرکوع یلزمه السهو ۔

۵- حالتِ قیام میں تشہد پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ (ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۸)

۶- بقدر واجب قرأت کرنے سے پہلے رکوع کرنے پر سجدۂ سہو واجب ہو گا اور قرأت پوری کرنے کے بعد اس رکوع کا دوبارہ کرنا فرض ہے اگر نہیں کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۱۹ میں ہے لو قدم الرکوع علیٰ القراء

لزمه السجود لكن لا يتعد بالركوع فيفرض اعاده بعد القرأة كذا فی البحر الرائق ۔

۷۔ الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یوں ہی فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۰) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۱۸ میں ہےلو کررها فی الاوّلین يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو اعادها بعد السورة اور كرها فی الاخرين كذا فی التبيين ۔

۸۔ اگر قعدہ اخیر میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر الحمد شریف پڑھ دیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں واجب ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری اوّل صفحہ ۱۱۹ میں ہے من التشهد وقرأ الفاتحة سهو فلا سهو عليه كذا روی عن ابی حنيفة رحمة الله تعالیٰ عليه فی الواقعات الناطفية ۔اھ ملخصا ۔

سجدۂ تلاوت کی پہیلیاں

۱- نہ آیت سجدہ پڑھی اور نہ سنی مگر سجدہ تلاوت واجب۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۲- حافظ نے تراویح میں پورے قرآن کی تلاوت کی اور کبھی سجدہ تلاوت نہ کیا مگر اس پر ایک بھی سجدہ تلاوت واجب نہ رہا اس کی کیا صورت ہے؟
۳- وہ کون سی صورت ہے کہ آیت سجدہ تلاوت کرنے والے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں؟
۴- سجدہ تلاوت واجب ہوا مگر ادا نہیں کیا اور گنہگار بھی نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۵- امام سے آیت سجدہ سننے کے باوجود سجدہ تلاوت ادا کرنا واجب نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۶- آیت سجدہ پڑھی پھر مجلس بدل کر اسی آیت کو دوبارہ پڑھی مگر ایک ہی سجدہ واجب ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۷- وہ کون شخص ہے کہ جس نے آیت سجدہ سنی مگر اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا؟

❀❀❀❀

(جوابات) سجدہ تلاوت کی پہیلیاں

۱- امام نے آیت سجدہ پڑھی تو اِس صورت میں اگرچہ مقتدی نے آیت سجدہ نہ پڑھی اور نہ سنی مگر امام کے ساتھ اس پر بھی سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ میں ہے۔ اذا تلا الامام آیة السجدة سجدها وسجدها الماموم معه سواء سمعها منه ام لا ۔
۲- اس کی صورت کیا ہے کہ سجدہ کی آیتوں کو پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی

آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھی اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہوادا ہو گیا۔ اب اس کے ذمہ سجدہ تلاوت واجب نہیں رہا۔ (بہار شریعت حصہ چہارم ص ۶۹)

اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۵۴ میں ہے "سجدہ نماز جب فی الفور کیا جائے تو اس سے سجدہ تلاوت خود بخود ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ ہو فی ردالمحتار (جلد اوّل ص ۵۱۹) لو رکع وسجدہ للصلوٰۃ فوراً ناب سجود المقتدی عن سجود التلاوۃ بلانیۃ تبعا لسجود امامہ لما مر انفا انھا تؤدی بسجود التلاوۃ فوراً وان لم ینو ۔ بلکہ ہمارے ہمارے علماء بحالت کثرت جماعت یا اخفاء قرأت اسی طریقہ کو مطلقاً افضل ٹھہرتے ہیں کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کے رکوع وسجود کر لے تا کہ تلاوت کے لیے جدا سجدہ کی حاجت نہ پڑے جس کے باعث جہال کو اکثر التباس ہو جاتا ہے مراقی الفلاح (مع طحطاوی صفحہ ۲۶۴) میں ہے۔ ینبغی ذلك للامام مع کثرۃ القوم او حال المخافتہ حتّٰی لا یؤدی الی التخلیط ۔ اھ ملخصاً۔

۳- مقتدی نے آیت سجدہ تلاوت کی تو اِس صورت میں اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں یہاں تک کہ امام اور ساتھ کے مقتدیوں نے سنا تو ان پر بھی واجب نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۴ میں ہے: ان تلا الماموم لم یلزم الامام والا المؤتم السجود لا فی الصلوٰۃ ولا بعد الفراغ منھا کذا فی السراج الوھاج اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۷ میں ہے: لا تجب من المؤتم لو کان السامع فی صلوتہ ای صلوٰۃ المؤتم بخلاف الخارج ۔

۴- عورت نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور ابھی سجدہ تلاوت نہیں کیا کہ حیض آ گیا تو اس صورت میں سجدہ تلاوت واجب ہوا مگر ادا نہیں کیا اور گنہگار بھی نہیں جیسا کہ شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۷ میں ہے: اذا قرأت ایۃ السجدۃ ولم تسجد لا حتّٰی حاضت سقطت لان الحیض ینافی وجوبھا ابتداء فکذا بقاء ۔

۵- جب کہ امام سے آیت سجدہ سنی پھر امام کے سجدہ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں جماعت کے اندر شامل ہوا تو اس صورت میں امام سے آیت سجدہ سننے کے باوجود سجدہ

تلاوت کرنا واجب نہیں۔ لیکن اگر دوسری رکعت میں شامل ہوگا تو نماز سے فارغ ہوکر سجدہ تلاوت کرے گا' جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۴ میں ہے سمع من امام فدخل فی صلٰوۃ الامام بعد ما سجدھا الامام لا یسجدھا وھذا اذا ادرکه فی آخر تلك الرکعة اما اذا ادرکه فی الرکعة الاخری یسجدھا بعد الفراغ کذا فی الکافی ۔ اھ ملخصاً ۔

۶- آیتِ سجدہ تلاوت کی پھر نماز شروع کی جس سے مجلس بدل گئی اور نماز میں اسی آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھی تو مجلس بدلنے کے باوجود اس صورت میں صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ص ۱۹۲ میں ہے۔ تلاھا شرع فی الصلٰوۃ واعادھا کفته سجدۃ لان غیر الصلاتیة صارت تبعاً للصلاتیة وان لم یتحد المجلس ۔ اھ ملخصاً ۔

۷- حائضہ نے آیت سجدہ سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶ میں ہے فی الصغرٰی الحائض اذا سمعت آیة السجدۃ لا سجدۃ علیها کذا فی التتار خانیة ۔

نماز مسافر کی پہیلیاں

۱- جس مقام پر اقامت کی نیت کرنا صحیح ہے مسافر نے وہاں اقامت کی نیت کی مگر اس پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲- وہ کون سی صورت ہے کہ مسافر ایک شہر میں کئی مہینہ ٹھہرا مگر اس پر چار رکعت والی نماز کو دو ہی پڑھنا واجب رہا؟

۳- وہ صورت کیا ہے کہ ایک مسلمان ساری دُنیا میں گھوم آیا مگر اس پر نماز کا قصر کرنا واجب نہ ہوا؟

۴- وہ کون سا حاجی ہے کہ مکہ شریف میں پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت سے حاضر ہوا اس کے باوجود نماز کا قصر کرنا واجب رہا؟

۵- وہ کون لوگ ہیں کہ ایک جگہ اُنہوں نے پندرہ دِن قیام کی نیت کی مگر اس کے باوجود وہ مسافر ہی رہے۔ چار رکعت والی فرض ان کو دو ہی پڑھنا پڑے گا؟

۶- کس صورت میں شرعی مسافر کو چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟

۷- وہ کون سی آبادی ہے کہ مسافر اس میں پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت سے نہیں داخل ہوا اس کے باوجود اس پر چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟

۸- کس صورت میں مسافر مقیم کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا؟

۹- مسافر نے مقیم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی مگر چار رکعت پڑھنا اس پر لازم نہیں ہوا اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

- کس صورت میں مسافر کے پیچھے مقیم کی نماز نہیں ہوگی؟

وہ کون سی چار رکعت والی نماز ہے جسے مسافر کو قصر کرنا منع ہے؟

۱۲- شرعی مسافر کو مقیم کی اقتداء کے بغیر حالت سفر میں چار رکعت والی فرض کی چار ہی پڑھنا ضروری ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۳- ایک مسافر ایسے پانچ شہر میں داخل ہوا کہ جن کے درمیان سو سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے مگر مسافر نے کسی جگہ پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی اس کے لیے باوجود وہ ہر شہر میں مقیم رہا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- مسافر ایک شہر میں پندرہ دِن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے داخل ہوا کہ جہاں اس کا وطن اصلی نہیں ہے پھر پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت کے بغیر وہ مقیم ہو گیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۵- مسافر اپنے شہر میں داخل ہوا مگر اس پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت فرض پڑھنا واجب رہا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) نماز مسافر کی پہیلیاں

۱- مسافر نے مسافر کی اقتداء کی پھر اسے حدث لاحق ہوا تو وہ وضو بنانے کے لیے گیا کسی سے کلام نہیں کیا اور اقامت کی نیت کر لی پھر واجب واپس ہوا تو امام نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اس صورت میں اقامت کی نیت کے باوجود بنا کرنے میں مسافر پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا جیسا کہ نور الانوار صفحہ ۳۶ میں ہے۔ مسافر اقتدی بمسافر ثم احدث فذهب الی مصره للتوضی او نوی الاقمة فی موضعها ثم جاء حتّٰی فرغ الامام ولم یتکلم وشرع فی اتمام الصلٰوة فلایتم اربعابل یصلی رکعتین ۔

۲- اس کی صورت یہ ہے کہ مسافر کسی کام کے لیے تیرہ چودہ روز کی نیت سے کسی شہر میں ٹھہرا۔ مگر اِتنے روز میں کام نہ ہوا تو پھر بارہ تیرہ روز کی نیت سے ٹھہر اور پھر اِتنے روز میں کام نہ ہوا تو پھر تیرہ چودہ روز کی نیت سے ٹھہرا۔ اس طرح کئی مہینہ بلکہ کئی برسیں گزر جائیں جب بھی اس پر چار رکعت والی فرض نماز کو دو ہی پڑھنا واجب رہے

گا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۳۱ میں ہے: لو بقی فی المصر سنین علٰی عزم انه اذا قضی حاجت یخرج ولم ینو الاقامة خمسة عشر یوما قصر کذا فی التهذیب۔

۳۔ وہ مسلمان گھر سے یہ اِرادہ کر کے نکلا کہ ۹۲ کلومیٹر سے کم کی راہ مثلاً ۷۵ کلومیٹر پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے پھر وہاں سے ۸۰ کلومیٹر کی دوری پر جانا ہے پھر وہاں ۸۵ کلومیٹر پر جا کے کچھ کرنا ہے اسی طرح وہ ساری دُنیا گھوم آیا مگر اس پر قصر کرنا واجب نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علی الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "اگر دو سو میل کے اِرادہ پر چلا مگر ٹکڑے کر کے یعنی بیس میل جا کر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس میل جاؤں گا وہاں سے پچیس میل وعلٰی ہذا القیاس مجموعہ دو سو میل تو وہ مسافر نہ ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۶۷)

۴۔ وہ ایسا حاجی جو مکہ شریف میں اس وقت حاضر ہوا کہ یوم الترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ پندرہ دِن سے کم رہ گیا تو پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت سے حاضر ہونے کے باوجود مقیم نہ ہوا بلکہ مسافر ہی رہا جیسا کہ بدائع الصنائع جلد اوّل میں ہے۔ ذکر فی کتاب المناسك ان الحاج اذا دخل مکة فی ایام اعلشر ونوی الاقامة خمسة عشر یوما او دخل قبل ایام العشر لکن بقی الٰی یوم الترویة اقل من خمسة عشر یوما ونوی الاقامة لا یصح لانه لا بدله من الخروج الٰی عرفات فلا تتحقق نیة اقامة خمسة عشر یوما فلا یصح۔

۵۔ اِسلامی لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال کر باغیوں کا محاصر کرے تو پندرہ دِن قیام کی نیت کے باوجود چار رکعت والی فرض اُس کو دو ہی پڑھنا پڑے گا۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۲۹ میں ہے: یصلی رکعتین عسکر حاصر اهل البغی فی داثار فی غیر مصر مع نیة الاقامة مدتها۔ اھ تلخیصًا۔

۱۔ مسافر جب کہ مقیم کی اقتداء کرے تو اس کو چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۴۳ میں ہے: ان اقتدی مسافر بمقیم اتم اربعا کذا ف...

۷- مسافر نے اپنے وطن اصلی میں پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی اس کے باوجود اس پر چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۱۴۳ میں ہے اذا دخل المسافر مصرہ اتم الصلٰوۃ وان لم ینوا الاقامۃ فیہ کذا فی الجوھرۃ النیرۃ ۔

۸- چار رکعت والی قضاء نماز مسافر مقیم کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا جیسا کہ درمختار میں ہے اما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم ولا بعدہ اور شامی جلد اوّل صفحہ ۵۳۱ میں ہے۔ قولہ لا بعد ای لا یصح اقتداء ہ بعد خروج الوقت لعدم تغیرہ لا نقضاء السبب وھذا اذا کانت فائۃ فی حق الامام والماموم ۔

۹- مسافر نے مسافر کی اقتداء کی تو امام کو حدث لاحق ہو گیا اس نے مقیم کو خلیفہ بنا دیا تو اس صورت میں مسافر نے مقیم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی مگر چار رکعت پڑھنا اس پر لازم نہیں ہوا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد میں اوّل مصری صفحہ ۹۱ میں ہے مسافر اقتدی بسمافر فاحدث الامام فاستکلف مقیما لم یلزم الماسفر الاتمام کذا فی محیط السرخسی ۔

۱۰- جب کہ مسافر نے چار رکعت پڑھا دی تو اس صورت میں مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو گی اگر چہ اس نے قعدہ اولیٰ کیا ہو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: "مسافر اگر بے نیت اقامت چار رکعت پوری پڑھے گا گنہگار ہو گا اور مقیمین کی نماز اس کے پیچھے باطل ہو جائے گی اگر دو رکعت اولیٰ کے بعد اس کی اقتداء باقی رکھیں گے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۶۹)

۱۱- وہ چار رکعت نماز سنت ہے جسے مسافر کو قصر کرنا منع ہے موقع ہو تو پوری چار رکعت پڑھے ورنہ سب معاف ہے۔ حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائے گی البتہ خوف اور روا روی کی حالت میں معاف ہیں (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷۸) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔ بعضھم جوزو اللمسافر ترك السنن والمختار انه لا یاتی بھا فی حال الکوف ویاتی بھا فی حال القرار والامن ھکذا فی الوجیز للکردری ۔

۱۲- مقیم ہونے کی حالت میں چار رکعت والی فرض نماز قضاء ہو گئی تو حالتِ سفر میں بھی اس

فرض کو چار رکعت ہی پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۱۳ میں ہے۔ يقضى مسافر في السفر مافاته في الحضر من الفرض الرباعي اربعا اھ۔

۱۳- ان شہروں میں سے ایک شہر میں تو اس کا ایسا وطن ہے کہ جہاں سے وہ ہجرت کا ارادہ نہیں رکھتا اور باقی چار شہروں میں اس کی چار بیویاں مستقل طور پر رہتی ہیں تو اس صورت میں ان پانچ شہروں میں داخل ہوا اور کسی جگہ اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی مگر اس کے باوجود وہ ہر شہر میں مقیم ہی رہا درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۳۳ میں ہے۔ الوطن الاصلي هو موطن ولادته او تاهله او توطنه اور بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۸۳ میں ہے۔ ''وہ شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہیں مقیم ہو جائے گا اور علامہ علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ ص ۵۰۵ پھر علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں: لو كان له اهل ببلدتين فايتهما دخلها صار مقيما ۔

۱۴- اس شہر میں مسافر نے ایسی عورت سے شادی کر لی جس کی سکونت وہاں مستقل ہے تو اس صورت میں پندرہ دِن ٹھہرنے کی نیت کیے بغیر وہ مقیم ہو گیا جیسا کہ حضرت صدر لشریعۃ علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دِن ٹھہرنے کا اِرادہ نہ ہو مقیم ہو گیا۔ (بہارِ شریعت جلد ۴ صفحہ ۸۳) اور غنیۃ صفحہ ۵۰۵ میں ہے لو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الاقامة به فقيل لا يصير مقيما وقيل يصير مقيما ولا الاوجه ۔

۱۵- مسافر نے مسافر کی اقتداء کی پھر اسے حدث ہو تو وہ اپنے شہر میں وضو بنانے کے لیے گیا۔ کسی سے کلام نہیں کیا اور جب واپس ہو تو امام نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اس صورت میں اپنے شہر میں داخل ہونے کے باوجود بنا کرنے میں مسافر پر اس نماز کا چار رکعت پوری کرنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا جیسا کہ رئیس الفقہاء حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: مسافر اقتدى بمسافر ثم احدث فذهب الى مصره للتوضى ثم جاء حتّٰى فرغ الامام ولم يتكلم وشرع في اتمام الصلوٰة فلا يتم اربعا بل يصلي ركعتين ۔ (نور الانوار ص ۳۱)

جمعہ کی پہیلیاں

۱- کن شہروں میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں؟
۲- دارلاسلام کے شہر کی وہ کون سی مسجد ہے جس میں جمعہ جائز نہیں؟
۳- کس صورت میں جمعہ کی نماز تنہا پڑھ کر پوری کرنے سے جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے؟
۴- جب کہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو اس حالت میں کون سی نماز پڑھنے کا حکم ہے؟

❀❀❀❀
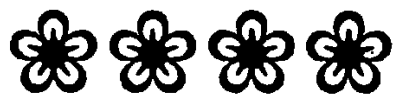
(جوابات) جمعہ کی پہیلیاں

۱- روس، فرانس، جرمن اور پرتگال وغیرہ کے شہروں میں جمعہ اور عیدین کی نماز جائز نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں "جہاں سلطنت اِسلامی کبھی نہ تھی نہ اب ہے وہ اِسلامی شہر نہیں ہو سکتے نہ وہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں اگرچہ وہاں کے کافر سلاطین شعائر اِسلام کو نہ روکتے ہوں۔ اگرچہ وہاں مساجد بکثرت ہوں اذان واقامت جماعت علی الاعلان ہوتی ہو اگرچہ عوام اپنے جہل کے باعث جمعہ وعیدین بلا مزاحمت ادا کرتے ہوں جیسے کہ روس، فرانس، جرمن اور پرتگال وغیرہ اکثر بلکہ شاید کل سلطنت ہائے یورپ کا یہی حال۔"
(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ

۲- دارالاسلام کے شہر کے قلعہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز جائز نہیں جب کہ قلعہ میں ...
وغیرہ ہونے کے سبب ہر مسلمان کو اس کی مسجد میں آنے کا اذن عام نہ ہو اور یہی حکم ہر کارخانے اور پولیس لائن کی مسجد کا ہے۔ اگر اس میں ہر مسلمان کو بلا روک ٹوک آنے

کی اجازت نہ ہو تو اس میں جمعہ جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۳۹ میں ہے۔ ان جماعة لو اجتمعوا فی الجامع واخلقوا ابواب المسجد علی انفسهم وجمعوا لم یجز ۔

۳۔ جب کہ پہلی رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد مقتدی لوگ چلے گئے ہوں تو اس صورت میں جمعہ کی نماز تنہا پڑھ کر پوری کرنے سے جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ میں ہے۔ ان نفروا بعد ما قید الرکعة بالسجدة صلی لجمعة عند علمائنا الثلاثة کذا فی المضمرات ۔

۴۔ جب کہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہے تو اس حالت میں صاحب ترتیب کو قضا نماز پڑھنے کا حکم ہے اور جو نماز کہ خطبہ کے پہلے شروع کر چکا ہے اسے جلد پوری کر لینے کا حکم ہے ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۸۷ میں ہے لو تذکر انه لم یصل الفجر یصلیها اولو کان الامام یخطلب اور درمختار شامی جلد اوّل صفحہ ۵۵۰ میں ہے لو خرج وهو فی السنة او بعد قیامه لثالثة النفل یتم فی الاصح ۔
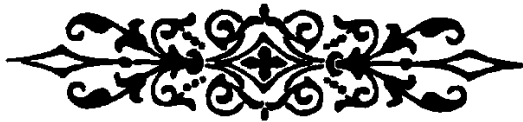
متفرقات نماز کی پہیلیاں

۱- کون سی نماز کس نبی نے سب سے پہلے پڑھی؟
۲- وضوٹوٹنے کے سبب فرض نماز باطل ہونے سے بچ جائے۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۳- ایک رکعت نماز مسجد میں پڑھی اور ایک رکعت نماز اپنے گھر جا کر پڑھی مگر نماز ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۴- سنت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۵- قعدہ اخیرہ کے علاوہ نماز میں کب درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟
۶- قعدہ اخیر کے علاوہ نماز میں کب درود شریف پڑھنا سنت ہے؟
۷- کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا واجب ہے؟
۸- کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہے؟
۹- کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے؟
۱۰- ظہر اور مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد کب نفل وسنت پڑھنا مکروہ ہے؟
۱۱- کس صورت میں ظہر کی دو رکعت سنت کو ظہر کی چار رکعت سنت سے پہلے پڑھنا افضل ہے؟
۱۲- وہ کون سی نماز ہے کہ اسے لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے؟
۱۳- عشاء کی نماز پڑھ کر سویا پھر بیدار ہونے پر اسی نماز کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۴- کس حالت میں تراویح جماعت سے پڑھنے کی اجازت نہیں؟
۱۵- ایک شخص پر نماز فرض ہوئی مگر اس نے نہیں پڑھی اور گنہگار بھی نہیں۔ اس کی صورت کیا

ہے؟

۱۶- کس نماز میں پچھلی صف افضل ہے؟

۱۷- وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کو عشاء کی فرض نماز چار رکعت پڑھنا گناہ ہے؟

۱۸- وہ کون سا نمازی ہے کہ جس سے چار رکعت فرض کا قعدہ اخیرہ چھوٹ گیا اور پانچویں کا سجدہ کرلیا مگر اس کا فرض باطل ہو کر نفل نہیں ہو؟

۱۹- ایک نماز قضا ہوئی جس کے سبب پانچ نمازوں کو پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۰- عشاء اور وتر کی نماز نہیں پڑھی تو کس صورت میں فجر کی نماز سے پہلے صرف وتر کی قضا پڑھنے کا حکم ہے؟

۲۱- وہ کون سی نفل نماز ہے کہ توڑ دینے سے اس کی قضا واجب نہیں؟

۲۲- نماز پڑھنے والے کو کس حالت میں نماز کا توڑ دینا ضروری ہے کہ اگر نہ توڑے تو گنہگار ہوگا؟

۲۳- کس صورت میں فرض نماز کو توڑ دینے کا حکم ہے؟

۲۴- دو آدمیوں کو ایک نمازی کے سامنے سے گزرنا ہے اور سترہ کے لیے کوئی چیز نہیں تو گزرنے کی صورت کیا ہے؟

۲۵- کس حالت میں نماز کے سامنے سے گزرنا جائز ہے؟

۲۶- وہ کون سے نمازی ہیں کہ ان کے سامنے گزرنا جائز ہے؟

۲۷- وہ کون سی نماز ہے کہ جس کا پڑھنا فرض عین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا حرام ہے؟

۲۸- وہ کون سی نماز ہے جو کسی عذر کے سبب فوت ہوگئی مگر اس کی قضا صرف دوسرے روز پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں پڑھی جائے گی؟

۲۹- وہ کون سی نماز ہے کہ اگر وہ چھوٹ جائے تو دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی اور دوسرے روز بھی نہ پڑھے تو تیسرے روز پڑھی جائے گی اور تیسرے روز کے بعد پھر اس کی قضا کبھی نہیں پڑھی جائے گی؟

۳۰- عید کی نماز پڑھنے کے لیے لوگ جمع ہوئے تو سورج گرہن لگ گیا اور جنازہ بھی آ گیا۔ تو ان تینوں میں سے کون سی نماز پہلے پڑھی جائے گی؟

۳۱- وتر اور تراویح کے وقت اگر چاند گرہن لگ جائے تو کون سی نماز پہلے پڑھنی چاہیے؟

۳۲- اپنے ماں باپ کی نماز اور روزے کا فدیہ دینا چاہتا ہے لیکن مال دار نہیں ہے تو اس کے لیے کون سی ترکیب اختیار کی جائے؟

۳۳- حیض ونفاس کے علاوہ نماز کے معاف ہونے کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) متفرقات نماز کی پہیلیاں

۱- سب سے پہلے فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام' ظہر کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام' عصر کی نماز حضرت سلیمان علیہ السلام' مغرب کی نماز حضرت یعقوب علیہ السلام اور عشاء کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور ص ۱۷۵)

نوٹ:- اس کے بارے میں چار قول ہیں لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس قول کو سب پر ترجیح ہے۔

۲- بھول سے فرض نماز کا قعدہ اخیرہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ جب سجدہ میں گیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اس صورت میں اگر چاہے تو وضو کرے پھر قعدہ کے بعد سجدہ سہو کر کے فرض نماز پوری کرے۔ اِس طرح وضو ٹوٹنے کے سبب فرض نماز باطل ہونے سے بچ جائے گی۔ اس لیے کہ اگر سجدہ میں وضو نہ ٹوٹتا سر اُٹھاتے ہی فرض نماز باطل ہو کر نفل ہو جاتی۔

ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ میں ہے۔ اذا سبقه الحدث فی السجود بنی عند محمد خلافا لابی یوسف ۔ اسی کے تحت فتح القدیر جلد اوّل صفحہ ۴۴۴ میں ہے۔ قوله فی السجود ای سجود الخامسة بنی ای علی الفرض ای بسبب ذلك الحدث

امکنه اصلاح فرضه بان یتوضا ویاتی فیقعد یتشهد ویسلم ویسجد لسهو لان الرفع حصل مع الحدث فلا یکون مکملا لسجدة لیفسد الفرض به ۔ اور عنایہ میں ہے۔قال فخر الاسلام المختار للفتوٰی قول محمد ۔

۳- کسی نے تنہا ایک رکعت نماز مسجد میں پڑھی پھر وضو ٹوٹ گیا اور قریب میں کہیں پانی نہ تھا تو اپنے گھر جا کر وضو بنایا پھر ایک رکعت وہاں پڑھی اور اس درمیان میں کسی سے کلام نہ کیا تو اس طرح ایک رکعت نماز مسجد میں اور ایک رکعت نماز اپنے گھر پڑھی مگر نماز ہو گئی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ من قاء او رعف فی صلٰوته فلینصرف ولیتوضا ولیبن علٰی صلٰوته مالم یتکلم

(شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۵۹)

۴- جب کہ جانتا ہو کہ سنت پڑھنے سے فرض نماز قضا ہو جائے گی تو اس صورت میں سنت پڑھنا جائز نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۱ میں ہے۔ اذا اضاف الوقت یترك السنة ویؤدی الفرض حذرا عن التفویت ۔

۵- قعدہ اخیرہ کے علاوہ نماز میں دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

(ردالمحتار جلد ا صفحہ ۳۴۸)

۶- قعد اخیرہ کے علاوہ نمازِ جنازہ میں بھی دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری وغیرہ)

۷- مرد کو حالت اِحرام میں ننگے سر نماز پڑھنا واجب ہے۔ (کتب عامہ)

۸- خشوع و خضوع کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۶۷)

۹- جب کہ نماز کی تحقیق مقصود ہو مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشنا چیز نہیں کہ جس کے لیے ٹوپی پہنی جائے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے۔

(درمختار ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۱، بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۶۷)

۱۰- عرفات میں جب کہ ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں اس صورت میں ظہر اور مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۳، بحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۳۵۳)

۱۱- جب کہ ظہر کی چار رکعت سنت کو فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو اس صورت میں ظہر کی دو رکعت سنت کو ظہر کی چار رکعت سنت سے پہلے پڑھنا افضل ہے۔ لان سنة الظهر القبلية فاتت عن وقتها فلا حاجة فی قضائها الٰی ان یغیر وقت السنة البعدية ویشهد له ماروی الترمذی عن عائشة رضی اللّٰه تعالٰی عنها انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم اذا فاتته الاربع قبل الظهر فقضلنا بعد الرکعتين هکذا فی عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية جلد ص ۱۸۰)

۱۲- قضاء نماز کا لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے اس لیے کہ نماز کا ترک کرنا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۵ میں ہے۔ اظهار المعصية معصية۔

۱۳- نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور اسے رات میں احتلام ہوا تو بیدار ہونے پر اسے عشاء کی نماز دوبارہ پڑھنا فرض ہے اور اگر لڑکی احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۱۳ میں ہے۔ صبی صلی العشاء ثم نام واحتلم وانتبه قبل طلوع الفجر یقضی العشاء۔

۱۴- اگر سب لوگ عشاء کی جماعت میں ترک کر دیں تو اس حالت میں تراویح جماعت سے پڑھنے کی اجازت نہیں جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۹ میں ہے۔ لو ترکوا الجماعة لیس لهم ان یصلو التراويح بجماعة۔ اور درمختار میں ہے۔ لو ترکو الجماعة فی الفرض لم یصلو التراويح جماعة۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد اوّل ص ۴۷۵ میں ہے۔ لان جماعتها تبع لجماعة الفرض فانها لم تقم الابجماعة الفرض فلوا قیمت بجماعة وحدها کانت مخالفة للوارد فیها فلم تکن مشروعة۔

۱۵- عورت پر ابتداء وقت میں نماز فرض ہوئی مگر اس نے نہیں پڑھی یہاں تک کہ آخری وقت میں وہ نفاس یا حیض میں مبتلا ہو گئی تو اس صورت میں وہ گنہگار نہیں جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۶ میں ہے۔ اذا حاضت فی الوقت او نفست سقط

فرضه بقي من الوقت ما يمكن ان تصلي فيه اولا كذا في الذخيرة۔

۱۶- نمازِ جنازہ میں پچھلی صف افضل ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''صلوٰۃ مطلقہ میں سب سے افضل صف اوّل ہے اور نمازِ جنازہ میں سب سے افضل صف اخیر'' (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۰)

۱۷- وہ مسلمان شرعی مسافر ہے کہ جو ۹۲ کلومیٹر کی راہ تک جانے کے اِرادہ سے اپنی بستی سے باہر ہوا اس کو عشاء کی فرض نماز صرف دو رکعت پڑھنا واجب ہے چار رکعت پڑھنا گناہ ہے بشرطیکہ مقیم کی اقتداء نہ کی ہو۔ اسی طرح ظہر اور عصر کی فرض نماز کو بھی اس پر دو ہی رکعت پڑھنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوا بلکہ پوری نماز نفل ہو گئی۔ اور اگر دو رکعت پر قعدہ کر لیا تو فرض ادا ہو گئے اس صورت میں بھی صرف پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۲۷ میں ہے۔صلي الفرض الرباعي ركعتين وجوبا بقول ابن عباس ان اللّٰه فرض علٰى لسان نبيكم صلٰوة المقيم اربعا والمسافر ركعتين اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۰ میں ہےفرض المسافر رباعية ركعتان كذا في الهداية۔ والقصر واجب عندنا كذا في الخلاصة۔ فان صلي اربعا وقعد في الثنية قدر التشهد اجزأته والا خريان نافلة ويصير مسيائا لتاخير السلام وان لم يقعد في الثانية قدرها بطلت كذا في الهداية ۔

۱۸- امام جس سے چار رکعت فرض کا قعدہ اخیرہ چھوٹ گیا تھا وہ پانچوں کا رکوع کرنے کے بعد قعدہ کی طرف واپس ہو گیا مگر مقتدی کو معلوم نہ ہوا اور اس نے سجدہ کر لیا تو اس طرح پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کے باوجود فرض باطل ہو کر نفل نہیں ہوا۔ جیسا کہ بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۱۰۳ میں ہے۔ لو صلي امام ولم يقعد في الرابعة من الظهر وقام الي الخامسة فركع وتابعة القوم ثم عاد الامام الي القعدة ولم يعلم القوم حتّٰي سجد واسجدة لاتفسد صلٰوتهم ۔

۱۹- جب کہ ایک نماز قضا ہو گئی اور یہ نہیں یاد ہے کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اس صورت میں اس روز کی پانچوں نماز کے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری

صفحہ ۱۱۶ میں ہے۔ رجل نسی صلٰوۃ ولا یدریھا ولم یقع تحریہ علٰی شیئی یعید صلٰوۃ یوم ولیلۃ عندنا کذا فی الظھیریۃ ۔

۲۰۔ جس نے عشاء اور وتر کی نماز نہیں پڑھی اگر وہ صاحب ترتیب ہے اور فجر کی نماز کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ جس میں وہ صرف پانچ رکعت نماز پڑھ سکتا ہے تو اس صورت میں فجر کی نماز سے پہلے صرف وتر کی قضاء پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۸۳ میں ہے' اذا فات العشاء والو تر ولم یبق من وقت الفجر الا ان یسع فیہ خمس رکعات یقضی ابو تر ویؤدی الفجر عند ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ۔

۲۱۔ جو نفل نماز کہ قصداً شروع نہ کی اس کے توڑ دینے سے قضا واجب نہیں مثلاً یہ خیال کیا کہ فرض پڑھنا باقی ہے اور فرض کی نیت سے نماز شروع کی پھر یاد آیا کہ فرض پہلے پڑھ چکا ہے تو اب یہ نماز نفل ہے یاد آتے ہی فوراً توڑ دینے سے اس کی قضاء واجب نہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۶۴ میں ہے: اذا ظن انہ لم یصل فرضا فشرع فیہ فتذکر انہ قد صلٰوۃ صبار ما شرع فیہ نفلا یحب اتمامہ حتّٰی لو نقضہ لا یحب القضاء ۔

۲۲۔ جب کوئی مصیبت دہ فریاد کر رہا ہو۔ اسی نماز کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا رہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہو اور شخص بچانے پر قادر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا توڑ دینا واجب ہے اگر نہیں توڑے گا تو گنہگار ہوگا (بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۷۲) اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۷۸ میں ہے۔ ان المصلی متی سمع احد ایستغیث وان لم یقصدہ بالنداء او کان اجنبیا وان لم یعلم ما حل بہ او علم وکان لہ قدرۃ علٰی اغاثتہ وتخلیصہ وجب علیہ اغاثتہ وقطع الصلٰوۃ فرضا کانت او غیرہ ۔

۲۳۔ کسی نے فرض نماز کو تنہا پڑھنا شروع کیا اس کے بعد اسی فرض کی جماعت قائم ہوگئی تو اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے یا پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے اور نماز دو یا تین رکعت والی ہے تو ان دونوں صورتوں میں حکم ہے کہ حالتِ قیام ہی میں ایک طرف

سلام پھیرے کر فرض نماز کو توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر چار رکعت والی فرض نماز ہے اور پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو ایک رکعت اور ملا کر جماعت میں شریک ہو جیسا کہ شرح وقایہ مجیدی جلد اوّل صفحہ ۱۷۲ میں ہے۔ من شرع فی فرض منفردا فاقیمت لھٰذا الفرض فان لم یسجد للرکعة الاولی قطع واقتدی وان فان کان فی غیرہ الرباعی فکذا۔ وان کان فی الرباعی یضم رکعة اخری حتّٰی یصیر رکعتان نافلة ثم یقطع ویقتدی ۔ اھ ملخصاً ۔

اور تنویر الابصار میں ہے شرع فیھا اداء منفردا ثم اقیمت یقطعھا قائما بتسلیمه واحدة ویقتدی بالامام ان لم یقید رکعة الاولٰی بسجدة او قیدھا فی غیرہ رباعیة او فیھا وضم الیھا اخرٰی ۔

۲۴- دو آدمیوں کو نمازی کے سامنے سے گزرنے کی صورت یہ ہے کہ ایک ان میں سے نمازی کے سامنے بیٹھ کر کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔ (بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۵۷) اور فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اوّل صفحہ ۹۸ وردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۸ میں ہے۔ لو مر اثنان یقوم احدھما امامه ویمرہ الاخر ویفعل الاخر ھکذا ویمران کذا فی القنیة ۔

۲۵- کعبہ شریف کا طواف کرنے کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے لان الطواف صلوٰة فصار کمن بین یدیه صفوف من المصلین ھکذا فی ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۷

۲۶- جب کہ امام کے لیے سترہ ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے اور مسجدوں میں بھی مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ امام آگے سے نہ ہو۔ بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۶ اور ردالمحتار جلد اوّل ۴۲۹ میں ہے: لو مر مار فی قبلة الصف فی المسجد الصغیر لم یکرہ اذا کان للامام سترة ۔

۲۷- وہ نماز جمعہ ہے کہ جس کا پڑھنا فرض عین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا حرام ہے اس لیے کہ اس پر ظہر پڑھنا فرض ہے۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۵ میں ہے۔ ای فریضة یجب اداء ھا ویحرم قضاء ھا. فقل الجمعة وانما یقضی الظھر ۔

۲۸- وہ نماز عید الفطر ہے کہ جو کسی عذر کے سبب فوت ہو جائے تو صرف دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں پڑھی جائے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۶۱ میں ہے: وتؤخر بعذر کمطر الیٰ الزوال من الغد فقط فوقتھا من الثانی کالاقول وتکون قضاء لا اداء ۔

۲۹- وہ عید الاضحیٰ (بقر عید) کی نماز ہے کہ اگر وہ دسویں ذی الحجہ کو عذر یا بغیر عذر کے نہ پڑھی جائے تو دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی اور دوسرے روز بھی نہ پڑھی جائے تو تیسرے روز پڑھی جائے گی پھر اس کے بعد کبھی اس کی قضا نہیں پڑھی جائے گی در مختار مع ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۶۲ میں ہے۔ یجوز تاخیرھا الیٰ اخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراھة وبه ای بالعذر بدونھا ۔ اور شامی میں ہے۔ قوله یجوز تاخیرھا الخ وتکون فیما بعد الیوم الاوّل قضاء کما فی اضحیة البدائعوالزیلعی ۔

۳۰- پہلے نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اسی طرح جمعہ یا کسی فرض نماز کے وقت جنازہ آ جائے تو پہلے اسی کی نماز پڑھی جائے گی بشرطیکہ فرض کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۶۱ میں ہے۔ لو اجتمع عید وکسوف وجنازة ینبغی تقدیم الجنازة وکذا لواجتمعت مع جمعة وفرض ولم یخف خروج وقته ۔

۳۱- چاند گرہن کی نماز پہلے پڑھنی چاہیے۔ بشرطیکہ وتر اور تراویح کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ینبغی تقدیم الخسوف علیٰ الوتر والتروایح ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۳۶۱)

۳۲- فدیہ میں جتنا مال دینے کی اِستطاعت رکھتا ہے اِتنا مال مسکین کو فدیہ کی نیت سے

دے۔ مسکین قبضہ کرنے کے بعد اپنی طرف سے اُسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کر لے۔ پھر مسکین کو دے۔ مسکین پھر لے کہ ہبہ کر دے یونہی لوٹ پھیر کرتے رہیں اور ہر بار دونوں قبضہ کرتے جائیں یہاں تک کہ پورا ہو جائے تو اس ترکیب سے فدیہ ادا ہو جائے گا الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۷ میں ہے۔ اراد الفدیه عن صوم ابیه او صلٰوته وهو فقیر یعطی منوین من الحنطة فقیر اثم یستوهبه ثم یعطیه وهکذا الٰی ان یتم ۔

۳۴۔ جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کی نماز کو گھیر لے تو اس صورت میں بھی نمازیں معاف ہیں اور اگر چھ وقت سے کم ہو تو معاف نہیں ان کی قضا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۲) اور در مختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۲ میں ہے۔ من جن اواغمی علی ولو یفزع من سبع او ادمی یوما ولیلة قضی الخمس وان زادت وقت صلٰوة سادسة لا ۔

جنازہ کی پہیلیاں

۱- وہ کون سا مردہ ہے کہ نہ اسے مرد نہلا سکتا ہے اور نہ عورت؟
۲- کہاں پر نمازِ جنازہ جائز نہیں؟
۳- کن لوگوں کو نمازِ جنازہ نہیں ہے؟
۴- ایک بچہ کے صرف ہاتھ اور پیر پائے گئے جس کو کسی نے کھا لیا مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تو جنازہ کی نماز میں کون سی دُعا پڑھی جائے؟
۵- کچھ مسلمان کافروں کے ساتھ اس طرح جل گئے کہ ان کی پہچانا نہیں جا سکتا تو ان کی نمازِ جنازہ کیسے پڑھی جائے؟
۶- وہ کون شخص ہے کہ جس کی موت پچاس سال کی عمر میں ہوئی مگر اس کے جنازہ میں نابالغ کی دُعا پڑھی جائے گی؟
۷- نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۸- کس شخص کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اِجازت لینا ضروری نہیں؟
۹- جب کہ مسلمان اور کافر مردہ کو نہ پہچان سکیں تو اِن کو دفن کہاں کیا جائے؟
۱۰- کہاں مردہ دفن کرنا حرام ہے؟
۱۱- کس صورت میں مردہ کو دفن کرنا حرام ہے؟
۱۲- وہ کون سے مسلمان مردے ہیں جو زمین میں دفن نہیں کیے جاتے؟
۱۳- وہ کون سا مردہ ہے کہ قبر میں اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کی جائے گی؟
۱۴- کس میں مرد کو قبر سے نکالنا جائز ہے؟
۱۵- کس صورت میں مردہ کا پیٹ پھاڑنا جائز ہے۔
۱۶- اُمت میں وہ کون لوگ ہیں جو سوال نکیرین اور عذابِ قبر سے محفوظ رہتے ہیں؟

۱۷- کس صورت میں نمازِ جنازہ پڑھنے پر ثواب نہیں؟

❀❀❀❀
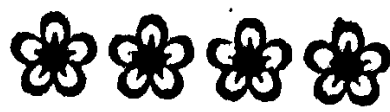
(جوابات) جنازہ کی پہیلیاں

۱- خنثیٰ مشکل کو نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے۔ (بہارِ شریعت جلد۴ صفحہ ۱۳۵) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۵۰ میں ہے۔ الخنثی المشکل المراھق لم یغلسھا رجل ولا امرأۃ وتیمم وراء ثوب کذا فی الزاھدی۔

۲- مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ میں ہے کہ "نماز جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی مکروہ تحریمی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے کرھت تحریما فی مسجد جماعۃ ھیی فیہ اھ اور ہر مکروہ تحریمی ناجائز و گناہ ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل ۳۰۶ میں ہے۔ صرح العلامۃ ابنِ نجیم فی رسالۃ المؤلفۃ فی بیان المعاصی بان کل مکروہ تحریما من الصغائر۔ اور گناہ صغیرہ تکرار سے گناہ کبیرہ کے حکم میں ہو جاتا ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۳۷۷ میں ہے قال ابن الکمال لان الصغیرۃ تاخذ حکم الکبیرۃ بالاصرار۔ اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے کما ھو مصرح فی الکتب الفھیۃ۔

۳- باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔ ڈاکو جو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ ان کو غسل دیا جائے نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے جو لوگ ناحق پاسدار سے لڑیں بلکہ ان کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ اسی حالت میں پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں۔ جس نے کسی شخص کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو۔ شہر میں رات کو ڈاکو کو لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اس حالت میں مار جائیں۔ تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے جس نے اپنے ماں باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا اس کی بھی نماز نہیں۔

(بہارِ شریعت چہارم ص ۱۴۷ بحوالہ عالمگیری و درمختار)

۴- ایسے بچہ کی نمازِ جنازہ ہی نہیں پڑھی جائے بدائع الصنائع جلد اوّل ص ۳۰۲ میں ہے
اذا وجد طرف من اطراف الانسان کید اورجل انه لا یغسل لان الغسل
للصلٰوۃ وما لم یزد علٰی النصف لا یصلی علیه ا ھ ملخصاً ۔

۵- فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ میں ہے کہ اس صورت میں اکثر کا اعتبار کیا جائے
یعنی اگر مسلمان زیادہ ہیں تو مسلمان کی نیت سے سب پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور
اگر کافر زیادہ ہیں تو کسی پر نہ پڑھی جائے اور اگر برابر ہیں تو اس صورت میں بھی کسی
پر نہ پڑھی جائے اور درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۵۷۷ میں ہے ان استووا
غسلوواختلف فی الصلٰوۃ علیھم ۔ یعنی اگر مسلمان اور کافر برابر ہوں تو ان کو
غسل دیا جائے لیکن ان کی نمازِ جنازہ میں اِختلاف ہے اور شامی میں حلیہ سے ہے کہ
اگر کافر زیادہ برابر ہوں تو ان دونوں صورتوں میں بھی مسلمان کی نیت سے سب پر نماز
پڑی جائے اور کسی صورت میں بغیر نماز دفن نہ کیا جائے یہی وجہ ہے۔ شامی کی اصل
عبارت یہ ہے قال فی الحلیة ینبغی ان یصلی علیھم فی الحالة الثانیة ایضا
ای حالة ما اذا کان الکفار اکثر لانه حیث قصدا المسلمین فقط لم یکن
مصلیا علٰی الکفار والا لم تجز الصلٰوۃ علیھم فی الحالة الاولٰی ایضا مع
ان الاتفاق علٰی الجواز فینبغی الصلٰوۃ علیھم فی الاحوال الثلاث کما
قالت به الائمة الثلاثة وھو اوجه قضاء لحق المسلمین بلا ارتکاب منھی
ا ھ ملخصاً ۔

۶- جو شخص نابالغ ہونے سے پہلے پاگل ہوا اور زندگی بھر پاگل رہا کبھی مکلّف نہ ہو تو اس
کی موت پچاس سال یا اس سے زیادہ میں ہو اس کے جنازہ میں نابالغ کی دُعا پڑھی
جائے گی جیسا کہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۸ میں ہے اذا کان صغیرا او مجنونا
فلیقل اللّٰھم اجعله لنا فرطا الخ اور غنیۃ صفحہ ۵۴۳ میں ہے۔ ینبغی ان یقید
بالجنون الاصلی لانه لم یکلف فلا ذنب له کالصبی بخلاف العارضی
فانه قد کلف وعرض الجنون لا یمحوا ماقبله ۔

۷- نمازِ جنازہ میں حمد وثناء کی نیت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ عمدۃ الرعایہ

حاشیہ شرح وقایہ مجیدی جلد اوّل صفحہ ۲۰۷ میں ہے۔ لو قرأ الفاتحه بنية اثناء جاز كذا في الاشباه ۔

۸- محلہ کی مسجد کا امام کہ جس کے پیچھے میت نماز پڑھا کرتا تھا اگر ولی سے وہ افضل ہو تو اسے نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''امام الحی'' یعنی مسجد محلّہ کا امام اگر میت ان کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا اور یہ فضل دینی میں ولی سے زائد ہیں تو بے اذن ولی (نمازِ جنازہ) پڑھا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۵) اور جن لوگوں کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے جیسے سلطان اسلام، اس کا نائب یا قاضی شرع وغیرہ ان لوگوں کو بھی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۹۰ میں ہے۔ يقدم في الصلوٰة عليه السلطان ان حضر او نائبه ثم القاضي ثم امام الحي۔ وتقديم الولاة واجب وتقديم امام الحي مندوب فقط بشرط ان يكون افضل من الولي والا فالولي اولى كما في المجتبٰى ۔

۹- اگر مسلمان زیادہ ہوں تو ان کو مسلم قبرستان میں دفن کیا جائے اور کافر زیادہ ہوں تو کافروں کے قبرستان میں گاڑا جائے۔ اور اگر برابر ہوں تو احتیاطاً دونوں کے قبرستانوں سے الگ تیسری جگہ دفن کیا جائے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ میں درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۷۷)

۱۰- مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں مردہ دفن کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۵) جگہ ہوتے ہوئے پرانی قبر میں دفن کرنا حرام ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴) اور مسجد تعمیر ہونے کے بعد صحن مسجد میں بھی مردہ کو دفن کرنا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

۱۱- نمازِ جنازہ پڑھے بغیر مردہ کو دفن کرنا حرام ہے اس لیے کہ نماز جنازہ فرض ہے اور فرض کا ترک حرام ہے۔

۱۲- جو مسلمان کہ سمندر میں بحری جہاز یا کشتی پر مر جاتے ہیں اور ساحل دور ہوتا ہے تو ایسے مسلمان مردے زمین دفن نہیں کیے جاتے بلکہ پانی میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ فتاویٰ

عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۹ میں ہے۔ لو مات الرجل فی السفینة یغسل ویکفن کذا فی المضرات ویصلی علیه ویثقل ویرمی فی البحر کذا فی معراج الدرایة ۔

۱۳- جو کافرہ ذمیہ مسلمان سے حاملہ ہے۔ اگر بچہ میں جان پڑنے کے بعد مرگئی اور بچہ بھی پیٹ میں حرکت نہیں کر رہا تو اس عورت کو مسلم قبرستان سے علیحدہ دفن کیا جائے گا اور اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کی جائے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۷۷ میں ہے۔ ذمیة حبلیٰ من مسلم قالوا الاحوط دفنها علیٰ حدة ویجعل ظهرها الی القبلة لان وجه الولد لظهرها ۔

۱۴- جب کہ دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت مردہ دفن کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں زمین کے مالک کو قبر سے مردہ نکالنا جائز ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۶۰۲ میں ہے۔ لا یرج منه بعد اهالة التراب الا الحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة ویخیر المالك بین اخراجه ومساواته بالارض ۔ لیکن اگر زمین کا مالک اپنے مردہ بھائی کے ساتھ احسان کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے ساتھ احسان فرمائے گا۔ کما تدین تدان ۔

۱۵- جب کہ عورت مرگئی اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کر رہا ہے تو اس صورت میں بچہ کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ پھاڑنا جائز ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۶۰۲ میں ہے۔ حامل مات وو لدها حی یضطرب شق بطنها من الایسر ویخرج ولدها ۔

۱۶- شبِ جمعہ روزِ جمعہ اور ماہِ رمضان میں جو مسلمان مریں گے وہ سوال نکیرین اور عذابِ قبر سے محفوظ رہیں گے واللّٰہ اکرم ان یعفو من شیء ثم یعود فیه ۔ یعنی اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شی کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۲۴ میں ہے

۱۷- جب کہ جماعت کی مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو اس صورت میں نمازِ جنازہ پڑھنے سے ثواب نہیں جیسا کہ ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔ لا یصلی علیٰ میت

فی مسجد جماعة لقوله علیه السلام من صلی علی جنازة فی المسجد فلا اجر له ۔ یعنی جماعت کی مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔ اور بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ **ولا فی مسجد لحدیث ابی داؤد مرفوعاً من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر له وفی روایة فلا شیء له** ۔ یعنی مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث مرفوع ہے کہ جس نے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے کچھ نہیں۔

زکوٰۃ وصدقہ فطر کی پہیلیاں

۱- وہ کون سا بالغ مسلمان ہے کہ جس کے پاس بے اِنتہا مال ہے مگر اس پر زکوٰۃ واجب نہیں؟

۲- ایک شخص سونا چاندی کے نصاب کا مالک نہیں ہے نہ ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہے اور نہ کسی کی قیمت بھر کے روپے کا مگر اس کے باوجود شخص مذکور پر قربانی اور فطرہ واجب ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳- بالغ اولاد کا صدقہ فطر باپ پر واجب ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۴- روپے کو زکوٰۃ کی نیت سے الگ نہیں کیا اور نہ فقیر کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کی مگر اس کے باوجود زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۵- کس صورت میں صدقہ دینے والا گنہگار ہوگا؟

۶- وہ کون سا زیور ہے کہ جس کو زکوٰۃ واجب نہیں؟

۷- زمین میں سونا چاندی گاڑ دیا تو کس صورت میں اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟

۸- کس شخص کو صدقہ دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو کا ثواب ہے؟

۹- ایک شخص شاندار بلڈنگ کا مالک ہے اور سال میں ہزاروں روپے کرائے کے آتے ہیں مگر اس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی بلکہ اس کا زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۰- وہ کون سا مسلمان ہے جو بہت غنی ہے کہ ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود اسے زکوٰۃ لینا جائز ہے؟

۱۱- وہ کون سا غریب مسلمان ہے کہ جس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز نہیں؟

۱۲- مال دار کو زکوٰۃ دی اور زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۳- کس صورت میں یتیم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟
۱۴- وہ کون شخص ہے کہ اس پر کسی حالت میں زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی مگر اس کی زمین میں عشر و خراج واجب ہوتا ہے؟
۱۵- زکوٰۃ واجب ہوئی مگر ادا نہیں کیا اور گنہگار بھی نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۶- وہ کون شخص ہے کہ جس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی مگر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے؟
۱۷- وہ کون شخص ہے کہ جس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی اور نہ وہ بنی ہاشم سے ہے مگر اس کو زکوٰۃ کا پیشہ لینا حرام ہے؟
۱۸- زکوٰۃ کو ظاہر کر کے دینا مستحب ہے۔ مگر وہ کون سی صورت ہے جب کہ زکوٰۃ کو چھپا کر دینا مستحب ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) زکوٰۃ وصدقہ فطر کی پہیلیاں

۱- جو شخص پورے سال پاگل رہا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ بالغ ہو اس کے پاس مال بے اِنتہا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر ۱۶۱ میں ہے **ليس الزكوة على صبي ومجنون اذا وجد منه الجنون في السنة كلها هكذا في الجوهرة النيرة .**

۲- اس کے پاس کوئی ایسے سامان ہے مثلاً برتن وغیرہ جو تجارت کے لیے تو نہیں ہے مگر حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے اس لیے شخص مذکور پر قربانی اور فطرہ واجب ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ باب **صدقۃ الفطر** میں ہے۔ **لا يعتبر فيه وصف النماء ويتعلق بهذا النصاب وجوب الاضحية .** اور جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۶ میں ہے: **لو كان له دار واحدة يسكنها ويفضل عن سكناه منها ما يساوى نصابا وجبت عليه الفطرة وكذا في اثياب**

والاثاث ۔

۳- جب کہ بالغ اولاد پاگل ہو اور مالکِ نصاب نہ ہو تو اس صورت میں اس کا صدقہ فطر باپ پر واجب ہے جیسا کہ ردالمختار جلد دوم صفحہ ۷۴ پر ہے فی التتار خانیة عن المحیط ان المعتوہ والمجنون بمنزلة الصغیر سواء کان الجنون اصلیا بان بلغ مجنونا اور عارضا ھو الظاھر من المذھب اھ۔

۴- فقیر کو دینے کے بعد جب کہ روپیہ اس کی ملکیت میں باقی تھا خرچ نہیں ہوا تھا اس وقت دینے والے نے زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۶۰ میں ہے۔ اذا دفع الی الفقیر بلا نیة ثم نواہ عن الزکوٰۃ فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزاہ والافلا کذا فی معراج الدرایة والزاھدی والبحر الرائق والعینی شرح الھدایة ۔

۵- جسے صدقہ مانگنا جائز نہیں اس کے مانگنے پر صدقہ دینے والا گنہگار ہوگا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۹ پر ہے لا یحل ان یسئل شیئا من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویاثم معطیه ان علم بحاله لاعانیه علی المحرم ۔

۶- جو زیور کے نابالغ کو ہبہ کر دیا گیا اس کی زکوٰۃ نابالغ اور باپ کسی پر واجب نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۸) اور جو زیور کہ رہن ہو اس کی زکوٰۃ بھی واجب نہیں نہ راہن پر اور نہ مرتہن پر جیسا کہ درمختار میں ہے لا زکوٰۃ فی المرھون اھ تلخیصًا ۔
علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں: ای لا علی المرتھن لعدم ملك الرقبة ولا علی الرھن لعدم الید واذا استردہ الراھن لا یزکی عن السنین الماضیة (ردالمختار جلد دوم صفحہ ۷)

۷- اگر سونا چاندی کسی ویران مقام میں گاڑ دیا اور اس کی جگہ بھول گیا پھر کئی سال کے بعد یاد آنے پر مال نکالا تو اس صورت میں گزرے ہوئے سالوں کی زکوٰۃ اس مال پر نہیں واجب ہو گی۔ ہاں باغیچہ اور گھر وغیرہ میں اگر گاڑا تھا تو واجب ہو گی جیسا کہ عمدۃ الراعایة حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ص ۲۱۸ میں ہے۔ واستخرجه لا تجب

الزکوٰۃ الماض بخلاف المدفون فی بیت او بستان و نحو ذلك فانه تجب فیه لانه لیس بضمار کذافی البنایة ۔

۸- طالبِ علم دِین کو صدقہ دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو کا ثواب ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "طالبِ علم دِین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے ساتھ سو" قال اللّٰہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة واللّٰہ یضعف لمن یشاء واللّٰہ واسع علیم ۔ (پ ۳ ع ۴) درمختار میں ہے۔ فی سبیل اللّٰہ ھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبة العلم ۔

(فتاویٰ رِضویہ جلد چہارم ص ۵۰۰)

۹- شخص مذکور کے پاس نہ سامانِ تجارت ہے نہ چاندی وغیرہ کا نصاب ہے اور روپے جو کرایے کے آتے ہیں ان میں سے ضروری مصارف اور اہل وعیال کے نفقہ کے بعد اتنے نہیں بچتے کہ وہ اپنی حاجت اصلیہ سے فارغ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدنے بھر کے روپے کے مال کا مالک ہو تو اس صورت میں اگرچہ وہ شاندار بلڈنگ کا مالک ہو اور سال میں ہزاروں روپے کرائے کے آتے ہوں مگر اس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی بلکہ اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۷ میں ہے۔ لو کان له حوانیت اور دار غلة تساوی ثلاث الاف درھم وغلتھا لا تکفی لقوته وقوت عیاله یجوز صرف الزکوٰۃ الیه فی قول محمد رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیه۔ ولو کان له ضیعة تساوی ثلاثة الاف ولا تخرج ما یکفی لاہ ولعاله اختلفوا فیه قال محمد بن مقاتل یجوز له اخذالزکوٰۃ ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان ۔

۱۰- (الف) مسافر اگرچہ بہت غنی ہے اور ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن بقدر حاجت اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے جب کہ اسے کوئی قرض دینے کے لیے تیار نہ ہو قال اللّٰہ تعالیٰ۔ انما الصدقت للفقراء والمساکین (الیٰ ان قال) وابن السبیل (پ ۱۰ ع ۱۴) اور جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔ وابن السبیل من کان له

مال في وطنه وهو في مكان لا شيي له فيه ولا يجد من يدينة فيعطى من الزكوٰة لحاجة وانما يا خذ ما يكفيه الٰى وطنه لا غير ۔

(ب) غنی اگر عامل زکوٰۃ ہے تو اسے مال زکوٰۃ لینا جائز ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''عامل زکوٰۃ جسے حاکم اِسلام نے ارباب اموال کے تحصیلِ زکوٰۃ پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو۔ (فتاویٰ رِضویہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۷)

اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۵۸ پر ہے۔ وعامل فيعطى ولو غنيا لا هاشميا ۔ اھ تلخيصًا ۔

۱۱- اپنی اصل وفرع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا اور نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ بہت غریب ہوں۔ اسی طرح بنی ہاشم حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی اولاد کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ درمختار شامی جلد دوم صفحہ ۶۳ میں لا يصرف الى من بينهما ولاد ۔ اھ تلخیصًا اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷۷ میں ہے لا يدفع الى بني هاشم وهم ال علي وال عباس وال جعفر وال عقيل وال الحارث بن المطلب كذا في الهداية ۔

۱۲- مال دار کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''بہیترے غنی فقیر بن کر بھیک مانگتے اور زکوٰۃ لیتے ہیں دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ ظاہر پر حکم ہے اور لینے والے کو حرام قطعی ہے (فتاویٰ رِضویہ جلد ششم صفحہ ۴۶۹) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۷۷ میں ہے راہ في صف الفقراء فدفع فان ظهر انه محل الصدقة جاز بالاجماع وكذا ان لم يظهر حالد عنده ۔

۱۳- جب کہ یتیم مالک نصاب ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۷۲)

۱۴- نابالغ پر کسی حالت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کہ اس کے وجوب کے لیے بلوغ شرط

ہے مگر اس کی زمین میں عشر وخراج واجب ہوتا ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۰۶ پر احکام البیان میں ہے۔ اتفقوا علی وجوب العشر والخراج فی ارضہ ۔

۱۵- سال پورا ہوجانے کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی سے پہلے نصاب ہلاک ہوگیا تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوئی مگر ادا نہیں کیا اور گنہگار نہیں شرح وقایہ جلد مجیدی صفحہ ۲۲۳ میں ہے۔ ھلاک النصاب بعد الحول یسقط الواجب ۔

۱۶- نابالغ پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی مگر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے۔

(الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۰۶ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۹)

اور اسی طرح جس شخص کے پاس مال تجارت، جانور اور سونے چاندی کا نصاب نہ ہو اور دوسرا مال مثلاً گھر ہو کہ جو نہ رہنے کے لیے ہو اور نہ تجارت کے لیے مگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو ایسے شخص پر بھی زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی لیکن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے۔ (جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۶)

۱۷- جس شخص کے پاس حاجت اصلیہ سے زائد اسباب غیر تجارت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے ہوں یا اتنی قیمت کا سونا ہو تو اگرچہ اس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی اور وہ نہ بنی ہاشم سے ہے مگر اس کو زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۶۴ میں ہے۔ ان کانہ لہ فضل عن ذلک تبلیغ قیمۃ مائتی درھم حرم علیہ اخذ الصدقۃ اور بہارِ شریعت حصہ پنجم صفحہ ۶۱ میں ہے۔ مثلاً چھ تولے سونا جب دوسو درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہوا اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے مگر اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے"۔

۱۸- جب کہ مال کی زیادتی ظاہر ہونے سے ظالموں کا خوف ہوا تو اس صورت میں زکوٰۃ چھپا کر دینا مستحب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر کتاب الزکوٰۃ ص ۳۹۵ میں ہے۔ ای رجل یستحب لہ اخفاء ھا ؟ فقل الخائف من الظلمۃ لئلا یعلمو اکثرۃ مالہ ۔

روزہ کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
۲- کس صورت میں روزہ رکھنا حرام ہے؟
۳- وہ کون سی صورت ہے کہ رمضان کا روزہ نہ رکھنے پر نہ قضا ہے اور نہ فدیہ؟
۴- روزہ واجب ہو اور نہیں رکھا مگر گنہگار بھی نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۵- کس صورت میں بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں؟
۶- کس دِن نفلی روزہ رکھ کر قصداً توڑنے سے اس کی قضا واجب نہیں؟
۷- کس صورت میں بلا عذر شرعی قصداً روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں؟
۸- وہ کون سا روزہ دار ہے کہ جس پر ماہِ رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے اس نے بلا عذر شرعی جان بوجھ کر کھا لیا مگر اس پر کفارہ لازم نہیں؟
۹- کس صورت میں تھوک نگلنے سے روزہ فاسد ہونے کیساتھ روزہ لازم ہوتا ہے؟
۱۰- کس صورت میں قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟
۱۱- وہ کون روزہ دار ہے کھانے پینے کے باوجود اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟
۱۲- وہ کون سا روزہ دار ہے کہ ماہِ رمضان میں بحالت روزہ جان بوجھ کر اپنی بیوی سے ہمبستری کی مگر اس پر روزہ کے توڑنے کا کفارہ نہیں؟
۱۳- دھواں اور غبار سے کس صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
۱۴- مسلمان کو روزہ رکھنا کب جائز نہیں؟
۱۵- وہ کون شخص ہے کہ جس نے نفلی روزہ کی نیت اس کے وقت میں کی مگر اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا؟
۱۶- کن لوگوں کو ماہِ رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے؟

(جوابات) روزہ کی پہیلیاں

۱- دوسرے کو تھوک نگلنے سے یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لینے کے بعد نگلنے کے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اوّل صفحہ ۱۹۰ میں ہے۔ لو ابتلع بزاق غیرہ فسد صومہ کذا فی المحیط وان ابتلع بزاق نفسہ من یدہ فسد صومہ کذا فی الوجیز للکردری ۔

۲- جب کہ عورت حیض یا نفاس میں ہو تو اس کو روزہ رکھنا حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۳۶ میں ہے یحرم علیھما الصوم فتقضیانہ ھکذا فی الکفایہ ۔

۳- مریض نے مرض کے سبب اور مسافر نے سفر کے سبب روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا مگر مریض اچھا نہ ہوا اور مسافر مقیم نہ ہوا تو ان پر قضا واجب نہیں۔ اور اسی حالت میں مریض و مسافر مر گئے تو فدیہ بھی واجب نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔ لوفات صوم رمضان بعذر المرض او السفر واستدام المرض والسفر حتّٰی مات لا قضاء علیہ لکنہ ان اوصی بان یطعم عن صحت وصیتہ وان لم تجیب علیہ ۔

۴- ماہِ رمضان میں عورت کو حیض آیا پھر عید آنے سے پہلے وہ مر گئی تو زمانہ حیض کا روزہ ساقط ہو گیا لہٰذا اس صورت میں روزہ واجب ہوا اور نہیں رکھا مگر گنہگار بھی نہیں ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۹۳ باب الحیض میں ہے۔ یمنع صحتہ لا وجوبہ ۔

۵- جب کہ نابالغ دِن میں بالغ ہوا یا کفاروں میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر توڑ دیا تو اس روزہ کی قضا بھی واجب نہیں در مختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں ہے۔ مسافر اقام ومجنون افاق ومریض صح وصبی بلغ وکافر اسلم کلھم یقضون مافاتھم الا الا خیرین وان افطر العدم اھیتھما فی الجزاء الاوّل من الیوم ا ھ تلخیصًا ۔

۶- عید بقر عید یا ایام تشریق میں نفلی روزہ رکھ کر قصداً توڑنے سے اس کی قضا واجب نہیں ہوتی جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے۔ لزم نفل شرع فیہ قصدا اداء او قضاء الا

في العيدين وايام التشريق ۔

۷۔ رمضان شریف کے علاوہ کسی دوسرے روزہ کے توڑنے میں کفارہ نہیں اگرچہ بلا عذر شرعی اور قصداً ہو جیسا کہ قدوری صفحہ ۵۸ میں ہے۔ ليس في افساد الصوم في غير رمضان كفارة ۔

۸۔ کسی نے اس حال میں صبح کیا کہ روزہ رکھنے کی نیت نہیں تھی پھر زوال سے پہلے نیت کر لی اور اس کے بعد جان بوجھ کر کھا لیا تو اس پر کفارہ لازم نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۱۹۲ میں ہے: اذا صبح غير ناوللصوم ثم نوى قبل الزوال ثم اكل فلا كفارة عليه كذا في الكشف الكبير ۔

۹۔ اپنے محبوب کا تھوک نگلنے سے روزہ فاسد ہونے کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۹۰ میں ہے لو ابتلع بزاق غيره فسد صومه بغيره كفارة الا اذا كان بزاق صديقه فحينئذ تلزمه الكفارة كذا في المحيط ۔ اور اسی طرح الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں بھی ہے۔

۱۰۔ قصداً قے کی اور منہ بھر نہیں ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر بلا اختیار ہوئی اور منہ بھر نہیں ہے تو اس صورت میں بھی نہیں ٹوٹا۔ اگرچہ منہ سے لوٹ گئی ہو یا اس نے خود لوٹائی ہو۔ اور اگر بغیر اختیار منہ بھر ہوئی تو اس طرح بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر کچھ لوٹائے تو ٹوٹ جائے گا اور بلغم کی قے ہو تو مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہارِ شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۱۶) اور درمختار شامی جلد دوم صفحہ ۱۱۰ میں ہے۔ ان ذرعة القئ وخرج ولم يعد لا يفطر مطلقاً ملأ اولا فان عاد بلا صنعة ولو هو مل الفم مع تذكره للصوم لا يفسد خلافا اللثاني وان اعاده افطر اجماعا ان ملأ الفم والا لا هو المختار۔ وان استقاء عامدا ان كان ملأ الفم سد بالاجماع مطلقاً وان اقل لا ۔ اھ ملخصاً ۔

۱۱۔ جو دروازہ دار کہ بھول کر کھائے پیئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ میں ہے۔ اذا كل الصائم اور شرب او جامع حال كونه ناسيا في الفرض والنفل قبل النية او بعدها على الصحيح لم يفطر ملخصاً ۔

۱۲- مسافر بغیر کچھ کھائے پیئے زوال سے پہلے اپنے گھر پہنچا اور روزہ کی نیت کر لی پھر اسی حالت میں جان بوجھ کر ہمبستری کی تو اس پر روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں۔ اسی طرح پاگل کا جنون زوال سے پہلے جاتا رہا تو اس نے روزہ کی نیت کی اور پھر جان بوجھ کر ہمبستری کی تو اس پر بھی کفار نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل طبع مصر صفحہ ۱۹۲ میں ہے' اذا دخل المسافر مصره قبل الزوال ولم یتناول شیئا ونوی الصوم ثم جامع متعمدا لا کفارة علیه کذا اذا فاق المجنون قبل الزوال فنوی الصوم ثم جامع کذا فی السراج الوهاج ۔

۱۳- جب کہ قصداً کسی چیز کا دھواں اور غبار حلق یا دماغ میں پہنچائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہاں تک کہ لوبان یا اگر بتی وغیرہ کی خوشبو سلگ رہی ہو اور کوئی منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچے تو اس صورت میں بھی ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۸۹ میں درمختار سے ہے۔ مفاده انه لو ادخل حلقه الدخن افطرای دخان کان ولو عوادا او عنبرا لو ذاکر الامکان اتحرز عنة فلیتنبه له کما بسطه الشرنبلالی ۔

۱۴- عید' بقر عید اور ذی الحجہ کی ۱۱' ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۳۵۱ میں ہے۔ قد صرح بحرمة صوم العیدین وایام التشریق فی البرھان ۔

۱۵- کافروں نے زوال سے پہلے مسلمان ہو کر روزہ کی نیت اس کے وقت میں کی مگر اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں ہے۔ ای رجل نوی التطوع فی وقته ولم یصح ؟ فقل الکافر و اذا سلم قبل الزوال ونواه ۔

۱۶- مسافر اور مریض کو ماہِ رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے (بہارِ شریعت حصہ پنجم ص ۱۱) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۸۶ میں ہے۔ یقع عما نویٰ من نفل او واجب علیٰ ما علیه الاکثر بحر وھو الاصح سراج ۔

رویتِ ہلال کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں ایک شخص کی خبر سے چاند کا ثبوت شرعاً ہو جاتا ہے؟

۲- کس صورت میں دو عادل گواہوں سے بھی چاند کا ثبوت نہیں ہوتا؟

۳- نیک لوگوں کی ایک بڑی جماعت چاند کی گواہی دے مگر نہیں مانی جائے گی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۴- دو شخص ایسے ہیں جو فاسق نہیں مگر اس کے باوجود ان کی گواہیوں سے عید کا چاند ثابت نہیں ہوگا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۵- وہ کون سے دو گواہ ہیں کہ ایک کی گواہی وقت دوسرا گواہ کا موجود رہنا ضروری ہے؟

۶- وہ کون سا فاسق ہے کہ توبہ کے باوجود اس کی گواہی نہیں قبول کی جاتی ہے؟

۷- رمضان شریف کے تیس روزے ہونے کے باوجود دوسرے دِن عید کرنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸- عید کا چاند ہو گیا پھر بھی روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) رویتِ ہلال کی پہیلیاں

۱- جب کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان کے چاند کا ثبوت شرعاً ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

فقال انی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان فقال اتشهد ان لا اله الا اللّٰه قال نعم قال اتشهد ان محمدا رسول اللّٰه (صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم) قال نعم مال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا ۔ یعنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اعرابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور انے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ عرض کیا ہاں! فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالٰی کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں! حضور نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اِعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''درس حدیث دلیل ست برآں کہ یک ردمستور الحال یعنی آں کہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبر دے در ماہِ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت'' یعنی اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہِ رمضان میں مقبول ہے۔ لفظ شہادت کی شرط نہیں (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۷۹) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۰ میں ہے۔ قبل بلا دعوی وبلا لفظ اشهد وحکم ومجلس قضا للصوم مع علة کغیم وغد خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا۔ ملخصًا ۔

۲- جب کہ مطلع صاف ہوتو دو عادل گواہوں سے بھی چاند کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصرف صفحہ ۱۸۵ میں ہے۔ ان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الاشهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم وهو مفوض الٰی رای الامام من غیر تقدیم هو الصحیح کذا فی الاختیار شرح المختار ۔

۳- جب کہ میدانِ عرفات میں وقوف کے بعد گواہی دیں کہ ۲۹ ذی القعدہ کو چاند ہوا ہے اور آج ۱۰ ذی الحجہ ہے تو اگر چہ وہ نیک لوگوں کی جماعت ہو ان کی گواہی نہیں مانی جائے گی۔ اسی طرح ۸ ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں اگر بہت سے عادل شہادت دیں کہ ۲۹ کو رویت ہوئی ہے اور آج ۹ ذی الحجہ ہے تو اِن کی شہادت بھی نہیں تسلیم کی جائے گی۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۲۸۹ میں ہے۔ اذا وقف الناس

وشهد قوم انهم وقفوا بعد يوم عرفة لا تقبل شهادتهم لان التدارك غير ممكن فيقع بين الناس فتنة كما اذا شهدوا عشية يوم يعتقد الناس انه يوم التروية برؤية الهلال في الليلة يصير هذا اليوم باعتبارها يوم عرفة فانه لا تقبل الشهادة ۔

۴- اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لوگ فاسق نہیں ہیں مگر عادل بھی نہیں ہیں بلکہ مستور الحال ہیں یعنی بظاہر عادل معلوم ہوتے ہیں کہ پوری داڑھی رکھے ہوئے ہیں اور پیشانیوں پر سجدے کے نشانات بھی ہیں لیکن ان کے حالات کی تحقیق نہیں تو اِن کی گواہیوں سے عید کا چاند ثابت نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۱۷۱ میں ہے۔ لا يقبل قول المستور في الديانات في ظاهر الروايات هو الصحيح هكذا في الكافي ۔

۵- جب کہ دو عورتیں گواہ ہوں تو ایک کی گواہی کے وقت دوسرے گواہ کا موجود رہنا ضروری ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۲۸ میں ہے۔ للقاضي ان يفرق بين الشهود الا في شهادة النساء۔ قال في الملتقط حكي ان ام بشر شهدت عند الحاكم فقال فرقوا بينهما۔ فقالت ليس لك ذلك قال الله تعالٰى ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرٰى۔ (۱) فسكت الحاكم ۔

۶- جو فاسق کے محدود فی القذف ہو یا جھوٹ بولنے میں مشہور ہو۔ توبہ کے باوجود اس کی شہادت نہیں قبول کی جاتی ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۲۲۹ میں ہے الفاسق اذا تاب تقبل شهادته الا المحدود في القذف والمعروف بالكذاب ۔

۷- ۲۹ شعبان کو ایک عادل یا مستور الحال کے بیان پر روزہ کا حکم دیا گیا تو اس صورت میں تیس رمضان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود اگر چاند نظر نہ آئے تو دوسرے دِن عید کرنا جائز نہیں درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۴ میں ہے بعد صوم ثلاثين بقول عدلين حل الفطر ولو صاموا بقول عدل لا يحل على المذهب لكن نقل ابن الكمال عن الذخيرة ان ان غم هلال الفطر حل اتفاقا وفي الزيعلي الاشبه ان غم حل والالا ۔ اھ ملخصاً ۔

۸- جب کہ عید کا چاند دِن میں ہوگیا تو اس صورت میں روزہ چھوڑنا جائز نہیں جب تک کہ

سورج ڈوب نہ جائے چاہے زوال سے پہلے دیکھے یا بعد میں کہ وہ آنے والی رات کا چاند ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص ۹۵ میں ہے۔ رویته بالنهار للیلة الاتیة مطلقا علی المذهب ۔ اور ردالمحتار میں ہے:

ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده ۔

حج کی پہیلیاں

۱۔ راستہ پرامن ہے مگر اس حالت میں بھی صاحبِ استطاعت مرد کو حج کے لیے جانا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۔ غنی و فقیر میں کس کا حج افضل ہے؟

۳۔ وہ کون سا کام ہے جو دوسرے حج سے افضل ہے؟

۴۔ کس صورت میں محرم کو سلا ہوا کپڑا پہننے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا؟

۵۔ محرم نے حالتِ اِحرام میں جوں یعنی بال یا کپڑے کا کیڑا مار اور اس پر کوئی صدقہ لازم لازم نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۶۔ وہ کون سی چیز ہے کہ محرم حالتِ اِحرام میں اس کی خرید و فروخت کرے تو بیع باطل ہے؟

۷۔ کس کے لیے بیت اللہ شریف کا طواف دور سے افضل ہے؟

۸۔ وہ کون سا غریب مسلمان ہے کہ جس کو حج کے لیے قرض لینا لازم ہے؟

۹۔ مکمل طور پر اپنی طرف سے حج فرض ادا کر لینے کے بعد اگر صاحبِ استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۰۔ وہ کون سا حاجی ہے کہ اسے عرفہ کے دِن مغرب کی نماز مغرب کے وقت ہی میں پڑھنا ضروری ہے؟

(جوابات) حج کی پہیلیاں

۱- جب کہ ماں یا باپ اجازت نہ دیں اور وہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس صورت میں حج کے لیے جانا جائز نہیں جیسا کہ فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۲۱۹ میں ہے۔ یکرہ الخروج الی الحج اذا کرہ احد ابویۃ وھو محتاج الی خدمتہ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۳۲ میں ہے۔ کراھۃ حجۃ بدون اذن من ابوید ان احتاح الی خدمتہ۔

۲- غنی کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے جیسا کہ الاشباہ والنظاء ص ۱۷۶ میں ہے حج الغنی افضل من حج الفقیر من لان الفقیر یؤدی الفرض من مکۃ وھو متطوع فی ھابہ وفضلیۃ الفرض الفرض افضل من فضلیۃ التطوع۔

۳- مسلمانوں کے لیے مسافر خانہ بنانا دوسرے حج سے افضل ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۴ میں ہے۔ بناء الرباط بحیث ینتفع بہ المسلمون افضل من الحجۃ الثنایۃ۔

۴- جب کہ محرم سلا ہوا کپڑا خلاف معتاد پہنے مثلاً کرتے کو لنگی کے طور پر باندھے تو اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا جیسا کہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۳ باب الجنایات فی الحج میں ہے۔ اذا تزر بالقمیض فلا شیء علیہ۔

۵- جب کہ بال کپڑا یا بدن سے جوں پکڑ کر مارے تو صدقہ لازم ہوتا ہے اور اگر زمین سے پکڑ کر مارے تو کچھ نہیں جیسا کہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔ من قتل قملۃ تصدق بماشاء۔ ھذا اخذھا من بدنہ اوراسہ اوثوبہ امام اذا اخذھا من الارض فقلھا فلا شی علیہ۔ اھ ملخصاً

۶- محرم حالت احرام میں اگر شکار کی خرید وفروخت کرے تو اس کی بیع باطل ہے جیسا کہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۲ میں ہے۔ اذا باع المحرم صیدا او بتاعۃ دلبیع باطل۔

۷- عورت کے لیے بیت اللہ شرف کا طواف دور سے افضل ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر

صفحہ ۳۲۳ میں ہے۔ والتباعد طوافها عن البیت افضل ۔

۸- جو شخص کہ پہلے مالدار تھا اور اس پر حج فرض ہوا مگر اس نے نہیں کیا اور مال کو برباد کر دیا تو ایسے غریب مسلمانوں کو حج کے لیے قرض لینا لازم ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۳۹۶ میں ہے۔ ای فقیر یلزمه الا ستقراض للحج ؟ فقل من کان غنیا ووجب علیه ثم استهلکه ۔

۹- مکمل طور پر اپنی طرف سے حج فرض ادا کر لینے کے بعد مرتد ہو گیا۔ معاذ اللہ تو اس صورت میں پھر مسلمان ہونے پر اگر صاحبِ استطاعت ہو تو دوبارہ حج فرض ہے۔ در مختار مع شامی جلد سوم بابِ المرتد صفحہ ۳۰۳ میں ہے۔ اذا سلم وهو غني فعليه الحج ۔

۱۰- جو حاجی کہ عرفات میں رات کو رہ گیا۔ یا مزدلفہ کے سوا دوسرے راستے سے واپس ہوا تو اسے عرفہ کے دِن مغرب کی نماز مغرب کے وقت ہی میں پڑھنا ضروری ہے (بہارِ شریعت حصہ ششم صفحہ ۹۶) اور شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۷ میں ہے۔ لم یمر علی المزدلفة لزم صلٰوة المغرب فی الطریق فی وقتها لعدم الشرط وکذا لو بات فی عرفات ۔
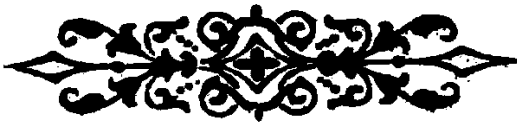
نکاح کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں نکاح کرنا فرض ہے؟
۲- کس صورت میں نکاح کرنا حرام ہے؟
۳- کس طرح ایجاب وقبول ہونے سے نکاح جائز نہیں؟
۴- کس شخص کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا؟
۵- کس صورت میں حاملہ عورت سے نکاح کرنا جائز ہے؟
۶- کس شخص کو عورت کی عدت میں نکاح کرنا جائز ہے؟
۷- شوہر نے عورت کو طلاق مغلظہ دے دی۔ اس نے عدت گزارنے کے بعد دوسری شادی کی شوہر ثانی نے ہمبستری کے بعد اسے طلاق دے دی پھر عورت نے دوبارہ عدت گزار لی مگر اس کے باوجود شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۸- عورت کی عدت گزرے بغیر کس صورت میں شوہر دوسرا نکاح نہیں کر سکتا؟
۹- وہ کون سا بچہ ہے کہ جس کا نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا؟
۱۰- بالغہ عورت کا نکاح کس صورت میں نہیں ہوگا؟
۱۱- کس صورت میں حاملہ بالزناء سے وضع حمل کے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں؟
۱۲- بالغہ لڑکی نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے اسے جائز بھی کر دیا مگر نکاح نہ ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۳- باپ دادا بالغہ لڑکی کا نکاح کیا مگر نکاح نہ ہوا اس کی صورت کیا ہے؟
۱۴- باپ دادا کے علاوہ دوسرے ولی نے لڑکی کا نکاح کیا مگر نکاح نہ ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۵- کس صورت میں بیٹا نکاح کا ولی ہوتا ہے؟

۱۶- وہ کون سی صورت ہے کہ عورت مہر معاف کر دے لیکن اس کے باوجود مہر معاف نہ ہو گا؟

۱۷- ایک عورت نے ایک روز میں تین شوہروں سے تین مہر وصول کیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۸- نکاح ہوا شوہر نے ہمبستری بھی کی لیکن مہر لازم نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۹- ایک مسلمان کے پاس چار عورتیں تھیں اور بغیر ارتداد وطلاق چاروں عورتیں شوہر پر حرام ہوگئیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۰- بیوی کا دودھ پینے سے کب وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے؟

۲۱- نکاح کے باوجود کن صورتوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری حرام ہے؟

۲۲- صحبت حرام لیکن گناہ نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۳- اپنی لڑکی کو سوتے سے جگایا تو بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۴- بچہ نے ڈھائی سال عمر ہونے سے پہلے دوسرے کا دودھ پیا مگر دودھ کے رشتہ کی حرمت نہیں ثابت ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۵- باپ نے ہوش وحواس کی درستگی میں ایک اجنبی شخص سے کہا: میں نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کیا اور اس نے قبول بھی کیا مگر نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۶- ای جماع لا یوجب المصاهرة؟

۲۷- ایک باپ کے دو بیٹے ہیں ایک بیٹے کو دوسرے بیٹے کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۸- بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۹- بیٹے کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) نکاح کی پہیلیاں

۱- جو شخص کی مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو اور اسے یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں وہ زنا کے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا تو اس حال میں اسے نکاح کرنا فرض ہے درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے۔ ان تبقن الزنا الابه فرض نهاية وهذا ان ملك المهر والنفقة ۔ اور بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ ۲۲۸ میں ہے۔ لا خلاف ان النكاح فرض حالة التوقان حتّٰى ان من تاقت نفسه نسفه الٰى النساء بحيث لا يمكنه الصبر عنهن وهو قادر علٰى المهر والنفقة ولم يتروج ياثم ۔

۲- جب کہ یقین ہو کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا۔ یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں اِنہیں پورا نہ کر سکے گا تو اِن صورتوں میں نکاح کرنا حرام ہے درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں ہے۔ يكون مكروها لخوف الجورفان تيقنه حرم ذٰلك ۔ اھ ملخصاً ۔

۳- اس قدر ایجاب وقبول ہونے سے نکاح جائز نہیں ہوتا کہ دو مرد یا ایک مرد اور عورتیں ایجاب وقبول کے الفاظ کو نہ سن سکیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۲۵۱ میں ہے۔ لو سمعا كلام احدهما دون الاخرا او سمع احدهما كلام احدهما والاخر كلام الاخر لا يجوز النكاح هكذا فى البدائع ۔

۴- مرد کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا اس لیے کہ وہ ولی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور جو ولی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ نکاح کا گواہ نہیں ہوسکتا۔ فتاویٰ رِضویہ حصہ پنجم صفحہ ۲۶ ہے '' مرتد یا نابالغ صالح ولایت نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۵۰ میں ہے۔ الصل فى هذا الباب ان كل من يصلح ان يكون وليا فى النكاح بولاية نفسه صلح ان يكون شاهدا ومن لا فلا كذا فى الخلاصة ۔

۵- جب کہ حاملہ عورت کسی کے نکاح اور عدت میں نہ ہو تو اس صورت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہے پھر اگر حمل اسی شخص کا ہے کہ جس سے نکاح ہوا تو بعد نکاح وہ اس عورت سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے۔ ورنہ نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ

۲۶۲ میں ہے۔ فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قذفنی هو بها وظهر بها حبل فالنکاح جائز عند الکل وله ان یطاها عندا لکل کذا فی الذخیرۃ اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۹۱ میں ہے۔ صح نکاح حبلی من زنا لامن غیرہ وان حرم وطاها ودواعیه حتّٰی تضع ولو نکحها الزانی حل له وطاها اتفاقا ۔ اھ ملخصاً۔

۶- جس شخص نے عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دی ہو تو خود اس کو اپنی اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ قدوری باب الرجعۃ صفحہ ۲۰۲ میں ہے۔ ان کان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان یتزوجها فی عدتها ۔

۷- حلالہ کے لیے عورت نے نکاح فاسد کیا مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا شوہر ثانی کے نکاح میں چار عورتیں پہلے سے تھیں یا اس کی عدت میں عورت کی بہن تھی تو ان تمام صورتوں میں اگرچہ شوہر ثانی نے بعد ہمبستری طلاق دی اور عدت بھی عورت نے گزار لی مگر وہ شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوئی کہ حلالہ کے لیے نکاح صحیح کا ہونا شرط ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۱ میں ہے ان کان الطلاق ثلاثا لم تحل له حتّٰی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بهاثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة ۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۵۰ پر نکاح فاسد کی تعریف میں ہے۔ هو الذی فقد شرطا من شر ائط الصحة کشهود اور شامی میں ہے۔ قوله کشهود ومثلة تزوج الاختین معاو نکاح الاخت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسه فی عدة الرابعة ۔

۸- جس عورت کو طلاق دی ہے عدت گزرے بغیر دوسرا نکاح اس کی بہن سے نہیں کر سکتا۔ اور ایسے ہی جس کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اگر ایک کو طلاق دی تو عدت گزرے بغیر پھر چوتھی سے نکاح نہیں کرسکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۶۱ میں ہے۔ لا یجوز ان یتزوج اخت معتدته سواء کانت العدة عن طلاق رجعی او بائن او ثالث او عن نکاح فاسد او اعن شبهة وکما لا یجوزان یتزوج اختها فی عدتها فکذا لا یجوزان یزوج واحدة من ذوات

المحارم التي لا يجوز الجمع بين اثنتين منهن وكذا لا يحل ان ينتزوج اربعا سواها هكذا في الكافي ۔

۹- پیٹ کے بچہ کا نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ المولی تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''پیٹ کے بچہ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اذا لا ولاية على الجنين لا هد كما في غمز العيون ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۷۵)

۱۰- اگر ولی کی رضا کے بغیر بالغہ غیر کفو سے نکاح کرے تو نہیں ہوگا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۹۷ میں ہے۔ يفتي في غير الكفؤ بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاثا نكحت غير كفؤ بلا رضي ولي بعد معرفته اياه ۔

۱۱- جب کہ حاملہ بالزناء سے کسی نے نکاح کیا اور مر گیا۔ یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو اس صورت میں میں حاملہ بالزناء سے وضع حمل کے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصرف صفحہ ۴۷۲ میں ہے۔ عدة الحامل ان تضع حملها كذا في الكافي سواء كان الحمل ثابت النسب ام لا ويتصور ذلك فيمن تزوج حاملا بالزنا۔ كذا في السراج الوهاج ۔ اه ملخصاً

۱۲- جب کہ بالغہ لڑکی نے غیر کفو سے نکاح کیا اور ولی نے بعد نکاح جائز کیا تو اس صورت میں نکاح نہ ہوا کہ غیر کفو سے صحیح ہونے کے لیے عقد سے پہلے ولی کا جان بوجھ کر اپنی رضا کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے۔ يفتني في غير الكفؤ بعدم جوازة اصلا وهو المختار للفتوىٰ لفاسد الزمان فلا تحل لا رضي ولي بعد معرفته اياه فليحفظ اھ ملخصاً ۔

۱۳- اگر باپ دادا کا سوء اختیار معلوم ہو چکا مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی کسی نابالغہ لڑکی یا پوتی کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تھا۔ پھر دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو اس صورت میں نکاح نہ ہوا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۰۴ میں ہے۔ لزم النكاح بغير كفؤ ان كان الولي ابا اوجد الم يعرف منهما سوء الاختيار وان عرف لا يصح النكاح اتفاقاً اھ ملخصاً ۔

۱۴- باپ دادا کے علاوہ بھائی یا چچا وغیرہ نے اگر نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کیا تو نکاح نہیں ہوا درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۰۵ پر ہے۔ ان کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفوا صلا اھ ملخصاً ۔

۱۵- جب کہ عورت مجنونہ (پاگل) ہو تو بیٹا اس کے نکاح کا ولی ہوتا ہے۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۱۱ میں ہے۔ یقدم ابن المجنونہ علٰی ابیھا ۔

۱۶- شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کر دے ورنہ تجھے ماروں گا اور شوہر مارنے پر قادر ہے تو اس صورت میں عورت کے مہر معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۱) اور درمختار مع ردالمختار جلد ۵ ص ۸۸ میں ہے۔ خوفھا الزوج بالضرب حتّٰی وھبتہ مھر ھالم تصح الھبۃ ان قدر الزوج علی الضرب ۔
اور مرض الموت میں اگر ورثہ کی اجازت کے بغیر عورت نے مہر معاف کیا تو اس صورت میں بھی مہر معاف نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد نمبر ا صفحہ ۳ میں ہے۔ لا بد فی صحۃ حطھا من الرضی حتّٰی لو کانت مکرھۃ لم یصح ومن ان لا تکون مریضۃ مرض الموت ھکذا فی البحر الرائق ۔

۱۷- عورت حاملہ تھی شوہر نے اسے طلاق دے دی تو عورت نے اس سے پورا مہر وصول کیا اور طلاق کے فوراً بعد اسے بچہ پیدا ہوا عدت ختم ہوگئی تو اسی روز اس نے دوسری شادی کر لی مگر دوسرے شوہر نے فوراً خلوت صحیحہ کے پہلے طلاق دے دی تو اس سے آدھا مہر وصول کیا۔ اور چونکہ اس صورت میں عدت نہیں اس لیے عورت نے اسی روز تیسرے شوہر سے شادی کی جو فوراً مر گیا اس کے ترکہ سے عورت نے پورا مہر وصول کیا اس طرح ایک عورت نے ایک ہی روز میں تین شوہروں سے تین مہر وصول کیا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں ہے۔ ای امرأۃ اخذت ثلاثہ مھور من ثلاثۃ ازواج فی یوم واحد؟ فقل امرأۃ حاصل طلقت ثم وضعت فلھا کمال المھر ثم تزوجت وطلقت قبل الدخول ثم تزوجت فمات ۔

۱۸- نابالغ نے ولی کی اجازت کے بغیر عاقلہ بالغہ عورت سے اپنا نکاح کر لیا اور ہمبستری بھی کر لی۔ پھر اس نکاح کو ولی نے رد کر دیا تو اس صورت میں مہر لازم نہیں ہوا۔

الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۸ میں ہے۔ تزوج صبی امرأۃ مکلفۃ بغیر اذن ولیہ ثم دخل بھا طوعا فلا حد ولا مھر کما فی الخانیۃ ۔

تین عورتیں اڑھائی سال کی عمر سے کم تھیں اور ایک عورت بڑی تھی۔ اس نے تین چھوٹی عورتوں کو اپنا دودھ پلا دیا تو چاروں عورتیں بغیر ارتداد و طلاق شوہر پر حرام ہو گئیں ہدایہ جلد دوم صفحہ ۳۳۳ میں ہے۔ اذا تزوج الرجل صغیرۃ وکبیرۃ فارضعت الکبیرۃ الصغیرۃ حرمتا علی الزوج ۔

۲۔ اڑھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے اگر شوہر اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور اس سے زیادہ عمر ہونے کے بعد پیا تو حرام نہیں ہوتی جیسا کہ در مختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۴۱۴ میں ہے قولہ مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم ۔ ردالمحتار میں ہے۔ قولہ مص رجل قیدبہ احترازا عما اذا کان الزوج صغیرا فی مدۃ الرضاع فانھا تحرم علیہ ۔

نکاح کے باوجود اپنی بیوی سے مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمبستری حرام ہے۔ (۱) حالتِ حیض میں (۲) نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں (۳) حالتِ اعتکاف میں (۴) حالتِ احرام میں (۵) ایلاء میں (۶) ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے۔ (۷) وطی بالشبہ کی عدت میں۔ (۸) عورت کے آگے اور پیچھے کا مقام ایک ہو جانے کی صورت میں جب تک کہ آگے کے مقام میں ہمبستری ہونے کا یقین نہ ہو۔ (۹) جب کہ عورت اپنی کمسنی، مرض، یا موٹاپے کی وجہ سے ہمبستری کو برداشت نہ کر سکے۔ (۱۰) جب کہ عورت مہر معجل لینے کے لیے اپنے کو شوہر سے روکے تو اس صورت میں بھی ہمبستری حرام ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الذی یحرم علیہ وطی زوجتہ مع بقاء النکاح الحیض والنفاس والصوم والواجب، وضیق وقت الصلٰوۃ والاعتکاف، والاحرام، والایلاء، والظھار قبل التکفیر، وعدۃ وطی الشبھۃ، واذا صارت مفضاۃ، اختلط قبلھا ودبرھا فانہ لا یحل لہ اتیانھا حتّٰی یتحق وقوعہ فی قبلھا، وفیما اذا کانت لا تحملہ لصغیر اومرض او سمنہ، وعندہ امتناعھا لقبض

معجل مهرها لم يحل كرها ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۳۵)

۲۲- دوسرے کی عدت گزارنے والی عورت سے لاعلمی میں نکاح کے بعد صحبت کی اور معلوم ہونے پر عورت کو جدا کر دیا تو اس صورت میں صحبت حرام ہوئی مگر گناہ نہ ہوا۔ کما نصوا عليه وذلك لان الجهل في موضع الخف عذر مقبول ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۶۵۱)

۲۳- بیوی کو ہمبستری کے لیے جگانا چاہا تو ہاتھ اس کی لڑکی پر پہنچ گیا جو مشہاۃ تھی تو اسے بیوی سمجھ کر شہوت کے ساتھ جگایا اس طرح لڑکی کو سوتے سے جگانے پر بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصرف صفحہ ۲۵۷ میں ہے۔ لو ايقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده الى بنة منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهي يظن انها امها حرمت عليه الام حرمة مؤبدة كذا في فتح القدير ۔

۲۴- جب کہ مرد کو دودھ اترا تو اگر چہ بچہ نے اڑھائی سال عمر ہونے سے پہلے اس کا دودھ پیا مگر اس صورت میں دودھ کے رشتہ کی حرمت نہیں ثابت ہوئی جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم مجیدی صفحہ ۶۱ میں ہے۔ اذا انزل للرجل لبن فشربه صبي لا يتعلق به حرمة الرضاع ۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۲۴ میں ہے۔ لبنها محرم في الرضاع دونه ۔

۲۵- اس کی لڑکی کا نام کوئی دوسرا عائشہ وغیرہ ہے اور اس نے قصداً آیا بھول کر یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح کیا تو اِس صورت میں منعقد نہ ہوا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۵۶ میں ہے۔ قال في الخانية رجل له بنت واحدة اسمها عائشة فقال الاب وقت العقد زوجت منك بنتي فاطمة لا ينعقد النكاح ۔

۲۶- جماع الصغيرة لا يوجب المصاهرة هكذا في (الاشباہ والنظائر علی صفحہ ۳۹۶)

۲۷- جب کہ ایک باپ کے دو بیٹے دو عورتوں سے ہوں تو ایک بیٹے کے دوسرے بیٹے کی اخیافی یعنی ماں شریکی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جو دوسرے باپ سے ہے جیسا کہ قدوری ابالرضاع صفحہ ۱۹۱ میں ہے۔ يجوز ان يتزوج باخت اخيه من النسب

وذلك مثل الخ من الاب اذا كان له اخت من امه جاز لاخيه من ابيه ان يزوجها ۔

۲۸۔ نسبی بھائی کی رضاعی ماں، رضاعی بھائی کی نسبی ماں اور رضاعی بھائی کی رضاعی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی رضاعی ماں نہ ہو۔ (شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الرضاع صفحہ ۵۸)

۲۹۔ نسبی بیٹے کی رضاعی، بہن، رضاعی بیٹے کی نسبی بہن اور رضاعی بیٹے کی رضاعی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی رضائی بیٹی نہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصرف صفحہ ۳۲۱ میں ہے۔ لا یجوز للرجل ان یتزوج اخت ابنه من النسب ویجوز فی الرضاع، اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۵۸ میں ہے۔ فان الخت الرضاعبة للابن النبی والاخت النسبیه لابن الرضاعی والاخت الرضاعیه لابن الرضاعی لیس فیها الوجه المحرم ۔

طلاق کی پہیلیاں

۱- شوہر نے ہوش وحواس کی درستگی میں طلاق نامہ لکھا مگر اس کے باوجود طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲- طلاق کے وقت شوہر کے ہوش وحواس درست نہ تھے مگر اس کے باوجود طلاق واقع ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳- مجنون کی بیوی کو کن صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے؟

۴- نابالغ کی بیوی پر کن صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے؟

۵- طلاق کے اِقرار سے طلاق نہیں پڑی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۶- عورت تالاب میں غسل کر رہی تھی شوہر نے کہا کہ اگر تو اس پانی سے نکلے تجھے طلاق۔ پھر عورت گھر چلی گئی اور طلاق نہیں پڑی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۷- ایک شوہر اپنی عورت کے پاس کپڑے بندھی ہوئی ایک گٹھڑی لایا اور کہا کہ اگر تو اسے کھولے تجھے طلاق اور پھاڑے تو طلاق اور جو چیز کہ اس میں ہے اگر اسے نہ نکالے تو طلاق۔ تو گٹھڑی میں جو چیز تھی عورت نے اسے نکالی اور طلاق نہیں پڑی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸- شوہر نے قسم کھائی کہ آج میں اپنی عورت کو ضرور طلاق دوں گا پھر اس نے چاہا کہ قسم پوری ہو جائے لیکن عورت کو طلاق بھی نہ پڑے تو۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۹- اگر کہا تجھے طلاق بائن ہے انشاء اللہ۔ تو کس صورت میں طلاق پڑے گی اور کس صورت میں نہیں پڑے گی؟

۱۰- شوہر نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر آج میں طلاق نہ دوں تو تجھے تین طلاق اب وہ چاہتا ہے کہ اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے تو کون سا طریقہ اختیار کرے؟

۱۱- شوہر کے منہ میں لقمہ ہے اس نے کہا کہ اگر میں اس لقمہ کو نگل جاؤں تو میری بیوی کو طلاق اور اگر منہ سے نکال دوں تو طلاق پھر چاہتا ہے کہ اس کی بیوی پر طلاق نہ پڑے تو کون سی ترکیب اختیار کی جائے؟

۱۲- شوہر اور چڑھتے ہوئے زینہ پر ٹھہر گیا اور کہا کہ میں اوپر جاؤں تو میری بیوی کو طلاق اور اگر نیچے جاؤں تو بھی طلاق۔ اب چاہتا ہے کہ طلاق نہ پڑے تو کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟

۱۳- شوہر نے اپنی عورت سے کہا: اگر تو فلاں شخص سے کبھی بات کرے تجھے طلاق۔ پھر عورت نے اسی شخص سے بات کی اور طلاق نہیں پڑی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- ایک شخص نے کہا کہ جب کبھی میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق تو اب کون سا طریقہ اِختیار کیا جائے کہ اس شخص کا نکاح ہو جائے اور طلاق نہ پڑے؟

۱۵- شوہر نے اپنی عورت کو کہا: اے طالق! اِس کے باوجود عورت پر طلاق نہیں پڑی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۶- طلاق دینے کے باوجود عورت سے ہمبستری کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۷- کس صورت میں عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے؟

۱۸- وہ کون سی صورت ہے کہ بیوی شوہر کے پاس ہے مگر شوہر پر اِس کا نفقہ واجب ہے؟

۱۹- وہ کون سی صورت ہے کہ تندرست باپ کی موجودگی میں بھائی پر نفقہ واجب ہے؟

۲۰- وہ کون سی عورت ہے کہ جس کو طلاق کے بیس سال بعد لڑکا پیدا ہوا اور لڑکا طلاق دینے والے شوہر ہی کا ہے؟

۲۱- ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہو تجھے تین طلاق۔ اب وہ چاہتا ہے کہ عورت اس گھر میں داخل ہو اور طلاق نہ ہو۔ تو اس کی ترکیب کیا ہے؟

۲۲- شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق رجعی دی اور عورت ابھی عدت میں ہے مگر شوہر رجعت نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اس سے پہلے شوہر نے اس عورت کو کبھی کوئی

طلاق نہیں دی۔ تو اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

۲۳- ایک طہر میں دو طلاق دی اور گنہگار نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۴- نکاح کے بعد طلاق دے دی اور آدھا مہر بھی واجب نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۵- ایک ہی طلاق بائن کے بعد شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا اس کی صورت کیا ہے؟

۲۶- طلاق کی نیت سے ہوش و حواس کی درستگی میں اپنی بیوی کو طلاق لکھی مگر واقع نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۷- اگر حلالہ کرنے والے سے طلاق نہ دینے کا اندیشہ ہو تو کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟

۲۸- شراب کے نشے میں طلاق دی مگر نہیں واقع ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۹- شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو ہانڈی میں آدھا حلال اور آدھا حرام ایک ساتھ نہ پکائے تجھے طلاق۔ عورت چاہتی ہے کہ طلاق نہ پڑے تو وہ کون سا طریقہ اختیار کرے؟

❀❀❀❀

(جوابات) طلاق کی پہیلیاں

۱- اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے شوہر کو دھمکی دی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے یا بہت ماریں گے اور شوہر کو غالب گمان ہوا کہ طلاق نہ دینے کی صورت میں ایسا کر گزرے گا تو اس نے طلاق کا لفظ زبان سے نہ کہا: اور نہ دل میں ارادہ کیا مگر طلاق نامہ لکھ دیا تو ہوش و حواس کی درستگی میں طلاق کے باوجود طلاق واقع نہ ہوئی فتاویٰ قاضی خان مع ہندیہ جلد اوّل صفحہ ۴۴۱ میں ہے۔ رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فکتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھھنا۔

۲- شراب یا بھنگ پی کر طلاق دی تو واقع ہو جائے گی اگرچہ اس کے ہوش وحواس درست نہ تھا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۳۱ میں ہے طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وھو مذھب اصحابنا رحمھم اللّٰہ تعالٰی کذا فی المحیط۔ ومن سکر من البنج یقع طلاقہ ویحد لفشو ھذا الفعل بین الناس وعلیہ الفتوٰی فی زماننا کذا فی جواھر الاخلاطی ۔

۳- مجنون کی بیوی کو چار صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے۔ (۱) جب کہ مجنون نے ہوش وحواس کی درستگی کے زمانے میں طلاق کو کسی چیز پر معلق کیا ہو۔ مثلاً بیوی سے کہا کہ اگر تو فلاں کے بعد جائے تو تجھے طلاق۔ پھر شوہر کے مجنون ہونے کے زمانہ میں عورت فلاں کے گھر گئی تو اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ (۲) جب کہ مجنون شوہر مجبوب یعنی مقطوع الذکر والخصیتین ہو تو عورت کے چاہنے پر ان دونوں کے مابین تفریق کر دی گئی تو اِس صورت میں بھی مجنون کی عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ (۳) جب کہ مجنون شوہر نامرد ہو تو عورت کے دعویٰ کرنے پر ایک سال کی مدت مقرر کی گئی۔ اور اس درمیان میں وہ جماع نہیں کر سکا پھر مجنون کے ولی کے سامنے تفریق کر دی گئی تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی (۴) جب کہ مجنوں کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے اور اس کے ماں باپ اِسلام لانے سے اِنکار کر دیں تو اس صورت میں بھی تفریق کر دی جائے گی اور مجنون کی بیوی پر عندالشرع طلاق واقع ہو جائے گی۔

جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۸۰ میں ہے۔ المجنون لا یقع طلاقہ الا فی مسائل۔ اذا علق عقالا ثم جن فوجد الشرط۔ وفیما اذا کان محبوبا فانہ یفرق بینھما بطلبھا وھو طلاق۔ وفیما اذا کان عنینا یوجل بطلبھا افان لم یلصل فرق بینھما بحضور ولیہ۔ وفیما اذا سلمت وھو کافروا بی ابواہ الاسلام فانہ یفرق بینھما وھو طلاق ۔

۴- نابالغ کی بیوی پر دو صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے۔ (۱) جب کہ نابالغ کی بیوی مسلمان ہو گئی اور سمجھدار ہے تو اس پر اِسلام پیش کیا گیا مگر اس نے اِنکار کر دیا تو اس صورت میں نابالغ کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ (۲) جب کہ نابالغ لڑکا مقطوع

الذکر والخصیتین ہو اور بیوی کے چاہنے پر ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے تو اس صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: الصبی لا یقع طلاقة الا اذا سلمت فعرض علیه ممیزا فابی الطلاق علی الصحیح وفیما اذا کان محبوب وفرق بینهما فهو طلاق علی الصحیح ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۱۸۰)

۵۔ مفتی کے فتویٰ کے دینے کے سبب شوہر نے طلاق کا اِقرار کیا پھر مفتی کے فتویٰ غلط ثابت ہوا تو اس صورت میں طلاق اِقرار طلاق نہیں پڑی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۱ میں ہے لو اقر بطلاق زوجته ظانا الوقوع بافتاء المفتی فتبین عدمه لم یقع کما فی القنیة ۔

۶۔ کسی چیز سے تالاب کا کل پانی نکال لیا گیا پھر عورت گھر چلی گئی کہ اس صورت میں طلاق نہیں پڑے۔ الاشباہ والنظائر میں ۳۹۷ میں ہے۔ قال لامرأته ان خرجت من هذا الماء فانت طالق فما الحیلة ؟ فقل تخرج ولا یحنث لان الماء الذی کانت فیه زال بالجریان ۔

۷۔ گٹھڑی میں شکر یا نمک تھا عورت نے اسے پانی میں ڈال دیا۔ تو وہ پگھل کر نکل گیا۔ اس طرح عورت پر طلاق نہیں پڑی۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۷ ص ہے۔ رجل اتی الی امرأته بکیس فقلال انه حللته فانت طایق وان قصصته فانت طالق وان لم تخرجی ما فیه فانت طالق۔ فاخرجت ما فی الکیس ولم یقع فقل ان الکیس کان فیه سکرا وملح فوضعته فی الماء فذاب ما فیه ۔

۸۔ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تجھے طلاق ہے اِنشاء اللہ تعالیٰ تو اس صورت میں قسم پوری ہو جائے گی مگر اس کی عورت کو طلاق نہیں پڑے گی حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: حلف لیطلقها الیوم۔ فالحلیة ان یقول لها انت طالق انشاء الله تعالی ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۴۰۹)

۹۔ لفظ انشاء اللہ تعالیٰ کا شمار استثناء میں ہے اور استثناء وجب طلاق سے متصل ہوگا تو نہیں پڑے گا۔ لہٰذا جب طلاق واستثناء کے درمیان کوئی مفید لفظ ہوگا تو اتصال باقی رہے گا

اور طلاق نہیں پڑے گی ورنہ پڑ جائے گی تو اگر شوہر نے غیر مدخولہ عورت سے کہا کہ تجھے طلاق بائن ہے انشاء اللہ تو لفظ بائن اس صورت میں چونکہ مفید نہیں اس لیے کہ اگر وہ بائن نہ کہتا تو بھی غیر مدخولہ میں بائن ہی پڑتی۔ لہٰذا استثناء صحیح نہ ہوا اور طلاق پڑ گئی اور اگر مدخولہ عورت سے کہا تجھے طلاق بائن ہے۔ انشاء اللہ تو نہیں پڑے گی اس لیے کہ لفظ بائن کے مفید ہونے کے سبب استثناء صحیح ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ تجھے طلاق رجعی ہے انشاء اللہ تو عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ بہر صورت طلاق پڑ جائے گی۔ در مختار مع شامی جلد۲ صفحہ ۵۱۰ میں ہے۔ انت طائق رجعیا انشاء اللہ وقع وابائنا لا یقع ۔ اور ردالمحتار میں ہے۔ (قولہ وقع) الاولیٰ فانہ یقع وانما کان الفاضل ھنا لغوا لانہ لا فائدۃ فی ذکر الرجعی لکونہ مدلول الصیغۃ شرعا ۔ ط

۱۰- شوہر اپنی عورت سے کہے کہ میں نے تجھے اس شرط پر طلاق دی کہ تو مجھے ایک ہزار روپیہ دے اور عورت اس شرط کو قبول نہ کرے تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گیا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ لو قال ان لم اطلقك الیوم فانت طائق ثلاثا۔ فالحیلۃ ان یقول لھا انت طالق علی الف درھم ولم تقبل لم یقع وعلیہ الفتویٰ اس طرح درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۴۴۵ میں بھی ہے۔

۱۱- کوئی شخص اس کی جازت کے بغیر زبردستی اس کے منہ سے لقمہ نکال لے اس ترکیب سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: فی فیہ لقمۃ فقال ان اکلتھا فی طائق وان طرحتھا فی طالق۔ فالحلیۃ ان یاخذھا من فیہ انسان بغیر امرہ ۔

۱۲- کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر زبردستی سے اُٹھا کر نیچے کر دے اس طریقہ سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی۔ الاشباہ والنظائر ص ۴۱۰ میں ہے۔ ان صعدت فکذا وان نزلت فکذا یحملھا وینزل بھا ۔

۱۳- شخص مذکور مر گیا پھر کسی ولی کی کرامت سے زِندہ ہوئی اس کے بعد عورت نے اس شخص سے بات کی تو اس صورت میں عورت پر طلاق نہیں پڑے گی۔

(بہارِ شریعت باب تعلیق جلد ۸ صفحہ ۴۲)

۱۴- فضولی یعنی جسے اس شخص نے نکاح کا وکیل نہ بنایا ہو بغیر اس کے حکم کے کسی عورت سے نکاح کر دے اور جب اسے خبر پہنچے تو زُبان سے نکاح کو نافذ نہ کرے بلکہ کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے اِجازت ہو جائے مثلاً اس عورت کے پاس مہر کا کچھ حصہ بھیج دے یا اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق قائم کرے تو یہ طریقہ اِختیار کرنے سے نکاح ہو جائے گا اور طلاق نہیں پڑے گی۔ (بہارِ شریعت ۸ صفحہ ۱۶)

۱۵- عورت کا نام طالق ہے اور شوہر نے اس لفظ سے طلاق کی نیت بھی نہیں کی تو اس صورت میں عورت کے طالق کہنے کے باوجود اس پر طلاق نہیں پڑی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۶ میں ہے۔ لو قال لها یا طائق وهو اسمها ولم یقصد الطلاق لا یقع کما فی الخانیة ۔

۱۶- جب کہ طلاق رجعی دی ہو تو ایسی طلاق والی عورت سے ہمبستری کرنا جائز ہے جیسا کہ قدوری باب والرجعۃ صفحہ ۲۰۲ میں ہے: اطلاق الرجعی لا یحرم الوطی ۔

۱۷- جب کہ شوہر نے عورت کو اِختیار دیا ہو تو وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۷۵ میں ہے ان قال کلها طلقی نفسك منی شئت فلها ان تطلق فی المجلس وبعده ولها السیئة مرة واحدة وکذا قوله متی ما شئت واذا ما شئت ولو قال کلما شئت کان ذلك لها ابدا حتّٰی یقع ثلاث کذا فی السراج والهاج ۔

۱۸- نابالغہ لڑکی جو قابل جماع نہ ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں اگر چہ وہ اپنے شوہر کے پاس ہو جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۸۵ میں ہے۔ المرأة ان کانت صغیرة مثلها لایوطا ولا یصلح الجماع فلا نفقه لها عندنا حتّٰی تصبر الی الحالة التی تطیق الجماع سواء کانت فی بیت الزوج او فی بیت الاب هکذا فی المحیط ۔

۱۹- جب کہ باپ تنگدست ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے محتاج ہوں مگر بڑا بیٹا مالدار ہو تو اس صورت میں تندرست باپ کی موجودگی میں بھائی پر نفقہ واجب ہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۵۰۰ میں ہے۔ الابا اذا کان فقیرا معسر اوله اولاد صغار محاویج وابن کبیر موسر یجبر الا بن علٰی نفقه ابیه ونفقه اولاده

الصغار كذا في محيط السرخسي ۔

۲۰- وہ عورت مطلقہ رجعیہ ہے کہ جس نے طلاق کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا تو اگر چہ بیس سال یا اس سے زیادہ گزر گئے لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا طلاق دینے والے شوہر ہی کا ہے جیسا کہ در مختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۲۳ میں ہے۔ يثبت نسب ولد معتدة الرجعي وان ولدت لا كثر من سنتين ولو لعشرين سنة فاكثر لا حتمال امتداد طهرها وعلوقها في لعدة مالم تقر بمضي العداة ا ھ ملخصاً ۔

۲۱- عورت کو ایک طلاق دے دے اور جب عدت گزر جائے تو عورت اس گھر میں داخل ہو پھر اس سے نکاح کر لے اس ترکیب سے اب وہ عورت اس گھر میں داخل ہو گی تو طلاق نہیں پڑے گی جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم مجیدی صفحہ ۸۹ میں ہے۔ ان قال ان دخلت الدار فانت طائق ثلثا فاراد ان تدخل الدار من غير ان يقع الثلاث۔ فيحلة ان يطلقها واحدة وتنقضي العدة فتد خل الدار حتّٰى يبطل اليمين ولا يقع الثلث ثم يتزوجها فان دخلت الدار لا يقع شيء لبطلان اليمين ۔

۲۲- جب کہ عورت خلوت صحیحہ کی عدت میں ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اس صورت میں رجعت نہیں کر سکتا اگر چہ اس سے پہلے شوہر نے اس عورت کو کبھی کوئی طلاق نہ دی ہو، فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۰۲ میں ہے۔ اگر بعد نکاح ابھی وطی و جماع کی نوبت نہ پہنچی ہو اگر چہ خلوت ہو چکی ہو تو طلاق دی جائے بائن ہی ہو گی۔ اور در مختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۵۲۹ میں ہے۔ لا رجعة في عدة الخلوة ۔

۲۳- جس طہر میں ہمبستری نہیں کی تھی ایک طلاق بائن دی۔ اور اسی طہر میں دوبارہ نکاح کرنے کے بعد پھر طلاق دی یا ایک طلاق رجعی دی اور اسی طہر میں ہمبستری کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے رجعت کرنے کے بعد پھر طلاق دی۔ تو ان صورتوں میں ایک ہی طہر میں دو طلاق دینے کے باوجود گنہگار نہیں ہوا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔ لو ابانها في طهر لم يجامعها فيه ثم تزوجها فله ان يطلقها في ذلك الطهر بالاجماع كذا في البدائع۔ وان طلق

امرأته في طهر لم يجامعها فيه واحدة ثم راجعها في ذلك الطهر بالقول فله ان يطلقها ثانية في ذلك الطهر كذا في الذخيرة۔ ولو راجعها بالجماع ليس له ذلك بالاجماع كذا في السراج الوهاج ۔

۲۴- اگر نکاح فاسد کے بعد ہمبستری سے پہلے طلاق دے دی تو اس صورت میں آدھا مہر بھی واجب نہیں ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ۳۰۹ میں ہے۔ اذا وقع النکاح فاسدا فرق القاضي بين الزوج والمراة فان لم يكن دخل بها فلا مهر لها كذا في المحيط ۔

۲۵- لعان وتفرق کے بعد جو طلاق بائن پڑتی ہے اس صورت میں ایک ہی طلاق بائن کے باوجود شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ جب تک دونوں اہلیت لعان رکھتے ہوں (بہارِ شریعت) حدیث شریف میں ہے۔ المتلاعنان لا يجتمعان ابدا ۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم ۵۹۰ میں ہے۔ الحاصل ان له تزوجها اذا اخرجا اواحدهما من اهلية اللعان ۔

۲۶- جب کہ پانی یا ہوا پر طلاق لکھی تو اس صورت میں اگرچہ ہوش وحواس کی درستگی طلاق کی نیت سے لکھی مگر واقع نہ ہوئی۔ بہارِ شریعت حصہ ص ۸ میں ہے۔ ''زُبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر طلاق نہ ہوگی''۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۴۰ میں ہے: لو كتب على الهواء اوالماء لم يقع شيء وان نوٰى۔

۲۷- حلالہ کرنے والے سے نکاح کے پہلے یہ کہلوایا جائے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو پہلی ہمبستری سے فارغ ہونے پر اسے تین طلاق یا طلاق بائن تو اس طرح پہلی بار ہمبستری سے فارغ ہونے پر اسے طلاق پڑ جائے گی اور حلالہ کرنے والا پھر رجعت بھی نہیں کر سکتا۔

اور بہتر صورت یہ ہے کہ عورت اس شرط پر اس سے نکاح کرے کہ میں جب چاہوں گی اپنے اوپر طلاق بائن واقع کر لوں گی۔ الاشباہ والنظائر میں صفحہ ۴۰۸ پر ہے۔ والحيلة للمطلقة ثلاثا ان يقول المحلل قبل العقد ان تزوجتك وجامعتك فانت طائق

ثلاثا او بائنة فيقع باجماع سرة والا هسن ان تزوجة على ان امرها بيدها في الاطلاق ۱۱ھ ملخصاً

۲۸- جو کہ کسی نے مجبور کر کے شراب پلا دی یا بحالتِ اضطرار پی مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا۔ پھر نشہ میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہو گی در مختار میں ہے: اختلف الصحيح فيمن سكر مكرها او مضطرا شامی جلد دوم صفحہ ۴۲۴ میں ہے۔ قوله اختلف التصحيح الخ فصحح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وبرم الخلاصة بالوقوع ال في الفتح والاول احسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل ليس الا التسبب في زواله بسبب محظور وهو منتف وفي النهر عن تصحيح القدوری انه التحقيق ۔ ا ھ

۲۹- ہانڈی میں شراب ڈال کر اس میں کھڑے انڈے پکائے تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ ان لم تطبخ قدر انصفها حلال ونصفها حرام فهي طائق فالحلة ان تجعل الخمر في القدر ثم تطبخ البيض فيه ۔

عدت کی پہیلیاں

۱- وہ کون سی صورت ہے کہ شوہر زندہ ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی ہے مگر اس کی عورت پر عدت لازم ہے؟

۲- عورت مدخولہ نہیں ہے اس کے باوجود اس پر عدت لازم ہونے کی کیا صورت ہے؟

۳- وہ کون سی عورت ہے کہ خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے طلاق دی مگر اس پر عدت نہیں؟

۴- وہ کون سی عورتیں ہیں جن کے لیے نہیں؟

۵- وہ کون سی صورت ہے کہ طلاق کے بعد تیس برس تک عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی؟

۶- وہ کون سی صورت ہے کہ چند منٹوں میں عدت ختم ہوگئی؟

۷- بیوہ عورت کی عدت دو برس پر ختم ہوئی اس کی کیا صورت ہے؟

۸- شوہر کے مرنے کی صورت میں کب عورت کی عدت تین حیض ہے؟

۹- کس صورت میں مدخولہ عورت کو طلاق یا موت کی خبر ملنے پر فوراً دوسرا نکاح جائز ہے؟

۱۰- عورت نابالغہ نہیں ہے اور نہ پچپن سالہ ہے مگر اس کو طلاق کی عدت حیض کی بجائے مہینے سے گزارنے کا حکم ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۱- شوہر مر گیا لیکن عورت کی عدت میں سوگ کا حکم نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀
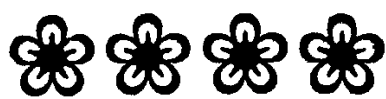
(جوابات) عدت کی پہیلیاں

۱- اس کی عورت کسی نے اپنی عورت سمجھ کر شبہ میں وطی کر لی تو اس عورت پر تین حیض سے وطی بالشبہ کی عدت لازم ہے۔ جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۱۳۸ پر ہے۔ الموطوئة

بشبهة فعدتها الحيض فی الفرقة والموت ۔

۲- جب کہ شوہر مر گیا تو عورت پر عدت گزارنا لازم ہے چاہے وہ مدخولہ ہو یا نہ ہو قال اللّٰہ تعالیٰ والذین یتوفن منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا ۔ یعنی تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ چار مہینے دس دِن اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رہیں (پ۲ ع۱۴) اور جوہرہ نیرہ جلد دوم ص ۱۳۷ پر ہے۔ اذا مات الرجل عن امرأته الحرة فعدتها اربعة اشهر وعشرا سواء دخل بها اولم یدخل ۔ اھ تلخیصًا ۔

۳- جس عورت کا مقام بند ہو خلوت صحیحہ کے باوجود طلاق کے بعد اس پر عدت نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ص ۱۲۲)

۴- اوّل مطلقہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔ دوم حربیہ عورت جو دار الحرب میں اپنے شوہر کو چھوڑ کر دارالاسلام میں امان کے ساتھ داخل ہوئی اس پر بھی عدت نہیں۔ سوم جن دو بہنوں سے ایک شخص نے بیک وقت نکاح کیا۔ چہارم چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کیا تو ان دو صورتوں میں بھی ان عورتوں پر فسخ نکاح کے بعد عدت نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۴۷۱ میں ہے۔ اربع من انساء لا عدة علیهن المطلقة قبل الدخول۔ والحربیة دخلت دارنا بامان ترکت زوجها فی دارالحرب والاختان تزوجهما فی عقد واحد فیفسخ بینهما والجمیع بین اکثر من اربع نسوة فیفسخ بینهن کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الخزأنة ۔

۵- طلاق والی عورت جب کہ حیض والی ہو یعنی حاملہ، نابالغہ اور پچپن سالہ نہ ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ لہٰذا اگر تیس سال تک اسے تین حیض نہ آئے تو اس کی عدت ختم نہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''طہر کے لیے زیادت کی جانب کوئی حد مقرر نہیں ممکن ہے کہ تین حیض تیس برس میں آئیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم میں ۶۶۸) اور پارہ دوم رکوع ۱۲ میں ہے والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء ۔ یعنی مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک (نکاح سے)

روکے رہیں۔

۶۔ عورت حاملہ تھی شوہر کی موت یا طلاق کے بعد ایک گھنٹہ پر یا اس سے پہلے لڑکا پیدا ہوا تو اس کی عدت ختم ہو گئی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۷۳ پر ہے۔ لیس للمعتدۃ بالحمل مدۃ سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم اواقل کذا فی الجوھرۃ النیرۃ ۔

۷۔ بیوہ عورت کی عدت دو برس پر ختم ہونے کی صورت یہ ہے کہ شوہر کی موت سے دو سال پر لڑکا پیدا ہوا اور اس کے پہلے عورت نے عدت گزرنے کا اِقرار نہ کیا تھا۔ اس لیے کہ حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللّٰہ تعالٰی واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (پ ۲۸ سورۂ طلاق) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۸۲ میں ہے۔ اکثر مدۃ الحمل ستان ۔

۸۔ جب کہ نکاح فاسد کی صورت میں شوہر ہمبستری کے بعد مر گیا تو عورت کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ ہدایہ جلد دوم صفحہ ۴۰۴ میں ہے۔ المنکوحۃ نکاحا فاسدا والموطوءۃ بشبھۃ عدتھا الحیض فی الفرقۃ والموت ۔

۹۔ شوہر نے طلاق دی یا وہ مر گیا مگر عورت کو خبر نہ ہوئی اس صورت میں عدت کا زمانہ گزرنے کے بعد خبر ملتے ہی وہ فوراً دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔ ابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاۃ عقیب الوفاۃ فان لم تعلم بالطلاق اوالوفاۃ حتّٰی مضت العدۃ فقد انقضت عدتھا ۔

۱۰۔ جب کہ عورت عمر سے بالغ ہوئی اور اسے حیض نہیں آیا۔ تو اس صورت میں عورت نابالغہ نہیں اور نہ پچپن سالہ ہے مگر اس کو طلاق کی عدت مہینے سے گزارنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم مجیدی صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت السن ولم تحض ثلثۃ اشھر ۔

۱۱۔ جب کہ نکاح فاسد ہوا اور اس صورت میں شوہر وطی کے بعد مر گیا عورت کو عدت میں سوگ کا حکم نہیں (بہار شریعت حصہ صفحہ ۱۳۱) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۱۸ میں ہے۔ لا حداد علٰی معتدۃ نکاح فاسد اھ ملخصاً۔

قسم کی پہیلیاں

۱۔ قسم کھائی کہ نکاح نہیں کرے گا اور نکاح کیا پھر بھی قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟
۲۔ قسم کھائی کہ نماز نہیں پڑھے گا مگر نماز پڑھی اور قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۳۔ قسم کھائی گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر گھر میں داخل ہوا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۴۔ قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا مگر پھر گوشت کھایا اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟
۵۔ قسم کھائی کہ گھر سے نہیں نکلے گا اور پھر بازار چلا گیا مگر قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟
۶۔ قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کروں گا۔ جب تک کہ فلاں شخص اجازت نہ دے پھر فلاں شخص کی اِجازت کے بغیر اس نے زید سے بات کی اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟
۷۔ قسم کھائی کہ نماز کی امامت نہیں کرے گا۔ پھر امامت کی اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟
۸۔ قسم کھائی کہ دس میں نہیں خریدے گا۔ پھر دس میں نہیں خریدا مگر اس کے باوجود قسم ٹوٹ گئی اس کی صورت کیا ہے۔
۹۔ وہ کون سی قسم ہے کہ اس کا توڑنا ضروری ہے؟
۱۰۔ قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھوں گا اور جماعت میں شریک ہو کر اس نماز کو پڑھی مگر پھر بھی اس شخص پر قسم کا کفارہ واجب ہوا اس کی صورت کیا ہے؟

۱۱- مجنوں پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۱۲- کن چیزوں کے بارے میں یمین لغو پر مواخذہ ہے؟

۱۳- قسم کھائی کہ اس رمضان میں روزہ نہیں رکھے گا۔ اب چاہتا ہے کہ قسم پوری ہو اور گنہگار نہ ہو تو اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہیں کرے گا یا اس کو نہیں مارے گا۔ پھر اسی شخص سے بات کی یا اس کو مارا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۵- ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کروں گا۔ پھر اس نے زید کو لقمہ دیا تو کس صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی اور کب نہیں ٹوٹے گی؟

۱۶- بکر نے قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا جب تک کہ فلاں شخص اِجازت نہ دے پھر شخص مذکور کی اجازت کے بعد بکر نے زید سے بات کی مگر اس کے باوجود قسم ٹوٹ گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۷- قسم کھائی کہ روزہ نہیں رکھے گا۔ پھر ایک دِن کا ک بھی روزہ نہیں رکھا مگر قسم ٹوٹ گئی۔ اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

۱۸- نذر مانی کہ اگر میرا بیمار لڑکا اچھا ہو گیا تو میں دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھوں گا۔ لڑکا اچھا ہو گیا اور اس نے دو سلام سے چار رکعت نہیں پڑھی مگر گنہگار بھی نہیں رہا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۹- قسم کھائی کہ زید سے کلام نہیں کرے گا جب تک وہ فلاں جگہ پر ہے پھر زید سے اسی جگہ پر کلام کیا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے۔

۲۰- قسم کھائی کہ نماز نہیں پڑھوں گا۔ پھر دو رکعت بھی نماز نہیں پڑھی اور قسم ٹوٹ گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) قسم کی پہیلیاں

۱- قسم کھائی کہ نکاح نہیں کرے گا اور نکاح فاسد کیا۔ مثلاً بغیر گواہوں کے تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ درمختار شامی جلد سوم میں ۱۲۲ میں ہے۔ فی خلقه لا یتزوج امرأة اوهذا المرأة فهو علی الصحیح دون الفاسد فی الصحیح ۔

۲- نمازِ جنازہ پڑھی اس لیے قسم نہیں ٹوٹی۔ جیسا کہ علامہ ابنِ نجیم مصری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: لو حلف لا یصلی لا یحنث بصلٰوة الجنازة کما فی عامة الکتب

(الاشباہ والنظائر ص ۹۷)

۳- قسم کھائی کسی گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر کعبہ شریف جو ایک گھر ہے اُس میں داخل ہوا تو قسم نہ ٹوٹی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۸ میں ہے۔ حلف لا یدخل بیتا فدخل الکعبة لایحنث۔ ملخصاً ۔

۴- قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا پھر مرداری کا گوشت کھایا تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۷ میں ہے۔ حلف لا یاکل لحمائم یحنث یاکل المنیة ۔

۵- قسم کھائی کہ گھر سے نہیں نکلے گا پھر کسی نے زبردستی کھینچ کر یا اُٹھا کر باہر کردیا اس صورت میں بازار چلا گیا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ درمختار شامی جلد سوم صفحہ ۹۷ میں ہے۔ خنث فی لایخرج من المسجد ان حمل واخرج مختار ابامره وبدونه بان حمل مکرها لا یحنث ولو راضیا بالخروج فی الاصح ۔

۶- شخص مذکور مرگیا اس کے بعد قسم کھانے والے نے زید سے گفتگو کی تو اس طرح اس شخص کی اِجازت کے بغیر بات کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ لو قال لغیره واللہ لا اکلمك حتّٰی یاذن لی فلان فمات فلان قبل الاذن فالیمین ساقطة ۔اھ مخلصًا

۷- قسم کھائی کہ نماز کی امامت نہیں کرے گا پھر نمازِ جنازہ کی امامت کی تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۸ میں ہے اور درمختار مع شامی جلد سوم

صفحہ ۱۴۷ میں ہے۔

۸- قسم کھائی کہ دس میں نہیں خریدے گا پھر گیارہ یا اس سے زیادہ میں خریدا تو اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۷۳ میں ہے۔ حلف لا یشتریه بعشرة حنث باحد عشر ۔

۹- گناہ کرنے یا فرائض واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا۔ یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو اس طرح کی قسم توڑنا شرعاً ضروری ہے مگر اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۶ میں ہے۔ اور تنویر الابصار میں ہے۔ من حلف علیٰ معصیة کعدم الکلام مع ابویه اوقتل فلاں الیوم وجب الحنث ولتکفیر ۔

۱۰- جب کہ قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھوں گا اور آدھی سے کم جماعت ملی یعنی چار یا تین رکعت والی میں ایک رکعت جماعت سے پائی یا قعدہ میں شریک ہوا تو اِس صورت میں قسم کا کفارہ لازم ہوگا اگرچہ وہ جماعت میں شریک ہونے کا ثواب پائے گا جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۸۰ میں ہے: ان حلف الیصلن الظهر بجماعة بادرك رکعة یحنث لانه لم یصل جماعة لکن ادرك فضلیة الجماعة ۔

۱۱- جب کہ ہوش میں قسم کھائی اور جنوں میں اُسے توڑا تو اس صورت میں مجنون پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۸ پر تبیین سے ہے کہ ''بیہوشی یا جنون میں قسم توڑنا ہوا جب بھی کفارہ واجب ہے جب کہ ہوش میں قسم کھائی ہو' اور فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۴۹ میں ہے:من فعل المحلوف علیه عامدا او ناسیا او مکرها فهو سواء وکذا من فعله وهو مغمی علیه او مجنون کذافی السراج الوهاج ۔

۱۲- تین چیزوں کے بارے میں یمین لغو پر مواخذہ ہے طلاق، عتاق اور نذر مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی کو فلاں تاریخ میں طلاق دے چکا ہوں اس خیال سے کہ واقعی اس نے طلاق دی ہے حالانکہ حقیقت میں اس نے طلاق نہیں دی ہے۔ تو اس

یمین لغو پر مواخذہ ہے یعنی اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ وقس علیہ العتاق والنذر الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۸۵ میں ہے۔ یمین اللغو لا مؤاخذۃ فیھا الا فی ثلاث الطلاق والعتاق والنذر کما فی الخلاصۃ ۔

۱۳- پورا ماہِ رمضان مسافر رہے اور روزہ نہ رکھے پھر بعد میں اس کی قضا کرے تو اس طرح قسم پوری ہو جائے گی اور گنہگار نہیں ہو گا۔ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: لو حلف لا یصوم رمضان ھذا یسافر یفطر ۔

(الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۶)

۱۴- قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہیں کرے گا یا اس کو نہیں مارے گا پھر مرنے کے بعد اسی شخص سے بات کی یا اس کو مارا تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ اصول الشاشی ص ۳۱ میں ہے۔ من حلف لا یضرب فلا نا فضربہ بعد موتہ لا یحنث وکذا الوحلف لا یتکلم نکلمہ بعد مؤتہ لا یحنث ۔ ا ھ تلخیصًا۔

۱۵- اگر زید امام تھا اور وہ شخص مقتدی۔ اس حالت میں اس نے زید کو لقمہ دیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید نماز میں نہ تھا اور اس نے لقمہ دیا تو قسم ٹوٹ گئی بحر الرائق جلد چہارم ص ۳۳۳ میں محیط سے ہے۔ لو سج الحالف للمحلوف علیہ السھوا وفتح علیہ القراء ۃ مقتدلم یحنث وخارج الصلٰوۃ یحنث ۔ اور اسی طرح شامی جلد سوم ص ۱۰۳ میں بھی ہے۔

۱۶- شخص مذکور نے اِجازت دِی لیکن بکر کو اس کا علم نہیں تھا۔ تو اس صورت میں اگر چہ اس نے اجازت کے بعد زید سے بات کی مگر قسم ٹوٹ گئی۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۳ میں ہے۔ حلف لا یکلمہ الا باذنہ فاذن لہ ولم یعلم بالاذن فکلمہ حنث ۔

۱۷- روزہ رکھنے کے تھوڑی دیر بعد توڑ دیا اس صورت میں اگر چہ ایک دِن کا بھی روزہ نہیں رکھا مگر قسم ٹوٹ گئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۲۵ میں ہے حلف لا یصوم حنث بصوم ساعۃ بنیۃ ۔ اور اسی طرح بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۸ میں ہے۔

۱۸- ایک ہی سلام سے چار رکعت نماز پڑھی گنہگار نہیں رہا۔ ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۲۷ میں

ہے۔ لو نذران یصلی اربعا بتسلیمة لا یخرج عنه بتسلیمتین وعلی القلب یخرج ۔

۱۹- زید اس جگہ سے چلا گیا پھر واپس آیا اس کے بعد زید سے اس نے اسی جگہ پر کلام کیا تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی (بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ٦٠) اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ لوحلف لا یفعل کذا مادام بیغاری فخرج منهائم رجع ففعل لا یحنث لانتهاء الیمین

۲۰- دو رکعت نماز نہیں پڑھی بلکہ ایک ہی رکعت پڑھ کر توڑ دی تو اس صورت میں بھی قسم ٹوٹ گئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۲٦ میں ہے۔ جنث فی لا یصلی برکعة اور اسی طرح بہارِ شریعت حصہ نہم ص ٦٧ میں بھی ہے۔

بیع کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں گیہوں بیچنا جائز نہیں؟

۲- کس صورت میں گیہوں کا چنا وغیرہ سے بیچنا حرام ہے؟

۳- گیہوں کو گیہوں سے برابر بیچنا جائز ہے لیکن ایک کنٹل گیہوں کو ایک کنٹل گیہوں سے کیوں نقد بیچنا بھی حرام وناجائز ہے؟

۴- گیہوں کو گیہوں سے گھٹا بڑھ کر بیچنا سود ہے حرام ہے مگر وہ کون سی صورت ہے کہ گیہوں کو گیہوں سے کم زیادہ کر کے بیچنا جائز ہے؟

۵- وہ کون سا جانور ہے کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے مگر اس کا بیچنا جائز نہیں؟

۶- زمین کے بیچنے کی وہ کون سی صورت ہے کہ پڑوسی کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا؟

۷- کن چیزوں میں شرکت جائز نہیں؟

۸- کس صورت میں دوسرے کو گائے بکری دینا جائز نہیں؟

۹- کس صورت میں دوسرے کو مرغی پالنے کے لیے دینا جائز نہیں؟

۱۰- کس صورت میں بٹائی پر کھیت دینا جائز نہیں؟

۱۱- کس صورت میں ہبہ قبول کرنا جائز نہیں؟

۱۲- وہ کون سا جائز کام ہے کہ اس پر اُجرت لینا جائز نہیں؟

۱۳- زید کی بیوی ہندہ اس کے نکاح میں ہے اس کے باوجود زید سے اس کے بچہ کو دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴- وہ کون سا جائز کام ہے کہ اس کے لیے مکان کرایہ پر نہیں لے سکتے؟

۱۵- وہ کون سی کتابیں ہیں کہ ان کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز نہیں؟

۱۶- کس صورت میں کھیت رہن لینا حرام ہے؟

۱۷- کس صورت میں کھیت رہنا رکھنا جائز ہے؟

۱۸- روپیہ دے کر نفع لینا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۹- کس صورت میں سود دینے کی شرط پر قرض لینا جائز ہے؟

۲۰- کن صورتوں میں یتیم کی جائیداد کا بیچنا جائز ہے؟

۲۱- وہ کون سی بیع ہے جو بیچنے والے کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے؟

۲۲- دو مسلمانوں کے درمیان سود کا لین دِین جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲۳- کس صورت میں مراد چمڑا بیچنا جائز ہے؟

۲۴- وہ کون سا ہبہ ہے کہ جس میں موہوب لہ پر موہوب کا ثمن ہبہ کرنے والے کو دینا واجب ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) بیع کی پہیلیاں

۱- جب کہ گیہوں کو آٹا سے بیچنے تو جائز نہیں جیسے کہ بعض لوگوں چکی والوں کے ہاتھ آٹا گیہوں بیچتے ہیں در مختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۱۸۶ میں ہے۔ لا یجوز بیع لا بر بدقیق ۔ اور ہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۵ میں ہے: لا یجوز بیع الحنطة بالدقیق ولا بالسویق لان المجانسة باقیة من وجه لانهما من اجزاء الحنطة والمعیار فیهما الکیل لکن الکیل غیر مسو بینهما وبین الحنطة لا کتنا زهما فیه وتخلخل حبات الحنطة فلا یجوز وان کان کیل بکیل ۔

۲- گیہوں کو چنا وغیرہ سے ادھار بیچنا سود اور حرام ہے اگر چہ دونوں برابر ہوں البتہ نقد بیچنا کمی بیشی کے ساتھ بھی جائز ہے ہدایہ اخرین صفحہ ۶۲ میں ہے۔ اذا وجد احدهما وعدم الاخر حل التفاضل وحرم النساء مثل ان یسلم هرویا فی هروی وحنطة فی شعیر ۔

۳- ایک کنٹل گیہوں کو ایک کنٹل سے بیچنا اس لیے حرام وناجائز ہے کہ گیہوں عند الشرع وزنی چیز نہیں ہے بلکہ کیلی ہے لہٰذا اسے پیمانہ ہی سے ناپ کر ایک دوسرے کے برابر بیچنا جائز ہے۔ وزن سے ایک دوسرے کے برابر بیچنا جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری صفحہ ۱۰۷ میں ہے۔ لو باع البر بجنسه منساویا وزنا لم یجز ۔ اور ہدایہ جلد ثالث صفحہ ۶۴ میں ہے۔ لو باعی الحنطة بجنسها متسا وباور زنالا یجوز عندهما(ای الطرفین) اون تعارفو اذلك لتوهم الفضل علی ماهو المعیار فیه کما اذدا باع مجازقة ۔

۴- گیہوں کو گیہوں سے کم زیادہ کر کے بیچنے کی صورت یہ ہے کہ گیہوں نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک کلو گیہوں کو ڈیڑھ کلو گیہوں سے بیچنا جائز ہے اس میں شرعاً قباحت نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری صفحہ ۱۰۷ میں ہے۔ یجوز بیع الحفقة بالحفنتین وما دون نصف صاع فی حکم الحفینة کذا فی الکافی ۔

اِنتباہ

صدقہ فطر میں نصف صاع احتیاطاً ایک سو چھتر روپے بھر یعنی دو کلو تقریباً ۴۷ گرام مانا گیا ہے مگر سود کے مسئلہ میں نصف صاع احتیاطاً ایک سو چوالیس روپے بھر قرار دیا جائے گا یعنی ایک کلو چھ سو چھتر گرام تقریباً۔ تا کہ سود کا شبہ نہ رہے لانه صلی الله علیه واٰله وسلم نهی عن الربوو الربیة ۔

جیسے کے حطیم نماز کے مسئلہ احتیاطاً کعبہ سے خارج مانا گیا ہے اور طواف کے مسئلہ میں احتیاطاً کعبہ کو جز قرار دیا گیا ہے۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۶۷ میں ہے ۔ اذا وستقبله المصلی لم تصح صلٰوته لان فرضیة استقبال الکعبة ثنتت بالنص القطعی وکون الحطیم من االکعبة ثبت بالاخاد فصار کانه من الکعبة من وجه دون وجه فکان الاحتیاط فی وجوب الطواف ورأ ه وفی عدم صحة استقباله ۔

۵- جو شخ مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو وہ ایسا جانور ہے کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے مگر اس کا بیچنا جائز نہیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ

۲۳ میں ہے۔ ان کان فقیرا وقد اشتراھا بنیتھا تعینت فلیس له بیعھا ۔

۶۔ زمین کا جو حصہ کا پڑوسی کی زمین سے متصل ہے اس کو پوری لمبائی میں ایک ہاتھ زمین چھوڑ کر باقی حصہ بیچنے سے پڑوسی کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۲ میں ہے۔ اذا باع دارا الامقدار ذراع منھا فی طول الحد الذی یلی الشفیع فلا شفعة له لا نقطاع الجوار وھذہ حیلة۔ وکذا اذا وھب منه ھذا المقدار وسلمه الیه ۔

۷۔ مباح چیز حاصل کرنے کے لیے شرکت جائز نہیں مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوئی یا جنگل اور پہاڑ کے پھل چننے میں شرکت کی یا جاہلیت یعنی زمانہ کفر کے دفینہ نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اُٹھا لانے میں شرکت کی یا ایسی ہی زمین سے مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی۔ یہ سب شرکتیں فاسد اور ناجائز ہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ دہم ص ۳۷)

اور اس طرح کی شرکت کرنا کہ ایک شکار پکڑے اور دوسرا جال اُٹھا کرنے جائے تو یہ شرکت بھی ناجائز ہے۔ شکار کا مالک وہی ہے جس نے اسے پکڑا اور دوسرے کو اس کے کام کی اُجرت مثل دی جائے گی اور اگر جال تاننے میں شریک نہ مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا جب بھی اسے واجبی اُجرت ملے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ دہم ص ۳۸)

اِسی طرح بھیک مانگنے والوں نے شرکت کی کہ جو کچھ مانگ کر لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو یہ شرکت بھی ناجائز ہے۔ جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا وہ اسی کا ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ دہم ص ۳۸)

اسی طرح ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا یا سائیکل دی کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا وہ ہم دونوں تقسیم کر لیں گے۔ تو یہ شرکت بھی جائز نہیں نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانور یا سائیکل والے کو مناسب کرایہ ملے گا۔

یوں ہی اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا کہ جو مچھلی ملے گی وہ ہم لوگ بانٹ لیں گے تو مچھلی اس کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو مناسب کرایہ ملے گا۔ (بہارِ

شریعت حصہ دہم صفحہ ۳۹) اور جیسا کہ در مختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۴۹ میں ہے: لا تصح شركة في احتطاب واحتشاش واصطياد واستقاء وسائر مباحات كا جتناء ثمار من جبال وطلب معدن من كنز وطخ اجر من طين مباح۔ ما حصله احدهما فله۔ وما حصله احدحما باعانة صاحب فله ولصاحبه اجر مثله ا ھ تلخصاً۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۲۸۵ میں ہے: لانصح الشركة في الحتطاب والا صطباد والاستقاء كذا في الكافي۔ وكذا الاحتشاش والتكرى وسوال الناس وما اصطاد كل واحد منهما او احتطب او اصابه من الكدى فهو له دون صاحبه وعلى هذ الاشتراك في كل مباح كا خذا الكلا واثمار من الجبال كالجوز والتين والفسق وغيرهما وكذا في نقل الطين وبيعه من ارض مباحة اوالجص او الملح او الثلج والكحل او المعدن او الكنوز الجاهلية وكذا اذا اشتر كا على ان يبنيا من طين غير مملوك او يطبخا اجرا كذا في فتح القدير ولو اعانه بنصب الشباك ونحوه۔ فلم يصيبا شيئاً له قيمة كان له اجر مثلاه بالغا ما بلغ بلا خلاف كذا في السراج الوهاج ۔

۸- دوسرے کو گائے بکری اس شرط کے ساتھ دینا جائز نہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لے لیں گے۔ اس صورت میں شرعاً بچے اسی کے ہیں جس کی گائے بکری ہے اور دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اُجرت ملے گی۔

(بہارِ شریعت جلد ۱۴ ص ۱۴۳)

اور جیسا کہ شامی جلد سوم صفحہ ۳۵۱ میں ہے اذا دفع البقرة بعلف فيكون الحادث بينهما نصفين فهما حدث فهو لصاحب البقة وللاخر مثل مثل علفه واجر مثله تاتارخانية۔ اور اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم صفحہ ۴۳۰ میں بھی ہے۔

۹- جب کہ مرغی کسی کو اس شرط پر دی کہ جتنے انڈے وہ دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ صورت ناجائز ہے انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے دوسرے کو اس کے کام کی مناسب مزدوری ملے گی۔

(بہارِ شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۴۳ او عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۳۰)

۱۰- زمین اور بیل ایک شخص کے اور کام وبیج دوسرے کے ذمہ۔ یا بیل اور بیج ایک شخص کے اور زمین اور کام دوسرے کا۔ یا ایک کے ذمہ فقط بیل باقی سب کچھ دوسرے کا۔ یا ایک بیج باقی سب دوسرے کے ذمہ۔ بٹائی پر کھیت دینے کی یہ چاروں صورتیں ناجائز اور باطل ہیں بہارِ شریعت جلد ۱۵ صفحہ ۹۶ اور درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ بطلت فی اربعة اوجه لو كانت الارض والبقر لزيد او البقر والبذرله والاخر ان للخرا والبقرا والبذرله والباقی للآخر اھ۔

۱۱-جب کہ ہب کرنے والا نابالغ ہو تو اس صورت میں ہبہ قبول کرنا جائز نہیں درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۵۰۸ میں ہے۔ لا تضغ هبة صغير ۔ اور بہارِ شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۷۷ میں ہے "بعض لوگ دوسرے کے بچہ سے پانی بھروا کر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسرے طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ اس پانی کا وہ بچہ مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ نہیں کرسکتا پھر دوسرے کو اس کا اِستعمال کیونکر جائز ہوگا۔ انتهى بالفاظ ۔

۱۲- سوم وغیرہ کے موقع پر قرآنِ مجید پڑھنا جائز مگر اُس پر اُجرت لینا جائز نہیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: سوم وغیرہ کے موقع پر اُجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گنہگار اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرواتے ہیں اگر اُجرت پر ہو یہ بھی ناجائز۔ بلکہ اس صورت میں ایصالِ ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا اِیصال کیا جائے۔ اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں جب اللہ کے لیے عمل نہ ہو تو اب کی اُمید بیکار ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ چہاردہم ص ۱۳۹)

اور حضرت علامہ ابنِ عابدین شامی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لا يستحق بالثواب لا للميت ولا للقاری وقال العينی فی شرح الهداية ويمنع القادری للدنيا والآخذ والمعطی اثمان فالحاصل

ان ماشاع فی زماننا من قرأة الاجزاء بالاجرة لا یجوز لان فیه الامر بالقرأة واعطاء الثواب للامر والقرء ة لاجل امال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر ۔ (ردالمحتار جلد پنجم ص ۳۵)

اور اسی طرح نر جانور کو جفتی کرنے کے دِینا جائز ہے مگر اس کام کی اُجرت لینا جائز نہیں جیسا کہ ہدایہ جلد سوم صفحہ ۲۸۷ میں ہے۔ **لا یجوز اخذا جرة عسب التیس وھو ان یواحر فحلا لینزو علی اناث** ۔

۱۳- زید کا جو بچہ کہ دوسری بیوی سے ہوا اس کی بیوی ہندہ زید سے اس بچہ کو دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۷۶ میں ہے۔ **جاز استئجاز منکوحة لولدہ من غیرھا** اھ تلخیصًا ۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۴۹۷ میں ہے **ان استاجرھا وھی منکوحة او معتدته لارضاع ابن له من غیرھا جاز کذا فی الھدایة**

۱۴- نماز پڑھنے کے لیے مکان کرایہ پر نہیں لے سکتا۔

(بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۳۱، ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۲۱)

۱۵- قرآنِ مجید ہو یا کوئی دوسری کتاب چاہے وہ شاعروں کے دیوان ہوں یا قصے کہانی کی کتابیں کسی کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز نہیں۔ (درمختار مع شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱) اور حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''قرآن مجید یا کتاب کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوں ہی شعراء کے داوین اور قصے کی کتابیں پڑھنے کے لیے اُجرت پر لینا ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم دہم ص ۱۲۲)

۱۶- کھیت کو اس شرط پر رہن لینا کہ ہم اس کی پیداوار فائدہ اُٹھاتے رہیں گے اور جب ہمارا روپیہ مل جائے گا تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ اس طرح رہن لینا سود اور حرام ہے اگر چہ رہن لینے والا گورنمنٹی اگان بھی دیتا رہے۔ حدیث شریف میں ہے: **کل فرض جر منفعة فھو ربا** ۔ البتہ یہاں کے کافروں کا کھیت اس شرط پر رہن لینا جائز ہے اگر چہ گورنمنٹ لگان بھی نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں جیسا کہ رئیس الفقہا حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ۔ صفحہ ۳۰۰ میں فرماتے ہیں: **ان ھم**

الاحربی وما یعقلها الاالعالمون ۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل صفحہ ۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں: کہ گرفتن سود از حربیاں بایں وجہ حلال ست کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقض عہد نباشد و حربی چوں خود بخود دہد بلاشبہ حلال خواہد بود۔

۱۷۔ حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "بعض لوگ کے قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں کہ مرتہن مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اُجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپے ماہوار یا کھیت کا پٹہ دس روپے سال ہونا چاہیے اور طے یہ پاتا ہے کہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائیگی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پٹہ واجبی اجرت سے کم لے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اُجرت پر دیا اور زر اجرت پیشگی لے لیا۔ (بہارِ شریعت حصہ ہفدہم ص ۳۹)

۱۸۔ جب کہ کسی کو اس شرط پر روپیہ دِیا کہ وہ تجارت کرے اور روپیہ دینے والا آدھا یا تہائی یا چوتھائی نفع لے گا یہ طے پایا تو اس طرح روپیہ دے کر نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ اسے مصاربت کہتے ہیں۔ (کتبِ عامہ)

۱۹۔ صحیح شرعی مجبوری کی صورت میں سود دینے کی شرط پر قرض لینا جائز ہے۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۲ میں ہے۔ فی القنیة والیغیة یجوز للمحتاج الاتسقراض بالربح ۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: سود دینے والا اگر حقیقۃً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر لازم نہیں۔ درمختار میں ہے۔ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح ۔ اور اگر بلا مجبوری شرعی سود دیتا ہے مثلاً تجارت بڑھانے یا جائیداد میں اضافہ کرنے یا اونچا محل بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے سودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی سود کھانے والے کے مثل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۴۳)

اور حدیث شریف میں ہے: درھم ربا یا کلہ الرجل وھو یعلم اشد عند اللہ

من ستة وثلاثين زنية في الحطيم ۔ یعنی سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک درم سود کا جان بوجھ کر کھالے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ شریف کے حطیم میں چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ احمد وطبرانی (فتاویٰ رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور ص ۱۹۴)

۲۰- سات صورتوں میں یتیم کی جائیداد بیچنا جائز ہے۔ (۱) جب کہ جائیداد کو اس کی مالیت سے دوگنی قیمت پر بیچے۔ (۲) جب کہ یتیم کے پاس اُس جائیداد کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہ ہو اور اس کے ضروری اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں۔ (۳) جب کہ میت پر کسی کی رقم باقی ہو اور یتیم کی جائیداد بیچے بغیر اس کی ادائیگی ممکن نہ ہو۔ (۴) جب کہ میت کی کوئی وصیت ہو اور یتیم کی جائیدا بیچے بغیر وہ پوری نہ کی جا سکے۔ (۵) جب کہ جائیداد کی آمدنی اس کے اخراجات سے زائد نہ ہو۔ (۶) جب کہ یتیم کی دوکان یا مکان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (۷) جب کہ جائیداد پر کسی کے قبضہ کے سبب یتیم کی ملکیت سے نکل جانے کا ڈر ہو جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: لایجوز للوصي بيع عقار اليتيم عند المتقدمين۔ ومنه المتاخرون ايضًا الا في ثلاثة كما ذكره الزيلعي۔ اذا بيع يضعف قيمة۔ وفيما اذا حتاج اليتيم الٰى النفقة ولا مال له سواه۔ وفيما اذا كان علٰى الميت دِين لا وفاء له الامنه وردت اربعا فصار المستثنٰى سبعا۔ ثلاث من الظهيرية۔ فيما اذا كان في اتركة وصية مرسلة لا نفاذلها الا منه۔ وفيما اذا كانت غلات لا تزيد علٰى مؤنته۔ وفيما اذا كان حانونا اودارا يخشي عليه النقصان(انتهیٰ) والربعة من بيوع الخانية فيما اذا كان العقار في يدمتغلب وخاف الوصي عليه فله بيعه ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۹۲)

۲۱- بیع استصناع یعنی وہ بیع کہ جس میں کاریگر سے میز' کرسی یا جوتا وغیرہ بنوانے کی فرمائش دے کر بیع ہوتی ہے وہ بیع بیچنے والے کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: البيع لا يبطل بموت البائع الافي الاستصناع فيبطل بموت الصانع ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۱۳)

۲۲- جب کہ دو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوئے اور دارالاسلام میں نہیں آئے۔ تو اُن

دونوں کے درمیان اور مسلمان مولی اور اس کے غلام کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۲۱۴ میں ہے۔ الربا حرام الافی مسائل بین مسلمین اسلم ثمه ولم یخرجا الینا وبین المولی وعبده کمافی ایضح الکرمانی۔ اھ۔ ملخصاً۔

۲۳- جب کہ خریدنے والا کافر حربی ہو تو اس کے ہاتھ مرداری چمڑا بیچنا جائز ہے۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ یازدہم صفحہ ۵۳ میں ہے۔ اور ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۱۸۸ میں ہے۔ لو باعهم درهما بدرهمین او باعهم بیتة بدراهم فذلك كله طیب اھ۔ اور ہندوستان کے کافر حربی ہیں جیسا کہ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۰۰ میں ہے۔ ان هم الاحرابی ومایعقلها الا العالمون۔

۲۱- جب کہ بیع سلم میں رب السلم مسلم الیہ کو مسلم فیہ ہبہ کر دے تو اس صورت میں مسلم الیہ پر ہبہ کرنے والے کو موہوب کا ثمن دینا واجب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۰ میں ہے۔ ای موهوب وجب دفع ثمنه الی الواهب فقل المسلم فیه۔ اذا وهبه رب السلم الی المسلم الیه وجب علیه رد راس المال۔

نوٹ:- جس عقد میں مبیع ادھار اور ثمن نقد ہو اسے بیع سلم کہتے ہیں۔ اور جو روپیہ دیتا ہے اس کو رب السلم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلم الیہ اور مبیع کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔
(بہارِ شریعت وغیرہ)

قربانی کی پہیلیاں

۱۔ کس صورت میں مالدار مالک نصاب پر قربانی واجب نہیں؟
۲۔ جو مالک نصاب نہیں ہے اس پر قربانی واجب ہونے کی کیا صورت ہے؟
۳۔ ایک شخص پر قربانی واجب ہوئی مگر اس نے قربانی نہیں کی اور گنہگار بھی نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۴۔ کس صورت میں ایک قربانی کرنے کے باوجود پھر اسی سال دوسری قربانی واجب ہے؟
۵۔ دیہاتی نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی مگر قربانی جائز نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۶۔ جانور ذبح کیا گیا اور قربانی کی نیت نہیں کی گئی مگر قربانی ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۷۔ دیہات میں قربانی کا مستحب وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟
۸۔ شہر میں رہنے والا اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا چاہے تو اس کی صورت کیا ہے؟
۹۔ شہر میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے؟
۱۰۔ شہر میں طلوع فجر کے بعد سے قربانی کرنا جائز نہ رہا مگر عید کی نماز پڑھنے سے پہلے جائز ہوگیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟
۱۱۔ وہ کون سا جانور ہے کہ اس کی قربانی چھ مہینہ کی عمر میں جائز ہے؟
۱۲۔ وہ کون سا جانور ہے کہ اس کا ایک عضو پورے طور پر کٹا ہوا ہے مگر اس کی قربانی جائز ہے؟

۱۳- کس صورت میں قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا؟
۱۴- کس صورت میں قربانی کے چمڑے کا پیسہ مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں؟
۱۵- کس صورت میں قربانی گوشت تقسیم نہ کرے بلکہ بیچ ڈالے؟

❀❀❀❀

(جوابات) قربانی کی پہیلیاں

۱- مالدار مالک نصاب اگر مسافر تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب نہیں کہ وجوب قربانی کے لیے مقیم ہونا شرط ہے فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۵۷ میں ہے۔ لا تحب علی المسافر ۔

۲- جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی منت مانی تو اس صورت کی اس پر قربانی واجب ہے یا اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو اس جانور کی قربانی واجب ہے فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۵۷ میں ہے۔ اما الذی یحب علی الغنی والفقیر فالمنذور بہٖ بان قال اللّٰہ علی ان اضحی شاۃ اوبدنۃ اوھذہ الشاۃ اوھذۃ البدنۃ ۔ اور ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۱ میں ہے۔ تحب علی الفقیر باشراء بنیۃ التضحیۃ عندنا ۔

۳- جب کہ ابتدائے وقت میں قربانی واجب ہوئی اور اُس نے نہیں کی یہاں تک کہ آخر وقت میں وجوب قربانی کے شرائط جاتے رہے تو اس صورت میں گنہگار نہ ہوا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۵۹ میں ہے۔ لو کان اھلا فی ولہ ثم لم یبق اھلاً فی اخرہ بان ارتد او عسر او سافر فی اخرۃ لا تحب ۔

۴- جب کہ پہلی قربانی کی تو مالک نصاب نہ تھا پھر قربانی کے ہی دِنوں میں مالک نصاب ہوگیا تو اس صورت میں ایک قربانی کرنے کے باوجود پھر اسی سال دوسری قربانی کرنا اس پر واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۵۹ میں ہے: لو صحی فی اوّل الوقت وھو فقیر فعلیہ ان یعید الاضحیۃ وھو الصحیح ۔

۵- اگر دیہاتی نے شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کر لی قربانی نہ ہوئی۔ (فتاویٰ افریقہ مطبوعہ لاہور ص ۱۳) اور درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۲ میں ہے۔ اول وقتها بعدالصلاة ان ذبح فی مصر اھ

۶- قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر مالک نے اِجازت نہیں دِی اور دوسرے نے اسے قربانی کی نیت کے بغیر ذبح کر دیا تو مالک نے گوشت لے لیا اور ذبح کرنے والے سے تاوان نہیں لیا۔ اس صورت میں جانور ذبح کیا گیا اور قربانی کی نیت نہیں کی گئی مگر قربانی ہو گئی جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: لو اشتراها بنية الاضحية فذبحها غيره بلا اذن فان اخذها مذبوحة ولم يضمنه اجزأته ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۲)

۷- دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہو جاتا ہے مگر وہاں کے لیے قربانی کا مستحب وقت سورج نکلنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے چاہے عید کی نماز وہاں ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۲۶۰ میں ہے:
الوقت المستحبة للتضحية فی حق۔ اهل السود بعد طلوع الشمس ۔

۸- شہر میں رہنے والا اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جانور کو دیہات میں بھیج کر دِن نکلتے ہی قربانی کرالے درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۲ میں ہے۔ حيلة مصرف اراد التعجيل ان يخرجها لخارج المصر فيضحی بها اذا طلع الفجر ۔

۹- جب کہ شہر میں ایسا فتنہ ہو کہ اس کے سبب بقرعید کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں دسویں ذی الحجہ کو شہر میں بھی طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۳ میں ہے۔ فی البرازية بلدة فيها فتنة فلم يصلوا وضو بعد طلوع الفجر جاز فی المختار ۔ اور شامی میں ہے۔ قوله جاز فی المختار لان البدة صارت فی هذا الحكم كاسواد اتفاقی وفی

التتار خانة وعليه الفتوٰى ۔

۱۰- جب کہ دوپہر کے بعد گواہوں سے ثابت ہوا کہ آج دسویں ذی الحجہ ہے تو اس صورت میں شہر کے اندر طلوع فجر کے بعد قربانی کرنا جائز نہ رہا مگر اب عید کی نماز پڑھنے سے پہلے جائز ہو گیا جیسا کہ شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۳ میں ہے۔ لو شهد وابعد نصف النهار انه العاشر جازلهم ان يضحوا ويخرج الامام من الغد فيصلي بهم العيد ۔

۱۱- دُنبہ یا بھیڑ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہوا کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس صورت میں اِن جانوروں کی قربانی چھ مہینہ کی عمر میں جائز ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱۵ صفحہ ۱۳۹) اور در مختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۴ میں ہے۔ صح الجذع ذوستة اشهر من الضان ان كان بحيث لو خلط بالثنا يا لايمكن التميز من بعد اھ۔

۱۲- وہ جانور خصی ہے کہ اس کا خصیہ پورے طور پر کٹا ہوا ہوتا ہے مگر اس کی قربانی جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۶۴ میں ہے۔ الخصي افضل من الفحل لانه اطيب لحما كذا في المحيط اور جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۲۵۴ میں ہے: يجوز ان يضحي باخصي لانه اطيب لحما من غير الخصي قال ابوحنيفة مازاد في لحمه انفع مما ذهب من خصية ۔

۱۳- جب کہ قربانی منت کی ہو تو اس صورت میں قربانی کرنے والا اس کا گوشت نہیں کھا سکتا اور اگر میت نے قربانی کی وصیت کی ہے تو اِس صورت میں بھی اِس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔ بہارِ شریعت حصہ پانزدہم صفحہ ۱۴۴ میں ہے۔ ''قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی کم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے''۔

۱۴- پیسے کو اپنے خرچ میں لانے کی نیت سے قربانی کے چمڑے کو بیچا تو اس پیسے کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ اس پیسے کا صدقہ کرنا واجب ہے اور صدقہ واجبہ کو بلا حیلہ شرعی مسجد میں لگانا جائز نہیں کفایہ علی فتح القدیر جلد صفحہ ۴۳۷ میں ہے۔ اذا تمولها

بالبیع وجب التصدق کذا فی الایضاح ۔

۱۵- جب کہ نابالغ کے مال سے قربانی کرے تو جس قدر ہو سکے نابالغ اس میں سے کھائے اور جو بچ رہے اسے تقسیم نہ کرے بلکہ باقی رہنے والی چیزیں مثلاً کتاب یا کپڑا وغیرہ کے عوض بیچ ڈالے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ مع فتح القدیر جلد صفحہ ۴۲۹ میں ہے: الاصح ان یضحی من ماله ای من مال الصغیر ویاکل ای الصغیر من الاضحیة التی هی من ماله ما امکنه ویبتاع بما بقی ما ینتفع بعینه کالغربال والمنخل کما فی الجلد وهو اختیار شیخ الاسلام۔ وهکذا روی۔ ابن سماعة عن محمد رحمهم الله ۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۶ پر احکام الصبیان میں ہے۔ واختلفو فی وجوب صدقة الفطر فی ماله والاضحیة والمعتمد الوجوب فیؤدیها الولی ویذبحها ولا یتصدق بشیء من لحمها فیطعمه منه ویبتاع له بالباقی ما تبقی عینه ۔
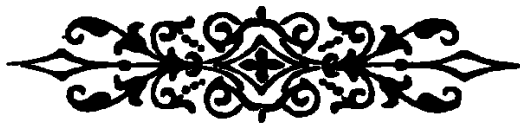
کھانے کی پہیلیاں

۱۔ وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کا ذبیح نہیں کھایا جائے گا؟

۲۔ ایک صحیح العقیدہ عاقل بالغ مسلمان نے حلال جانور کو بِسْمِ اللّٰہِ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا مگر اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۳۔ وہ کون سا گوشت ہے کہ جو سنی صحیح العقیدہ غیر محرم کا تسمیہ کے ساتھ ذبیحہ ہے مگر اس گوشت کا کھانا حرام ہے؟

۴۔ کس صورت میں بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے اور کس صورت میں مستحب ہے؟

۵۔ مردار اور سؤر کا گوشت کھانا کس صورت میں فرض ہے کہ اگر نہ کھائے تو گنہگا ہوگا؟

۶۔ کس صورت میں یتیم کا مال کھانا جائز ہے؟

۷۔ کس قسم کا پان کھانا حرام ہے؟

۸۔ وہ کون سا گدھا ہے کہ جس کا گوشت حلال ہے؟

۹۔ کس صورت میں تیجہ وغیرہ کا کھانا حرام ہے؟

۱۰۔ ایک عادل نے خبر دی کا فر کا ذبیحہ ہے اور دوسرے عادل نے بتایا کہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس صورت میں گوشت کے متعلق کس کی خبر مانی جائے گی؟

۱۱۔ بِسْمِ اللّٰہِ اللہ اکبر کے بغیر جانور ذبح کیا مگر اس کے باوجود اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) کھانے کی پہیلیاں

- پاگل جس کی عقل جاتی رہی اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۸۹ میں ہے: ذاهب العقل اذا ذبح لم تؤكل ذبيحة كذا في فتاوىٰ قاضي خان۔

۱- جب کہ محرم نے حالتِ احرام میں کسی شکار کا ذبح کیا تو اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ جیسا کہ قدوری کتاب الحج باب الجنایات صفحہ ۵۷ میں ہے۔ اذ ذبح المحرم صيدا فذبيحة ميتة لا يحل اكلها۔

۲- جو گوشت کہ سڑ کر بدبودار ہو گیا اس کا کھانا حرام ہے۔ اگر چہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان غیر محرم کا تسمیہ کے ساتھ ذبیحہ ہو جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۰۱ میں ہے۔ "جو گوشت سڑ گیا بدبو لے آیا اس کا کھانا حرام ہے اگر چہ نجس نہیں ہے"۔

۴- شہوت پیدا کرنے کے لیے بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے اور روزہ کی قوت حاصل کرنے کے لیے یا مہمان کا ساتھ دینے کے لیے اِتنا زیادہ کھانا مستحب کہ جتنے سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۸ میں ہے: الاكل فوق الشبع حرام بقصد الشهوة وان قصد به التقوىٰ على الصوم اور مؤاكلة الضيف فستحب۔

۵- کسی سے کہا گیا کہ اگر تو مرداری یا سؤر کا گوشت نہیں کھائے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا اور اسے غالب گمان ہوا کہ میرے ساتھ ایسا کیا جائے گا تو اس صورت میں مرداری یا سؤر کا گوشت کھانا فرض ہے اگر نہیں کھایا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا۔ لیکن اگر اس کی یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے اِستعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گنہگار نہ ہوا۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۵ ص ۶)

۶- جلد ولی یا وصی یتیم کا کوئی کام کریں تو اس صورت میں انہیں اپنے کام کی اُجرت کی مقتدار یتیم کا مال کھانا جائز ہے کہ جیسا علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ (يجوز) اكل الولي والوصي من مال اليتيم بقدر اجرة عمله۔

(الاشباہ والنظائر ص ۷۹)

۷- جس پان پر سیپ کا چونا لگا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۷)

۸- جنگلی گدھا کہ جسے گورخر بھی کہتے ہیں حلال ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۱۹۳ میں ہے۔ لا يحل الحمر الاهلية بخلاف الوحشية فانها ولبنها حلال اھ تلخيصًا ۔

۹- جب کہ تیجہ وغیرہ میت کے ترکہ سے کیا جائے اور ورثہ میں کوئی نابالغ ہو تو اس صورت میں تیجہ وغیرہ کا کھانا حرام ہے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوں ہی اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے جب کہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو۔ اور سب بالغ ہو اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم ص ۱۶۹)

۱۰- جب کہ گوشت کے بارے میں اختلاف ہو تو جو شخص کہے کہ مسلمان کا ذبیحہ ہے اس کی خبر نہیں مانی جائے گی بلکہ جو کہے کافر کا ذبیحہ ہے اس کی بات مانی جائیگی اور گوشت کو حرام قرار دیا جائے گا۔ البتہ دوسرے کھانے اور پانی کے بارے میں اگر دو طرح کی خبریں دی جائیں تو کھانے کو حلال اور پانی کو پاک ہی قرار دیا جائے گا جیسا کہ در مختار میں ہے۔ يعمل بخبر الحرمة في الذبيحة وبخبر الحل في ماء وطعام ۔ اور شامی جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ میں ہے: اذا اخبره عدل بان هذا اللحم ذبيحة مجوسي او ميتة و عدل اخرانه ذبيحة مسلم لا يحل لانه لماتها تر الخبران بقي على الحرمة الا صليه لا يحل الا بالذ كاة ولو اخبرا عن ماء وتهاترا بقي على الطهارة الاصلية

۱۱- بھول کر بِسْمِ اللّٰهِ اللهُ اکبر کے بغیر جانور ذبح کر دیا تو اِس صورت میں اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۹ میں ہے۔ ان ترك الذابح التسمية عمدا فالذبيحة ميتة لا توكل وان ترك ناسيا اكل ۔

سونے اور جاگنے کی پہیلیاں

۱- کس طرح سونا منع ہے؟

۲- کس وقت سونا مکروہ ہے؟

۳- کس چیز پر لوگ عام طور پر سوتے ہیں حالانکہ اس پر سونا منع ہے؟

۴- کس صورت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا منع ہے؟

۵- کس صورت میں جاگنا منع ہے؟

۶- سونے والا کتنی باتوں میں جاگنے والے کے حکم میں ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) سونے اور جاگنے کی پہیلیاں

۱- پیٹ کے بل سونا منع ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ان ھذہ ضجعة لا یحبھا اللّٰہ یعنی اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۴) اور ابنِ ماجہ شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے جندب! (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) انما ھی ضجعة اھل النار یعنی یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۵)

۲- دِن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۰)

۳- بغیر منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے جیسا کہ ابوداؤد شریف میں حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: من بات علی ظهر بيت ليس عليه حجاب فقد برأت منه الذمة یعنی جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے کہ جس پر روک نہیں ہے تو اس سے ذمہ بری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۴) اور ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينام الرجل على سطح ليس بمحجود عليه ۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۴)

۴- جب کہ ایک پاؤں کھڑا ہوا اور لنگی وغیرہ پہنے ہو تو اس صورت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا منع ہے کہ اس حالت میں بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پائجامہ وغیرہ پہنے ہو یا پاؤں کو پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے ہوئے کوئی حرج نہیں۔

(بہارِ شریعت جلد ۲ ۲۶ صفحہ ۶۸)

۵- جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اسے رات میں دیر تک جاگنا منع ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم ص ۴۳)

۶- سونے والے پچیس باتوں میں جاگنے والے کے حکم میں ہے:

(۱) جب کہ روزہ دار سو رہا ہو اور اس کے حلق میں پانی کا قطرہ چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۲) سونے کی حالت میں عورت سے کوئی ہمبستری کرے تو اس کا روزہ چلا جائے گا۔

(۳) اِحرام کی حالت میں سو رہا ہو اور وئی اس کا بال مونڈ دے تو کفارہ واجب ہوگا۔

(۴) اِحرام کی حالت میں عورت سو رہی ہو اور شوہر اس سے ہمبستری کرے تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا۔

(۵) احرام باندھے ہوئے سو رہا تھا کہ اسی حالت میں کسی شکار پر گر گیا جس کے سبب وہ مر گیا تو کفارہ لازم ہوگا۔

(٦) اِحرام کی حالت میں کسی سواری پر سو رہا تھا کہ نویں ذی الحجہ کو سورج ڈھلنے کے بعد اور ۱۰ ذی الحجہ کو اُجالا ہونے سے پہلے اس کی سواری کسی وقت میدانِ عرفات ہو کر گزر گئی تو اس نے حج پالیا۔

(۷) جب کہ شکار پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تیر پھینکا گیا اور وہ تیر کے زخم کے سبب کسی سونے والے کے پاس گر کر مر گیا تو حرام ہوگا جیسے کہ جاگنے والے کے پاس گر کر مرنے سے حرام ہوتا ہے۔ جب کہ وہ ذبح پر قادر ہوتا ہے۔

(۸) سونے والا کسی سامان پر گر جائے جس کے سبب وہ ٹوٹ جائے تو ضمان واجب ہوگا

(۹) جب کہ باپ دیوار کے کنارے سو رہا ہو اور بیٹا سونے کی حالت میں باپ کے اوپر چھت سے گر کر ہلاک ہو جائے تو بعض فقہاء کے قول پر باپ وراثت سے محروم ہو گا۔ اور یہی صحیح ہے۔

(۱۰) کسی سونے والے کو اُٹھا کر دیوار کے نیچے کر دِیا اس کے بعد دِیوار گری اور وہ مر گیا تو دیوار کے نیچے پر ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(۱۱) مرد اپنی عورت کے ساتھ ایسی جگہ پر تنہائی میں ہوا کہ جہاں کوئی اجنبی سو رہا تھا خلوت صیحہ نہیں پائی گئی۔

(۱۲) مرد کسی گھر میں سو رہا تھا کہ اس کی بیوی وہاں آئی اور تھوڑی دیر ٹھہر کر چلی گئی۔ تو خلوت صیحہ ثابت ہو گئی۔

(۱۳) عورت کسی گھر میں سو رہی تھی کہ اس کا شوہر وہاں آیا اور تھوڑی دیر بعد چلا گیا تو خلوت صیحہ پالی گئی۔

(۱۴) عورت سو رہی تھی کہ اڑھائی سال سے کم عمر کا بچہ آیا اور اس کی پستان سے دودھ پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

(۱۵) نمازی سو گیا اور اسی حالت میں اس نے کلام کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۶) نمازی سو گیا اور حالتِ قیام میں اس نے قرأت کی تو وہ قرأت ایک روایت میں معتبر ہو گی۔

(۱۷) تیمّم کرنے والی کی سواری ایسے پانی سے گزری کہ جس کا اِستعمال ممکن تھا اور وہ سو

رہا تھا تو اس کا تیمم ٹوٹ گیا۔

(۱۸) سونے والے نے آیت سجدہ تلاوت کی جسے کسی شخص نے سن لیا تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا جیسے کہ جاگنے والے سے سننے پر واجب ہوتا ہے۔

(۱۹) یہ سونے والا جب کہ بیدار ہو تو اُسے کسی شخص نے بتایا کہ تم نے سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کی ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک اس پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہے۔

(۲۰) کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے بات نہیں کروں گا۔ پھر قسم کھانے والا اس کے پاس آیا جب کہ وہ سو رہا تھا تو اس نے کہا اُٹھ مگر سونے والا اُٹھا نہیں تو بعض فقہاء کے قول پر اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی لیکن صحیح یہ ہے کہ ٹوٹ جائے گی۔

(۲۱) عورت کو طلاق رجعی دی پھر عورت جب کہ سو رہی تھی شوہر نے اسے شہوت کے ساتھ چھوا تو رجعت ہوگئی۔

(۲۲) طلاق رجعی دینے والا شوہر سو رہا تھا کہ عورت نے اسے شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا تو حضرت امام یوسف رضی اللہ عنہ کے نزدیک مراجعت ہو جائے گی۔

(۲۳) مرد سو رہا تھا کہ اسی حالت میں اجنبی عورت نے مرد کے ذکر کو اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا اور مرد نے بیدار ہونے کے بعد عورت کے اس فعل کو جانا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی

(۲۴) عورت نے کسی سونے والے مرد کو شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

(۲۵) جب کہ نماز میں سو جائے اور اِحتلام ہو تو غسل واجب ہوگا اور بنا نہیں کر سکتا۔

(الاشباہ والنظائر ص ۳۱۹ تا ۳۲۱)

حضر واباحت کی پہیلیاں

۱- کس صورت میں خودکشی کرنا گناہ نہیں؟
۲- کس صورت میں مسکین سائل کو بھی کھانا دینا جائز نہیں؟
۳- کس صورت میں ختنہ کرانا جائز نہیں؟
۴- کس صورت میں رشوت دینا جائز ہے؟
۵- وہ کون سا مردار جانور ہے جو حلال ہے؟
۶- وہ کون سا مسلمان ہے کہ نہ کسی کا قاتل ہے اور نہ مرتد مگر اس کے قتل کا حکم ہے؟
۷- کس صورت میں مرد کو سونا اِستعمال کرنا جائز ہے؟
۸- ساڑھے چار ماشہ سے کم انگوٹھی کے علاوہ اور کس صورت میں مرد کو چاندی اِستعمال کرنا جائز ہے؟
۹- وہ کون سا برتن ہے جو سونا چاندی کا نہیں ہے مگر اس کا استعمال کرنا حرام ہے؟
۱۰- وہ کون سا برتن ہے کہ جس کا اِستعمال کرنا جائز ہے مگر اس سے وضو بنانا مکروہ ہے؟
۱۱- کس صورت میں بلا اجازت دوسرے کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے؟
۱۲- راستہ کی پڑی ہوئی چیز اُٹھانا کب جائز ہے اور کب نا جائز؟
۱۳- وہ کون سا قلم ہے کہ اس سے لکھنا جائز نہیں؟
۱۴- مچھلی وغیرہ کا شکار کس صورت میں حرام ہے؟
۱۵- ہاتھ دھونے کے بعد کس صورت میں اسے تولیہ سے پوچھنا منع ہے؟
۱۶- کن صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟
۱۷- کس صورت میں قبلہ رُخ بیٹھنا منع ہے؟

۱۸- کن صورت میں قبلہ کی طرف پیر کرنا جائز ہے؟
۱۹- کن لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے؟
۲۰- وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کو قرآنِ مجید پڑھنا حرام ہے؟
۲۱- کس صورت میں قرآنِ مجید چھوٹا حرام ہے؟
۲۲- کس صورت میں منت کا پوری کرنا ضروری نہیں؟
۲۳- کس منت کو پوری نہ کرنے کا حکم ہے؟
۲۴- کس صورت میں خطبہ بیٹھ کر پڑھنے میں حرج نہیں؟
۲۵- کس صورت میں کالا خضاب لگانا بہتر ہے؟
۲۶- کن صورتوں میں حضور کا نام مبارک سننے پر ہاتھ چوم کر آنکھوں پر لگانا منع ہے؟
۲۷- وہ کون سا رومال ہے جس پر نماز پڑھنا بہتر نہیں؟

❀❀❀❀

(جوابات) حظر واباحت کی پہیلیاں

۱- ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھے نہایت برے طریقہ سے قتل کروں گا۔ تو اس شخص کو غالب گمان ہوا کہ اگر میں اپنے کو قتل نہ کروں گا تو یہ شخص جیسی دھمکی دے رہا ہے ویسا ہی کر گزرے گا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو اِس صورت میں خودکشی گناہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۶ میں ہے: لو قال له لتقلن نفسك بالسيف اولا قتلنك بالسياط او ذكر له نوعا من القتل هو اشد مما امره ان يفعل بنفسه وسعه ان يقتل نفسه بالسيف ۔

۲- دوسرے کے مکان پر کھانا کھا رہے ہوں تو اس کے کھانے میں سے مسکین سائل کو دینا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۹۶) اور درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۵۲۲ پر ہے۔ دعا قوما الى طعام وفرقهم على اخونة ليس لاهل خوان منو اولة اهل خوان اخرولا اعطاء سائل ۔

۳- بالغ آدمی کو ڈاکٹر یا نائی سے ختنہ کروانا جائز نہیں۔ اس لی کہ ختنہ سنت ہے اور بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے اور سنت کے لیے حرام کا اِرتکاب جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے معاف ہے۔ (فتاویٰ افریقہ لاہوری صفحہ ۳۶) اور حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا۔ اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کر لے ورنہ نہیں۔ ہاں اگر ممکن ہو تو ایسی کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرا لے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۱)

۴- اپنا حق پانے کے لیے یا اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الراشی والمرتشی کے تحت حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: الرشوۃ ما یعطی لا بطال حق اولا حقاق باطل اما اذا اعطی لیتوصل به الی حق او لیدفع به عن نفسه ظلما فلا باس به ۔

۵- دو مردار جانور حلال ہیں۔ ایک مچھلی دوسرے ٹڈی - جیسا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث شریف مروی ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم احلت لنا میتتان ودمان المیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال ۔ یعنی سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مردار اور جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں مردار اور جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ (احمد، ابنِ ماجہ، دار قطنی، مشکوٰۃ ۳۶۱)

۶- جو شخص ماہِ رمضان میں علانیہ بلا عذر قصداً کھائے اس مسلمان کے قتل کا حکم ہے اگرچہ وہ کسی کا قاتل اور مرتد نہ ہو جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ میں ہے: لو اکل عمداً شهرة بلا عذر یقتل وتمامه فی شرح الوهبانیة ۔

۷- بغیر زنجیر سونے کا بٹن مرد کا اِستعمال کرنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۵۲)

۸- جب کہ چاندی کا بٹن بغیر زنجیر ہو تو مرد کو اس کا استعمال بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (در مختار) یعنی جب کہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو اِن کا اِستعمال ناجائز ہے کہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا اِستعمال مرد کو ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۵۲)

۹- جو برتن کہ آدمی یا خنزیر کے اجزاء سے بنایا گیا ہو اس کا استعمال کرنا حرام ہے الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے۔ ای اناء من غیر النقدین یحرم استعماله فقل المتخذ من اجزاء الادمی ۔

۱۰- جس برتن کو اپنے لیے خاص کر لیا ہو اس کا اِستعمال کر جائز ہے مگر اس سے وضو بنانا مکروہ ہے جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۲ میں ہے کہ اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا مکروہ ہے۔ اور الاسباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے۔ ای اناء مباح الاستعمال یکرہ الوضوء منه ؟ فقل ما خصه لنفسه ۔

۱۱- جب کہ کسی کا قیمتی سامان دوسرے کے گھر میں گر گیا اور مال کو خوف ہے کہ اگر وہ گھر والے سے مانگے تو وہ چھپا لے گا تو اب صورت میں بلا اِجازت دوسرے کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۸۸ میں ہے۔ جواز دخول بیت غیرہ اذا سقط متاعه فیه وخاف صاحبه ان لو طلبه منه لا خفاءہ ۔

۱۲- مالک کو دینے کی نیت سے اُٹھانا جائز ہے اور اپنے لیے اُٹھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: قالوا فی باب القطة ان اخذها بنیة ردها حل له رفعها وان اخذها بنیة نفسه کان غاصبا آثما ۔
(الاشباہ والنظائر ص ۴۸)

۱۳- جس قسم کی نب سونا، چاندی کی ہو اس سے لکھنا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۳۵)

۱۴- جب کہ شکار محض بغرض تفریح ہو بندوق، غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی، تو وہ مطلقاً بالاتفاق حرام (۱) ہے۔ (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲)

۱۵- کھانے کے لیے ہاتھ دھوئے تو اسے تولیہ وغیرہ سے پوچھنا منع ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔ لا یمسح یدہ قبل الطعام بالمندیل لیکون اثر الغسل با قیاوقت الاکل ۔

۱۶- اپنا حق پانے کے لیے یا اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں: ''جب آدمی کا حق مارا جاتا ہے اور وہ بغیر کسی ایسے اظہار کے جو بظاہر خلاف واقع ہے حاصل نہ ہوسکتا ہو تو اپنے احیائے حق کے لیے ایسی بات کا بیان شرعاً جائز ہے۔ اگرچہ سامع اسے کذب پر محمول کرے' درمختار میں ہے۔ الکذب مباح لا حیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۹۲)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: '' تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے۔ اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو تو اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ اِن دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے۔ اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دے (بہارِ شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۱۳۶ بحوالہ عالمگیری) اور سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور بے گناہ کو قتل سے بچانے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۷)

۱۷- بعد اسلام امام کو قبلہ رُخ بیٹھنا مکروہ ومنع ہے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۲) اور پیشاب و پاخانہ کرنے کے وقت قبلہ رُخ بیٹھنا حرام ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آنست کہ استقبال قبلہ واستد بار آں در بول وغائط حرام ست چہ در صحرا وچہ در خانہا'' یعنی حضرت امام اعظم

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب وپاخانہ کرنے میں قبلہ کی جانب یا پیٹھ کرنا حرام ہے چاہے جنگل میں ہو یا گھروں میں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۹۸)

۱۸- مردہ کو نہلانے میں اور قبرستان جب کہ ہمارے ملک میں پورب ہو تو مردہ کو وہاں پہنچانے میں اس کے پیروں کو قبلہ کی طرف کرنا کوئی حرج نہیں اور مریض جب کہ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ مگر اس صورت میں پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ میں ہے۔ ان تعذر القعود دوماً بالرکوع والسجود مستقلیا علیٰ ظهره وجعل رجليه الٰى القبلة ۔ اور اسی کتاب میں صفحہ۱۴۸ پر ہے وكيفية الوضع عند اصحابنا الوضع طولا كما في حالة المرض اذا اراد الصلٰوة بايماء ۔

۱۹- جو اپنی ضرویات شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہے یا اس کے کسب پر قادر ہے اسے بھیک مانگنا حرام ہے جیسے اکثر قوم کے فقیر، جوگی، سادھو وغیرہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۴۶۸)

۲۰- وہ لوگ کہ عاجز وناتواں ہیں کہ نہ مال رکھتے ہیں اور نہ کمانے پر قادر ہیں یا جتنے کی حاجت ہے اِتنا کمانے کی قدرت نہیں رکھتے تو ایسے لوگوں کو بقدر حاجت سوال کرنا جائز ہے اور یہی لوگ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رِضویہ جلد ۴ ص ۴۶۸)

۲۱- جس مسلمان پر غسل فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اسے قرآنِ مجید پڑھنا حرام ہے۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ میں ہے۔ يحرم باحدث الاكبر تلاوة قرآن ولو دون آية على المختار بقصده فلو قصد الدعاء او الثناء امر افتتاح امرا والتعليم ولقن كلمة كلمة حل في الاصح ۔

۲۲- بے وضو ہونے کی صورت میں قرآنِ شریف چھونا حرام ہے، حیض ونفاس کی حالت اور غسل فرض کی صورت میں بھی قرآنِ شریف چھونا حرام ہے البتہ جزوان میں ہو تو اس جزوان کے چھونے میں حرج نہیں درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ میں ہے۔ يحرم بالاكبر وبلا صغر مس مصحف الابغلاف متجاف غير مشرز. تلخيصًا ۔

۲۳- یہ منت مانی کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے تو میں ان لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا اور وہ لوگ

مالدار ہوں تو منت صحیح نہیں اس کا پورا کرنا اس پر ضروری نہیں (بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۳۴) اور در مختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۶۸ میں ہے۔ فی القنية نذر التصدق الاغنياء لم يصح مالم ينو ابناء السبيل ۔

۲۴- علم تعزیہ بنانے، پیک بننے، محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرفات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منت مانی ہو تو پوری نہ کرے۔ (بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۳۵)

۲۵- جب کہ نکاح کا خطبہ ہو تو اسے بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔
(فتاویٰ رِضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۲)

۲۶- لڑائی میں کافروں کو مرعوب کرنے کے لیے خضاب لگانا بہتر ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۲۸۱ میں ہے۔ اما الخضاب بالسواد للغزو ليكون اهيب في عين العدو فهو محمود بالاتفاق ۔

۲۷- خطبہ کے وقت میں یا جس وقت کہ قرآنِ مجید سن رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے ان حالتوں میں نام مبارک سننے پر ہاتھ چوم کر آنکھوں پر لگانے کی اِجازت نہیں۔
(فتاویٰ رِضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور ۴۱۷)

۲۸- وضو کے بعد جس رومال سے اعضاء کو پونچھتا ہو اس رومال پر نماز پڑھنا بہتر نہیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۹ میں ہے۔ الاولى ان لا يصلى على منديل الوضوء الذي يمسح به ۔

وراثت کی پہیلیاں

۱- وہ کون لوگ ہیں جو کسی جائیداد کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ان کی جائیداد کا کوئی دوسرا وارث ہوتا ہے۔

۲- وہ کون شخص ہے جو کسی کا وارث نہیں ہوتا مگر دوسرے اس کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں؟

۳- مرنے کے بعد مردہ دُنیا کی کس چیز کا مالک ہوتا ہے؟

۴- کس صورت میں لڑکا باپ کی جائیداد کا وارث نہ ہوگا؟

۵- مرا ہوا بچہ پیدا ہوا پھر بھی وہ اپنے باپ وغیرہ کا وارث ہوا اس کی صورت کیا ہے؟

۶- اِسلام میں سب سے پہلے کس کی میراث تقسیم کی گئی؟

۷- وہ کون شخص ہے کہ جس کے لیے مال کی وصیت کرنا جائز نہیں؟

❀❀❀❀

(جوابات) وراثت کی پہیلیاں

۱- وہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جو کسی کی جائیداد کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ان کی جائیداد کا کوئی دوسرا وارث ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: الانبیاء علیهم السلام لا یرثون ولا یورثون۔

(الاشباہ والنظائر ص ۲۹۷)

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا نورث ماترکناہ صدقۃ۔ یعنی ہم گروہ انبیاء کی کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے۔ ہم

زمانہ آیا اور حضور ﷺ کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما وغیرہ کے اختیار میں رہا۔ مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو باغِ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض وعداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا اِلزام ہے۔

انتباہ:- آیتِ کریمہ وورث سلیمان داؤد یا اس کے علاوہ قرآنِ مجید اور حدیث شریف میں جہاں بھی انبیائے کرام کی وراثت کا ذکر ہے۔ اس سے علم شریعت ونبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم ودینا۔

۲- مرتد کسی کا وارث نہیں ہوتا مگر مسلمان ورثہ اس کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: المرتد لا یرث وترثه ورثته المسلمون ۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۷)

۳- جب کہ مرنے سے پہلے شکار کے لیے ہی جال پھیلایا اور مرنے کے بعد اس میں شکار پھنسا تو اس صورت میں مرنے کے بعد مردہ اس شکار کا مالک بنتا ہے اور اس میں وراثت جاری ہوتی ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۲۹۷ میں ہے: المیت لا یملك بعد الموت الا اذا نصب شبكة للصيد ثم امات فتعقل الصيد فيها بعد الموت يملكه ويورث عنه ۔

۴- جب کہ لڑکے نے اپنے باپ کو ناحق قتل کیا تو اس صورت میں اس کی جائیداد کا وارث نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی بھی قاتل اپنے مقتول کا وارث نہ ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ششم مصری صفحہ ۴۳۱ میں ہے۔ القاتل بغير حق لا يرث من المقتول شيئا عندنا سواء قتله عمدا اوخطأً وكذلك كل قاتل هو فى معنى الخاطى كالنائم اذا انقلب على مورثه وكذلك بن سقط مع سطح على مورثه فقتله او اوطا بداية مورثه وهو راكبها كذا فى المبسوط ۔

۵- بچہ جب پیٹ میں تھا اس کے باپ فوت ہو گئے پھر کسی نے پیٹ میں اس کو مار ڈالا تو

اس صورت میں مرا بچہ پیدا ہوا پھر بھی وہ اپنے باپ وغیرہ کا وارث ہوا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ششم مصری صفحہ ۴۴۳ میں ہے۔ اذا ضرب انسان بطنها فانقت جنينا ميتا فهذا الجنين من جملة الوارث ۔

٦- اسلام میں سب سے پہلے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم کی گئی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے۔ ما اول ميراث قسم فى الاسلام ؟ فقل ميراث سعد بن الربيع ۔

۷- کسی وارث کے لیے مال کی وصیت کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی وارث ہو ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۳۱۵ میں ہے۔ روى فى لاسنن مسندا الى ابى امامة رضى اللّٰه تعالٰى عنه قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم يقول ان اللّٰه اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث واخرجه الترمذى وابنِ ماجة وقال الترمذى وهذا الحديث مشهور تلقة الامة بالقبول ۔

متفرق مسائل کی پہیلیاں

۱۔ وہ کون سا مستحب ہے جو فرض سے افضل ہے؟

۲۔ وہ کون سی سنت ہے جو فرض سے افضل ہے

۳۔ وہ کون سی سنت ہے جو واجب سے افضل ہے؟

۴۔ وہ کون سا مستحب ہے جو واجب سے افضل ہے؟

۵۔ وہ کون سی چوری ہے کہ لاکھوں روپے کا مال چرالے مگر شریعت ہاتھ کاٹنے حکم نہیں دے گی؟

۶۔ کس صورت میں دوسرے کی زمین کو زبردستی لینے کا حکم ہے؟

۷۔ لڑکے کو اِحتلام نہیں ہوا اور نہ وہ پندرہ سال کا ہے مگر بالغ ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸۔ لڑکی کو احتلام نہ ہوا اور نہ اُسے حیض آیا اور نہ وہ پندرہ سال کی ہے مگر بالغہ ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۹۔ وہ کون لوگ ہیں کہ جن کو کبھی اِحتلام نہیں ہوا؟

۱۰۔ ایک شخص نے اپنی حلال کمائی سے خالصاً لوجہ الجلہ مسجد و مدرسہ بنایا ان پر دو کانیں وقف کیں اور اپنے ماں باپ کے مرنے پر غرباء و مساکین کو کھانا کھلایا، کپڑا پہنایا اور ہر سال محرم، ربیع الاول اور ربیع الآخر میں کئی کئی دیگیں پلاؤ بریانی پکا کر لوگوں کو کھلاتا اور بانٹتا ہے مگر ان کاموں پر ثواب ملنے کی اُمید نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۱۔ گناہوں سے باز رہنے پر کس صورت میں ثواب پائے گا اور کب نہیں پائے گا؟

۱۲۔ کس صورت میں قرآن شریف پڑھنے والا گنہگار ہوگا؟

۱۳- حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک جتنی عبادتیں ہمارے لیے مشروع ہوئی ہیں ان میں سے کون سی عبادت جنت میں رہے گی؟

۱۴- کس صورت میں داڑھی منڈانا مستحب ہے؟

۱۵- وہ کون سی کتاب ہے کہ پڑھنے سے افضل اس کا سننا ہے؟

۱۶- کس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا واجب ہے؟

۱۷- کس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا واجب نہیں؟

۱۸- کتنے جانور جنت میں جائیں گے؟

۱۹- امانت دار امانت کے ہلاک ہونے پر کس صورت میں ذمہ دار ہوتا ہے؟

۲۰- مسلمان خمر وخنزیر کا مالک ہو اس کی صورت کیا ہے؟

۲۱- وہ کون سا وکیل ہے جو مؤکل کی اِجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے؟

۲۲- وہ کون شخص ہے جو اپنے معاملہ کا دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا ہے؟

۲۳- وکیل کو ہر چیز کا اختیار دینے کے باوجود اسے کس چیز کا اِختیار نہیں ہوتا؟

۲۴- باپ کا مال چرانے سے بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی صورت کیا ہے؟

۲۵- وہ کون سا مرتد ہے جو قتل نہیں کیا جائے گا؟

۲۶- کس چیز کی عاریت پر لینے والا کس صورت میں واپس دینے سے انکار کرسکتا ہے؟

۲۷- کس صورت میں ایک چیز ضائع کرنے پر دو چیز دینی پڑے گی؟

۲۸- دوسرے کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا' مگر معاوضہ نہیں دینا پڑے گا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

❀❀❀❀

(جوابات) متفرق مسائل کی پہیلیاں

۱- نماز کا وقت ہونے سے پہلے وضو بنانا ایسا مستحب ہے جو وقت ہونے کے بعد فرض وضو سے افضل ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۵۷ میں ہے۔ الوضوء قبل الوقت

مندوب افضل من الوضوء بعد الوقت وهو الفرض۔

۲۔ مسافر کا ماہِ رمضان میں روزہ رکھنا ایسی سنت ہے جو مقیم کے فرض روزے سے افضل ہے۔ اسی طرح جمعہ کی نماز کے لیے اذان سے پہلے جانا ایسی سنت ہے جو اذان کے بعد جانے کے فرض سے افضل ہے جیسا کہ شامی جلد اوّل صفحہ ۸۵ میں ہے۔ صوم المسافر فی رمضان فانه اشق من صوم المقیم فهو افضل مع انه سنة وکالتبکیر الی صلٰوة الجمعة فانه افضل من الذهاب بعد النداء مع انه سنة والثانی فرض۔

۳۔ ابتداء بہ سلام ایسی سنت ہے جو واجب یعنی سلام کے جواب سے افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: الابتداء بالسلام سنة افضل من رده الجواب ۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۵۷)

۴۔ جتنی رقم واجب ہو اس سے زیادہ دینا ایسا مستحب ہے جو واجب سے افضل ہے۔ اسی طرح ایک قربانی واجب ہو تو اس سے زیادہ کرنا ایسا مستحب ہے جو واجب سے افضل جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۸۵ میں ہے۔ من وجب علیه درهم فدفع درهمین (ای افضل) اووجب علیه اضحیة فضحی بشاتین (ای افضل)۔

۵۔ مسجد کا مال اگرچہ لاکھوں روپے کا چرالے شریعت ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دے گی جیسا کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ حصہ دوم مطبوعہ لاہور صفحہ ۸۹ میں ہے کہ مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چرالے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

۔ جب کہ نمازیوں سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی کی زمین ہو تو اسے واجبی قیمت دے کر زمین کو زبردستی لینے کا حکم ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۴۵۶ میں ہے۔ لو ضاق المسجد علی الناس وبجنبه ارض الرجل تؤخذ ارضه بالقیمة کرهاً کذا فی فتاوٰی قاضیخان۔ اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۳۸۴ میں ہے۔ تؤخذ ارض ودار وحانوت بجنب مسجد ضاق علی الناس بالقیمة کرها درو عمادیه۔

۷- لڑکے کے احتلام نہیں ہوا اور نہ وہ پندرہ سال کا ہے مگر اس کی ہمبستری سے عورت حاملہ ہوگئی تو اس صورت میں وہ بالغ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۵۴ میں ہے۔ بلوغ الغلا بالاحتلام اوالا حبال او الانزال۔

۸- لڑکی کو نہ احتلام ہوا نہ اُسے حیض آیا وہ پندرہ سال کی ہے مگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس صورت میں وہ بالغہ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۵۴ میں ہے۔ بلوغ الجارية بالاحتلام اوالحيض اوالحبل كذا في المختار۔

۹- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کو کبھی احتلام نہیں ہوتا وہ اس سے پاک ومنزہ ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ما احتلم نبي قط وانما االاحتلام من الشيطان یعنی کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا اور احتلام شیطان ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۷۸

۱۰- شخص مذکور مالکِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتا اس لیے ان کاموں پر ثواب ملنے کی اُمید نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ''اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اوراس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے''۔ یہ شیطان کا بڑا ڈھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکا کی ٹٹی ہے تو اس کے قبول کی اُمید مفقود اور زکوٰۃ کے ترک کا عذاب گردن پر موجود لاجرم حدیث شریف میں ہے۔ لما حضرا ابابكر الموت دعاعمر فقال اتق الله يا عمر اعلم ان له عملا بالنهار لا يقبله بالليل وعملا ما لليل لايقبله النهار واعلم انه لا يقبل نافلة حتّٰى نودى الفريضة ۔ یعنی جب خلیفہ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دِن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا۔ اور کچھ کام رات میں ہیں کہ انہیں دِن میں کرو تو قبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ رواد

الامام الجلیل الجلا السیوطی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ فی الجامعہ الکبیر۔

حضور پر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے اِرشاد فرماتی ہیں۔ جو فرض چھوڑ کر نفل بجا لائے۔ فرماتے ہیں اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچہ ہونے کے دِن قریب آئے حمل ساقط ہو گیا اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔ یعنی جب پورے دِنوں پر حمل ساقط ہوا تو محنت پوری اُٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا ثمرہ خود موجود تھا حملِ باقی رہتا تو آگے اُمید لگی تھی اب نہ حمل نہ بچہ نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ والی کو ہوتی ہے ایسے ہی اس نفلی خیرات کرنے والے کے پاس سے روپیہ تو اُٹھا مگر جب کہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اسی کتاب مبارک میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واهین ۔ یعنی فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور ذلیل کیا جائے گا۔

بالجملہ اس شخص نے آج تک اس قدر خیرات کی۔ مسجد ومدرسہ بنایا اور دو کانیں وقف کیں یہ سب امور صحیح ولازم تو ہو گئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر سے واپس کر سکتا ہے نہ کیے وقف کو پھیر لینے کا اِختیار رکھتا ہے کہ وقف بعد تمامی لازم وحتمی ہو جاتا ہے کہ جس کے ابطال کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

مگر بایں ہمہ جب تک زکوٰۃ پوری پوری نہ ادا کر دے افعال پر اُمید ثواب قبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہو جانا اور بات ہے اور اس پر ثواب ملنا مقبول بارگاہ ہونا اور بات ہے مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لیے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہو گئی فرض اتر گیا پر نہ قبول ہو گی نہ ثواب پائے گا بلکہ اُلٹا گنہگار ہو گا۔ یہی حال اس شخص کا ہے۔ انتھی کلام الامام

ملخصاً۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷)

۱۱- جب کہ نفس کسی گناہ پر ابھارے اور بندہ اس کے کرنے پر قادر ہو مگر خدائے تعالیٰ کے خوف کے سبب گناہ سے باز رہے تو اس صورت میں ثواب پائے گا اور اگر گناہ کرنے پر قادر نہ ہو یا لوگوں کے خوف کے سبب گناہوں سے باز رہے تو ان صورتوں میں ثواب نہیں پائے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۶ میں ہے۔ ان تدعو النفس الیه قادر اعلیٰ فعه فیکف نفسه عنه خوفا من ربه فهو مثاب والافلا ثواب علٰی ترکه وفلا یثاب علٰی ترك الزنا وهو یصلی ولا یثاب العنبن علٰی ترك الزنا والا العمٰی علی ترك النظر المحرم ۔

۱۲- بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔ لوگ نہ سنیں گے تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا اگرچہ کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا۔ (بہارِ شریعت جلد ۳ ص ۱۰۲ بحوالہ غنیۃ)

۱۳- جتنی عبادت میں اب تک ہمارے لیے مشروع ہوئی ہیں ان میں دو عبادتیں ایمان اور نکاح جنت میں بھی رہیں گی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۷ میں ہے۔ لیس لنا عبادۃ شرعت من عند ادم الٰی الان ثم تستمر فی الجنة الاالایمان والنکاح۔

۱۴- جب کہ عورت کو داڑھی نکلے تو اسے منڈانا مستحب ہے۔ (اعفا اللحی بحوالہ ردالمحتار) اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۲۳ میں ہے۔ یسن حلق لحبتها۔

۱۵- وہ کتاب قرآنِ مجید ہے پڑھنے سے اس کا سننا افضل ہے اس لیے کہ خارج نماز قرآن مجید پڑھنا فرض نہیں مگر سننا فرض ہے اور فرض غیر فرض سے افضل ہوتا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے۔ واذا قرئ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون ۔ (پ ۹ ع ۱۴) اور حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: استماع القراٰن افضل من تلاوت کذا من الاشتعال بالتطوع لانه یفع فرضا والفرض افضل من النفس ۔ (غنیۃ صفحہ ۴۷۵)

۱۶- اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت قبول کرلیں اور برائی سے رک جائیں گے تو اس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری

جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۹ میں ہے۔ ان الامر بالمعروف علٰی وجوہ ان کان یعلم باکبر رائہ انہ لو امر بالمعروف یقلبون ذلک منہ یمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ۔

۱۷- جب کہ غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ برا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کیں گے یا جانتا ہے کہ برا بھلا تو نہیں کہیں گے مگر نصیحت قبول نہ کریں گے تو ان صورتوں میں اچھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا واجب نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۹)

۱۸- پانچ جانور جنت میں جائیں گے۔ (۱) اصحابِ کہف کا کتا۔ (۲) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا (۳) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۴) حضرت عزیز علیہ السلام کا گدھا (۵) سرکار اقدس ﷺ کا براق جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۸۲ میں مستطرف سے ہے۔ لیس من الحیوان من یدخل الجنۃ الاخمسۃ کلب اصحاب الکہف، کبش اسماعیل وناقہ صالح وحمار عزیز وبراق النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۹- مالک کے مانگنے پر اگر امانت دار نے قدرت کے باوجود امانت کے مال کو واپس نہ کیا یا امانت دار نے اپنے مال کے ساتھ امانت کے مال کو اس طرح ملا لیا کہ ان کے درمیان کوئی تمیز نہیں رہ گئی تو ان صورتوں میں امانت دار امانت کے ہلاک ہونے پر ذمہ دار ہوگا جیسا کہ ہدایہ جلد سوم صفحہ ۲۵۷ میں ہے۔ ان طلبہا صاحبہا فمنعہا وھو بقدر علٰی تسلیمہا ضمنہا وان خلطہا المودع لمالہ حتّٰی لا یتمیز ضمنہا۔

۲۰- کوئی کافر جس کی ملکیت میں خمر وخنزیر تھے وہ مسلمان ہو گیا پھر خمر کو سرکہ بنانے یا پھینکنے سے پہلے اور خنزیر کو چھوڑ کر بھگانے سے پہلے وہ مر گیا اور اس کا وارث مسلمان تھا تو اس صورت میں مسلمان خمر وخنزیر کا مالک ہو جائے گا جیسا کہ کفایہ مع فتح القدیر جلد ششم ص ۵۷ میں ہے: اسلم النصرانی ولہ خنازیر وخمور ومات قبل تسییب الخنازیر وتخلیل الخمر ولہ وارث مسلم یملکھا۔

۲۱- زکوٰۃ ادا کرنے کے وکیل کو جائز ہے کہ وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل بنا دے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۲ میں ہے۔ للوكيل بدفع الزكوٰة ان يؤكل غيره بلا اذن بحر عن الخانية.

۲۲- پاگل اور ناسمجھ بچہ اپنے کسی معاملے کا دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا اور سمجھ والا بچہ اپنے اس معاملے کا کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا کہ جس کو وہ خود نہیں کر سکتا جیسا بیوی کو طلاق دینا، ہبہ کرنا اور صدقہ دینا وغیرہ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم صفحہ ۴۳۷ میں ہے۔ لا يصح التوكيل من المجنون والصبي الذى لا يعقل اصلا وكذا من الصبي العاقل بما لايملكه بنفسه كالطلاق والعتاق والهبة والصدقة ونحوها من التصرفات الضارة المحضة.

۲۳- وکیل کو ہر چیز کا اختیار دینے کے باوجود اسے موکل کی بیوی کو طلاق دینے، اس کے غلام کو آزاد کرنے اور اس کی جائیداد کو وقف کرنے کا اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: الوكيل اذا كانت وكالته عامة مطلقة ملك كل شيء الاطلاق الزوجة وعتق العبد ووقف البيت .

(الاشباہ والنظائر ص ۲۵۱)

۲۴- جب کہ رضاعی باپ کا مال چرائے تو اس بات میں بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۸ میں ہے۔ اى رجل سرق من مال ابيه وقطع ؟ فقل ان كان من الرضاعة .

۲۵- جو کسی کی اتباع میں مسلمان قرار دیا گیا ہو وہ اگر مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا حضرت علامہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اى مرتد لا يقتبل ؟ فقل من كن اسلامه تبعاً۔ (الاشباہ والنظائر ص ۳۹۸)

۲۶- جب کہ عاریت پر دینے والا اپنی چیز کو ایسے وقت میں طلب کرے کہ عاریت پر لینے والے کا نقصان ظاہر ہو تو ایسے وقت میں واپس دینے سے انکار کر سکتا ہے مثلاً کشتی کو عاریت پر دینے والا بیچ سمندر میں اپنی کشتی طلب کرے تو لینے والا واپس دینے سے انکار کر سکتا ہے الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۱ میں ہے۔ اى مستعير ملك المنع بعد

الطلب ؟ فقل اذا طلبه السفينة فی لجة البحر۔

۲۷۔ جبکہ ایک پاؤں کا موزہ ضائع کرے تو اس صورت میں دونوں پاؤں کا موزہ دینا پڑے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۱ میں ہے۔ ای رجل استھلك شیئا فلزمه شیئان ؟ فقل اذا ستھلك احدوزجی خف۔

۲۸۔ جب کہ قربانی کے جانور کو اس کے ایام میں ذبح کر دیا۔ یا قصاب نے جس جانور کو ذبح کے لیے باندھا اس کو ذبح کر دیا۔ تو اِن صورتوں میں اجازت کے بغیر ذبح کر دینے سے معاوضہ نہیں دینا پڑے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے۔

ای رجل ذبح شاۃ غیر متعد یا ولم یضمن ؟ فقل شاۃ الاضحبة فی ایامها او قصاب شدھا للذبح ۔